زبان کا بیان

سکندر نقشبندی

زبان کا بیان

سید سبط سکندر نقوی حنفی نقشبندی مجددی

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب: زبان کا بیان
تالیف: سکندر نقشبندی
ٹیلیفون: (001) 647 890 1317
sikander.naqshbandi@gmail.com
Link:
https//archive.org/details/@sikander.naqshbandi
سرورق: سید حماد الرحمان - ٹورنٹو کینیڈا
پروف ریڈنگ: محترم امیر قادر ۔ مسی ساگا ۔ کینیڈا
سنِ طباعت: 2024ء
قیمت:

قارئین سے گذارش

کتاب کی پروف ریڈنگ میں اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو معذرت قبول فرمائیں اور نشاندھی فرما کر ممنون فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں درست کی جاسکے۔ جزاکم اللہ خیراً

کتاب ملنے کیلئے رابطہ

مختار احمد (کراچی پاکستان)	0300-2380285
نفیس الحسن جیلانی (کراچی پاکستان)	0300-3512712
عبد الرشید خان (ورجینیا امریکہ)	(001) 703-785-4737
منور نقوی (سڈنی آسٹریلیا)	0614-2490-4151
قیصر نقوی (ٹورنٹو کینیڈا)	(001) 647-898-4640
سید عباد الرحمان (کیلگری AB کینیڈا)	(001) 403-926-5171

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زبان کا بیان

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1۔	عرضِ مؤلف	15
2۔	زبان ۔ ایک عظیم نعمت	19
3۔	انبیاء کرام وائمہ کے اقوال کی روشنی میں زبان کی حفاظت	26
4۔	احادیث مبارکہ	30
5۔	اخلاق	35
6۔	زبان کی حفاظت	37
7۔	جھوٹ	50
8۔	گواہی	59
9۔	جھوٹا وعدہ کرنا	63
10۔	جھوٹی قسم	64
11۔	غیر اللہ کی قسم کھانا	65
12۔	زمانے کو برا کہنا	65
13۔	احسان جتلانا	66
14۔	نوحہ یا بین کرنا	67
15۔	لایعنی کلام	69

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
16۔	بہت زیادہ بولنا	71
17۔	باطل کا ذکر	75
18۔	دوسروں کی بات کاٹنا	75
19۔	بے عمل واعظ اور مقرر	76
20۔	بحث مباحثہ اور جھگڑا کرنا	78
21۔	لعنت کرنا	83
22۔	استہزاء	81
23۔	راز کا افشاء کرنا	85
24۔	کثرتِ کلام	86
25۔	غیبت	87
26۔	بہتان	99
27۔	غصہ	103
28۔	ریا کاری	109
29۔	عُجب	115
30۔	غرور وتکّبر	118
31۔	بدعہدی	123
32۔	چغلخوری	125

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
130	کفر	33۔
145	شرک	34۔
148	نفاق	35۔
151	بددعا کرنا	36۔
153	عیب جوئی کرنا	37۔
155	فحش گوئی	38۔
157	کلام میں غفلت	39۔
159	بے جا مدح سرائی	40۔
161	دوغلہ پن	41۔
162	ذاتی عیوب کا اظہار	42۔
163	وعدہ خلافی کرنا	43۔
165	کسی مسلمان کو کافر کہنا	44۔
166	گالی گلوچ کرنا	45۔
168	طنز و طعنہ زنی	46۔
170	بدزبانی	47۔
174	نیکی سے روکنا اور برائی کا حکم دینا	48۔
175	حکمرانوں کے سامنے ان کی تعریف اور پیٹھ پیچھے عیب بیان کرنا	49۔

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
50۔	افواہیں پھیلانا	176
51۔	دوسرے کے کام کو اپنا کہہ کر تعریف کروانا	179
52۔	بہت قسمیں کھانا	181
53۔	صدق	183
54۔	تواضع اور انکساری	190
55۔	عفو و درگزر	193
56۔	ایثار اور ہمدردی	199
57۔	عہد کی پابندی	201
58۔	قرآن پاک کی تلاوت	205
59۔	اللہ تعالیٰ کے ذکر	209
60۔	اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا	217
61۔	زبان کی آفتیں	220
62۔	خاموشی	222
63۔	اعضاء کی گواہی	224
64۔	درود بھیجنا	226
64۔	دعا	227

☆☆☆☆☆

زبان کو شکوے
سے روک لو،
خوشی عطا ہو گی

حضرت ابوبکر صدیقؓ

بے شک جن لوگوں کی

زبان

دوسروں کے لئے دعائوں کیلئے

متحرک رہتی ہیں ،

اللہ کبھی بھی ان کی

جھولی

خالی نہیں رکھتا

عرضِ مؤلف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُ هٗ وَ نَسْتَعِیْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نُؤْمِنُ بِهٖ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَاوَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مِنْ یَّهْدِ هِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مِنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِ یَ لَهٗ وَ نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَ هٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّد نَا وَسَنَدَ نَا وَ نَبِیِّنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدً ا عَبْدُ هٗ وَ رَسُوْلُهٗ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَعَلیٰ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَ بَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ☆ اَمَّا بَعْدُ

فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰهُمَّ اِنِّی أَعُوذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْکَسَلِ وَ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَ الْمَمَاتِ ٠

(صحیح بخاری)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمِ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ.

اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ ☆

انسان کے اعضاء میں زبان ایک ایسا عضو ہے جو ہے تو چھوٹا سا لیکن اس کو دوسرے اعضاء پر خاص قسم کی فضیلت حاصل ہے۔ اس کے کرشمے بڑے بڑے ہوتے ہیں ان میں خوبیاں بھی ہوتی ہیں اور خامیاں وخرابیاں بھی ہوتی ہیں۔ اسی کی وجہ سے انسان کو آخرت میں بڑے بڑے درجات ملیں گے کیونکہ اسی سے بڑی بڑی نیکیاں کی جاتی ہیں۔ دوسرے اعضاء جو بھی نیک کام کرتے ہیں اس میں زبان کی معاونت وشرکت شامل ہوتی ہے۔ اس کے برعکس زبان سے بہت گناہ بھی ہوتے ہیں، کفر وشرک کے کلمات زبان سے ہی ادا ہوتے ہیں، زبان سے ہی جھوٹی قسمیں کھائی جاتی ہیں، غیبت اور فحش گوئی کی جاتی ہے۔ جھوٹی گواہی اور تہمتیں لگائی جاتی ہیں اور گناہ کبیرہ سرزد ہوتے ہیں۔ بعض مرتبہ انسان کی زبان سے ایسے کلمات نکل جاتے ہیں اور اس کو احساس بھی نہیں ہوتا لیکن اس کی وجہ سے اس پر جہنم کی آگ لازم آجاتی ہے۔

دنیا میں انسان جو بھی اعمال کرتا ہے وہ جنت یا جہنم کی کھیتی بو رہا ہوتا ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر ایک اپنی کھیتی کا پھل پائے گا۔ اس کے اچھے وبرے اعمال اس کے سامنے آجائیں گے اور اسی کے مطابق جزاء وسزا ہوگی۔ دوزخ میں لے جانے والے زیادہ تر اعمال کا تعلق زبان سے ہوگا اور یہی زبان دوزخ میں گرنے کا سبب بنے گی۔ اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ اس کے استعمال میں بہت زیادہ احتیاط کرے۔

ہر وقت زبان کی حفاظت کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے علم دین سیکھ کر اس نعمت کو قرآن کریم کی تلاوت و ترجمہ اور اس کے مطالب و مفہوم سمجھنے کے بعد انہیں آگے پھیلانے میں استعمال کرے اور ذکر الٰہی سے اپنی زبان کو ہر وقت تر رکھنے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کتاب میں کوشش کی گئی ہے کہ اس بات کا ذکر کیا جائے کہ زبان کے غلط استعمال سے کیسے بچا جائے۔ اس کے بارے میں احکامات کو اصل حقیقتِ قرآن، احادیث و سنت رسول ﷺ اور اقوالِ صحابہ کی روشنی میں پیش کئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری اس کوشش کو سرخرو کرے، صحیح اسلامی تعلیمات کے مطابق عقائد رکھنے اور صحیح بات کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں دجال کے خروج اور ظہور کا انتظار کئے بغیر اپنی اصلاح کرنے کی فکر نصیب فرمائے اور ہمارے دلوں کے فساد کی اصلاح فرما دے اور ہمیں ظاہری اور باطنی فتنوں سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

قارئین سے ایک گزارش ہے کہ اگر وہ اس کتاب سے صحیح معنی میں فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں تو اس کا سرسری مطالعہ نہ کریں۔ اس میں بعض جگہ قارئین کو لگے گا کہ مضمون کی تکرار ہے یعنی یہ غلطی سے نہیں ہے بلکہ قصداً رکھا گیا ہے تاکہ بات قارئین کی اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔

اس کتاب میں جو بھی خوبیاں ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی عطا، اس کے محبوبِ کبریا ﷺ کی محبت اور میرے شیخ طریقت پروفیسر ڈاکٹر حافظ منیر احمد خان

دامت برکاتہ کی شفقتوں کا نتیجہ ہیں اور جو خامیاں ہیں ان میں میری کوتاہیوں کا دخل ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنی رحمتیں اور برکتیں عطا فرمائے اور حقیقی معنوں میں دین کی سمجھ دے اور صحابہ کرام ؓ کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اسے میرے لئے ذخیرۂ آخرت بنا دے۔ آمین

﴿ وَمَا تَوْفِيْقِىْ إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيْب ﴾

(سورۃ ھود ۔ ۸۸)

اور میری توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ہے، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

طالب دعا
سکندر نقشبندی (عفی عنہٗ)
19/ذوالحجہ 1445ھ بروز منگل
بمطابق 25/ جون 2024ء
کیلگیری ۔ کینیڈا
Tel: (001) 647 890 1317
Email: sikander.naqshbandi@gmail.com
Link: https//archive.org/details/@sikander.naqshbandi

زبان ۔ ایک عظیم نعمت

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اسلام انسانی زندگی کے ہر ہر گوشے میں اس کی راہنمائی کا مکمل اہتمام کرتا ہے۔ قرآن وسنت نے حیات انسانی کا کوئی پہلو ایسا نہیں چھوڑا جس کے بارے میں ہدایات وتعلیمات نہ دی گئی ہوں۔

زبان اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیزوں میں عظیم تخلیق ہے۔ اس کا حجم تو تھوڑا ہے لیکن اس کی طاقت بے انتہا ہے۔ یہی انسان کو جنت یا جہنم میں لے جانے کا ایک ذریعہ ہے۔ ایمان اور کفر دونوں کا اظہار زبان سے ہی ہوتا ہے۔ اسی زبان کے ذکر سے انسان اللہ کا برگزیدہ بندہ بن سکتا ہے اور یہی انسان کو گناہوں کے دلدل میں پھنسا دیتی ہے۔ زبان ہی وہ ذریعہ ہے جس سے کسی چیز کا اقرار اور انکار کیا جاتا ہے۔ علم کا حصول خواہ وہ حق ہو یا باطل زبان ہی کے ذریعہ بیان کیا جاتا ہے۔ زبان کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ جسم کے کسی حصہ میں تکلیف ہو اس کا اظہار زبان سے ہی کیا جاتا ہے۔ زبان ہی انسان کو اچھے یا برے انجام کی طرف لے جاتی ہے۔

انسان ایک معاشرتی حیوان ہے اس کی امتیازی صفت قوت گویائی (زبان) ہے۔ قوت گویائی اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو ہر شے کو قوت گویائی دے سکتا ہے۔ قیامت میں محاسبہ کا ایک مرحلہ ہوگا جس میں انسانوں کی زبانیں بند کر دی جائیں گی اور اس کے ہاتھ، پیر اور دوسرے اعضاء

باتیں کریں گے اور انسان کے اعمال کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کو شہادت دیں گے۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بڑی بڑی نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان میں سب سے بڑی نعمت زبان کی نعمت سے جس کو اللہ تعالیٰ نے قوت گویائی عطا فرمائی ہے اور اس میں اپنا مافی ضمیر ظاہر کرنے کی صلاحیت رکھی ہے۔ یہ زبان ایک دو دھاری ہتھیار ہے۔ اگر اس کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں استعمال کیا جائے جیسا کہ قرآن کریم کی تلاوت، ذکر واذکار، نیکی کا حکم اور برائیوں سے روکنے کے لئے، مظلوموں کی مدد کے لئے، تو یہ اللہ تعالیٰ کا اس بڑی نعمت کے عطا کرنے پر شکر ادا کرنے کا درجہ رکھتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے عظیم اجر کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور اگر اس کو شیطان کی اطاعت اور اس کے کہنے پر استعمال کرتے ہوئے، برائی کے پھیلانے اور نیکی سے روکنے کے لئے استعمال کرے گا یا مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے، جھوٹ اور جھوٹی باتیں پھیلانے میں، غیبت اور چغلی یا مسلمانوں کی عزتوں کو پامال کرنے میں لگائے گا تو یہ اس نعمت کی ناشکری ہوگی، جس پر اللہ تعالیٰ نے عذاب دینے کا وعدہ کیا ہے۔

اس دنیا میں اگر کوئی چیز سب سے زیادہ قابو میں رکھنے کی ہے تو وہ زبان ہے۔ زبان کے شر سے وہی شخص محفوظ رہ سکتا ہے جو اسے شریعت کی لگام لگائے اور سنت رسول ﷺ کی زنجیریں پہنائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو خاموش

رہا اس نے نجات پائی۔ یعنی انسان کو چاہئے کہ بلا ضرورت نہ بولے، اگر بولے تو خیر کی بات بولے ورنہ خاموش رہے۔

حضرت عبداللہ بن سفیان رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اسلام کے بارے میں ایسی بات بتایئے جس کے بعد مجھے کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ پیش آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! کہو! **قل آمنت باللّٰہ ثم استقم**

کہو! میں اللہ پر ایمان لایا اور اس کے بعد ایمان پر ثابت قدم رہو۔

پھر میں نے پوچھا! یا رسول اللہ ﷺ میں کس چیز سے اجتناب کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے زبان کی طرف اشارہ کیا۔

(جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ! نجات کا کون سا راستہ ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا! اپنی زبان کو قابو میں رکھو اور تمہارا گھر تمہارے لئے کافی ہو اور اپنی غلطیوں پر ندامت کے آنسو بہاؤ۔ (ترمذی)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص مجھے اپنے دونوں کانوں کے درمیان کی چیز یعنی زبان اور دونوں ٹانگوں کے درمیان کی چیز (یعنی شرمگاہ) کے شر سے بچنے کی ضمانت دے میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔ (صحیح بخاری)

حضرت سعید بن جبیر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جب آدمی صبح کو اٹھتا ہے تو تمام اعضاء زبان سے کہتے ہیں کہ ہمارے سلسلہ میں اللہ سے ڈرنا، اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہوجائیں گے۔ (ترمذی)

حضرت ثوبان ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! خوشخبری ہے اس کے لئے جس نے اپنی زبان پر قابو رکھا اور اسے اس کے گھر میں کشادگی اور گنجائش دی گئی اور وہ اپنے گناہ پر نادم ہوا۔ (الترغیب والترہیب)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس نے اپنے غصہ پر قابو رکھا، اللہ تعالیٰ اس پر اپنا عذاب روک لے گا اور جس نے اپنی زبان کی حفاظت کی، اللہ تعالیٰ اس کے عیب پر پردہ ڈال دے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ اس بندے پر رحم کرے جس نے جب کوئی بات کی تو فائدہ مند کی اور جب وہ خاموش رہا تو سلامت رہا۔

حضرت عمر فاروق ؓ نے ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو دیکھا کہ اپنی زبان کھینچ رہے ہیں۔ حضرت عمر ؓ نے پوچھا کہ اے خلیفۃ الرسول! یہ آپ ؓ کیا کر رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا! یہ مجھے ہلاکت کی طرف لے جاتی ہے۔

(کنزالعمال)

طبرانی ؒ نے حدیث بیان کی ہے کہ اپنی زبان کو خیر کے علاوہ ہر بات سے روکے رکھو تو اس کی وجہ سے شیطان پر غلبہ رہے گا۔

ابونعیمؒ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس کا کلام زیادہ ہوتا ہے اس کی لغزشیں زیادہ ہوتی ہیں اور جس کی لغزشیں زیادہ ہوتی ہیں اس کے گناہ زیادہ ہوتے ہیں اور جس کے گناہ زیادہ ہوتے ہیں وہ آگ کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔ (بیہقی)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے علاوہ اور کوئی عبادت کے لائق نہیں روئے زمین پر زبان سے زیادہ لمبی قید و بند کی محتاج اور کوئی چیز نہیں۔

حضرت طاؤسؒ فرماتے تھے کہ میری زبان درندہ ہے اگر میں اسے آزاد چھوڑ دوں تو یہ مجھے کھا جائے۔

زبان کی بے احتیاطیوں سے بچنا بے حد مشکل کام ہے۔ اسی لئے اس کی طرف بے حد تاکید کی گئی ہے اور زبان کے معاملہ میں بے حد محتاط رہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ خوف زبان کی بے احتیاطیوں کا ہے۔ (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ عموماً یہ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں، اپنے کان، آنکھ، زبان، دل اور منہ سبھی کے شر سے۔ مومن اور منافق کا فرق بیان کیا کہ مومن خاموش طبع اور بھلی بات کرنے والا ہوتا ہے اور منافق زبان دراز اور بدگو ہوتا ہے۔

زبان کی آفات کا دائرہ بے حد وسیع ہے، جس میں شرکیہ کلمات ،

جھوٹ، غلط فتویٰ، ناحق فیصلہ، غیر اللہ کی نذر و نیاز، ناشکری، جھوٹی قسم، غیر اللہ کے نام کی قسم، تقدیر کا انکار، بدعات، جھوٹی گواہی، تہمت، دوسروں کے عیبوں کو ظاہر کرنا، الزام تراشی، چغلخوری، غیبت، راز کا افشاء کرنا، مذاق و استہزاء، لغو مذاق، لعن طعن، نوحہ خوانی، تعریف میں غلو، فحش و بری باتوں کی تشہیر وغیرہ شامل ہیں۔ یہ تمام عیوب مختلف احادیث میں نام کے ساتھ آئے ہیں جن کی مذمت کی گئی ہے اوران کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

زبان کی بے احتیاطیوں سے نجات کا طریقہ اور علاج یہ بتایا گیا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی عظمت کا تصور کرے، اس کی قدرت کاملہ پر یقین کرے، ثواب وعذاب کے بارے میں علم حاصل کرے، موت کو یاد کرے۔ جن آیات و احادیث میں زبان کی حفاظت کا حکم ہے انہیں بغور پڑھے اور دل میں بٹھائے، نماز کا اہتمام کرے، دعائیں مانگنے کی عادت ڈالے، زیادہ بولنے سے پرہیز کرے، جب بولے تو بھلی بات بولے، اہل تقویٰ کی ہم نشینی اختیار کرے، حقوق عباد کی ادائیگی میں سرگرم ہو جائے، نیک کاموں میں مشغول رہنے کی کوشش کرے، صبر وشکر کو شعار بنائے اور خلوت نشینی کی عادت ڈالے۔

زبان کی حفاظت کا اہتمام کرنے اور احتیاط رکھنے کے بے شمار فائدے ہیں۔ سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو جاتی ہے جو ہر مسلمان کو مطلوب ہے۔ زبان کی حفاظت کرنے والے مسلمان کو رسول اللہ ﷺ نے افضل مسلمان کہا ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور فرشتوں کا

قرب حاصل ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے جنت کی ضمانت دی ہے اور عذاب الٰہی سے نجات کی خوشخبری سنائی ہے۔

زبان کی حفاظت کرنے سے خلق خدا کے ساتھ تعلقات خوشگوار ہو جاتے ہیں۔ آپس میں محبت بڑھتی ہے اور معاشرتی زندگی میں سکون حاصل ہوتا ہے۔ انسان ہر یشانیوں اور مشکلات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

زبان کی بے احتیاطی سے بہت برے نتائج ہوتے ہیں، اس پر اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے، اس کا ٹھکانہ جہنم ہوتا ہے اور دنیا میں بھی اس کے دوسروں سے تعلقات خراب ہو جاتے ہیں۔ بزرگوں نے فرمایا کہ مؤمن بولتا کم اور کرتا زیادہ ہے اس لئے لغزشوں سے محفوظ رہتا ہے۔ منافق بولتا زیادہ ہے اور کرتا کم ہے اس لئے غلطیوں کا زیادہ شکار ہوتا ہے۔

انبیاء کرام وائمہ کے اقوال کی روشنی میں زبان کی حفاظت

☆ رسول کریم ﷺ نے فرمایا! جسم کا ہر عضوء اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زبان کی تیزی کی شکایت کرتا ہے۔ (شعب الایمان)

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ہمیں ایسا عمل بتائیں کہ جس کے ذریعہ ہم جنت میں داخل ہوجائیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ کبھی بھی گفتگو نہ کرو۔ انہوں نے کہا کہ یہ ہم سے نہیں ہوسکتا تو آپؑ نے فرمایا کہ صرف بھلائی کی بات کرو۔

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ عبادت کے دس اجزاء ہیں ان میں نو خاموشی اور ایک لوگوں سے دور بھاگنا ہے۔ (احیاء العلوم)

☆ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا! اگر گفتگو چاندی ہے تو خاموشی سونے سے کم نہیں۔ (احیاء العلوم)

☆ حضرت لقمان حکیمؓ سے پوچھا گیا کہ حکمت کیا ہے؟ فرمایا کہ جس بات کا علم ہوجائے وہ نہیں پوچھنا اور بے مقصد بات نہیں کرنا۔

☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنے منہ میں کنکریاں رکھتے تھے اور گفتگو سے حتیٰ الامکان پرہیز کرتے تھے اور اپنی زبان کی طرف اشارہ کرکے فرماتے تھے کہ یہی مجھے مختلف (نامناسب) مقامات پر لے گئی ہے۔

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اپنی زبان مبارک کو ہاتھ سے کھینچ رہے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا! اے خلیفۃ الرسول یہ آپ رضی اللہ عنہ کیا کر رہے ہیں۔ جواباً فرمایا کہ یہی مجھے کئی مقامات پر لے گئی ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ صفا پر کھڑے تلبیہ پڑھ رہے تھے اور فرما رہے تھے! اے زبان! اچھی بات کہو فائدہ ہو گا اور بری بات سے خاموش رہو سلامت رہو گی، اس سے پہلے کہ تمہیں ندامت سے دوچار ہونا پڑے۔ ان سے پوچھا گیا؛ یا ابو عبدالرحمان رضی اللہ عنہ! کیا یہ بات آپ رضی اللہ عنہ اپنی طرف سے کہہ رہے ہیں یا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں کچھ سنا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ بات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کی اکثر خطائیں اس زبان کی وجہ سے ہوتی ہیں۔

(شعب الایمان)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! زبان سے زیادہ کوئی چیز لمبی قید کی محتاج نہیں۔

☆ حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زبان ایک درندہ ہے اگر میں اسے کھلا چھوڑ دوں تو یہ مجھے کھا جائے۔

☆ حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ حکمت آل داؤد میں فرماتے ہیں کہ عقل مند پر

لازم ہے کہ اپنے زمانے سے واقف ہو، اپنی زبان کی حفاظت کرنے والا ہو اور وضع کا خیال رکھنے والا ہو۔

☆ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنی زبان کی حفاظت نہیں کرتا اسے دین کی سمجھ نہیں ہے۔

☆ حضرت امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے انہیں لکھا کہ حمد وصلوٰۃ کے بعد جو شخص موت کو زیادہ یاد کرتا ہے وہ دنیا کے تھوڑے مال پر راضی ہو جاتا ہے اور جو شخص اپنی گفتگو کو اپنے عمل میں شمار کرتا ہے وہ مختصر کلام کرتا ہے۔

☆ حضرت محمد بن واسعؒ نے حضرت مالک بن دینارؒ سے کہا! لوگوں کے لئے دینار و درہم کی حفاظت کے مقابلہ میں زبان کی حفاظت زیادہ مشکل ہے۔

☆ حضرت یونس بن عبیدؒ نے فرمایا کہ جس شخص کی زبان ایک ٹھکانے پر رہتی ہے اس کے ہر عمل میں بہتری دیکھتا ہوں۔

☆ حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت منصور بن معتبرؒ نے چالیس سال تک عشاء کی نماز کے بعد گفتگو نہیں کی اور یہ بھی کہا کہ حضرت ربیع بن خیثمؒ نے بیس سال تک دنیوی گفتگو نہیں کی۔ جب صبح ہوتی تو وہ قلم، دوات اور

کاغذ لیتے اور جو گفتگو کرتے اسے لکھ لیتے اور شام کے وقت اپنے نفس کا محاسبہ کرتے۔ (احیاء العلوم)

جان لینا چاہئے کہ زبان کی آفتیں بہت زیادہ ہیں مثلاً خطا، جھوٹ، چغلی، ریاکاری، منافقت، فحش کلامی، جھگڑا، خودنمائی وغیرہ۔ ان سب آفات کا تعلق زبان سے ہے۔ ان آفات کی وجہ طبعی بھی ہیں اور شیطانی بھی۔ جو آدمی بولنے کا شوقین اور عادی ہو اس کے لئے زبان کو روکے رکھنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ بولنے میں خطرہ اور خاموشی میں سلامتی ہے اس لئے خاموشی کی فضیلت زیادہ ہے۔ خاموشی سے انسان کے خیالات مجتمع رہتے ہیں، وقار باقی رہتا ہے، وہ ذکر وفکر اور عبادت میں مشغول رہتا ہے۔

☆ حضرت مورق عجلیؒ فرماتے ہیں کہ میں بیس سال سے ایک بات پر غور وفکر کر رہا ہوں اور ابھی تک وہ مجھے حاصل نہیں ہوئی اور نہ ہی میں نے اس کی طلب چھوڑی ہے۔ ان سے پوچھا گیا کہ وہ کیا ہے؟ فرمایا! بے مقصد باتوں سے خاموشی اختیار کرنا۔ (احیاء العلوم)

☆ بعض بزرگوں نے فرمایا کہ خاموشی انسان میں دو خصلتیں پیدا کرتی ہے، ایک دین میں سلامتی اور دوسری یہ کہ دوسرے آدمی کی بات سمجھ میں آ جانا ہے۔

احادیث مبارکہ

حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا! اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے اسلام کے حوالے سے کوئی ایسی بات بتائیے کہ مجھے اس کے بعد کسی سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہ رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! کہو میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر ثابت قدم رہو۔ اس نے کہا کہ میں کس چیز سے بچوں؟ آپ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تم جب تک خاموش رہو گے سلامت رہو گے، پھر جب تم بولو گے تو تمہارے حق میں لکھا جائے گا یا تمہارے خلاف۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! سب سے افضل عمل نماز کو وقت پر ادا کرنا۔ دوسرا عمل یہ کہ تمہاری زبان سے لوگ محفوظ رہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! فحش گوئی اور زیادہ باتیں کرنا نفاق کے دو شعبے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں عام طور پر وہ کون سی چیز ہے جو انہیں جنت میں داخل کرتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اور حسن اخلاق۔ پھر پوچھا گیا کہ وہ کون سی چیز ہے جو لوگوں کو جہنم میں لے جاتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا! منہ اور شرمگاہ۔ (مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ فلاں عورت کثرت سے نماز پڑھتی ہے، روزے رکھتی ہے اور صدقہ کرتی ہے لیکن اپنی زبان سے اپنے پڑوسیوں کو ستاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! وہ جہنمی ہے۔ پھر اس نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! فلاں عورت نماز، روزہ اور صدقہ تو زیادہ نہیں کرتی لیکن اپنی زبان سے پڑوسیوں کو نہیں ستاتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا! وہ جنتی ہے۔ (مسند احمد)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو آگے بیان کردے۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابو برزہ الاسلمی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اے ان لوگوں کی جماعت جو صرف زبان سے ایمان لائے ہو اور ان کے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا۔ مسلمانوں کی غیبت مت کیا کرو اور نہ ان کی عزت و آبرو کے درپے ہوا کرو۔ اس لئے کہ جو کسی کی عزت و آبرو کے درپے ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت و آبرو کے درپے ہو جاتا ہے تو اس کو اس کے گھر میں ہی رسوا کر دیتا ہے۔ (ابوداؤد)

حضرت عبدالرحمان بن غنم ؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بہترین بندے وہ ہوتے ہیں کہ انہیں دیکھ کر اللہ یاد آئے اور اللہ کے بدترین بندے وہ ہوتے ہیں جو چغل خوری کرتے ہیں، دوستوں کے درمیان تفریق پیدا کرتے ہیں، باغی، بیزار اور لعنتی ہوتے ہیں۔ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ " العضہ " کیا ہے؟ اس سے مراد وہ چغلی جو لوگوں کے درمیان نفرت پیدا کر دے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے کہ وہ چغلی جو فساد پیدا کرے۔ (صحیح مسلم)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! مرُدوں کو برامت کہو کیونکہ انہوں نے جیسا عمل کیا اس کا بدلہ پالیا۔ (صحیح بخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! مومن لعن طعن کرنے والا، فحش گو اور بے ہودہ نہیں ہوتا۔ (مسند احمد)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس نے کسی مسلمان پر لعنت کی تو یہ اس کا خون کرنے کے برابر ہے اور جو شخص کسی پر کفر کا الزام لگائے تو یہ اس کا خون کرنے کے برابر ہے۔ (صحیح بخاری)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جب مجھے اللہ تعالیٰ نے معراج عطا کی تو اس رات میں ایک قوم پر گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے ناخنوں سے اپنے چہرے اور سینوں کو کھرچ رہے تھے۔ میں نے جبرائیلؑ سے پوچھا! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے فرمایا! یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے (یعنی غیبت کرتے تھے) اور ان کی عزت وآبرو کے درپے رہتے تھے۔(مسند احمد)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے ناپسندیدہ شخص وہ ہے جو سخت جھگڑالو ہو۔ (صحیح بخاری)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے۔ (صحیح بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ نے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میں آپ ﷺ سے جو باتیں سنتا ہوں انہیں لکھ لیا کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ہاں۔ پھر میں نے پوچھا کہ رضامندی اور ناراضگی دونوں حالتوں میں؟ آپ ﷺ نے فرمایا! ہاں، کیونکہ میری زبان سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔ (مسند احمد)

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا، وہاں ایک مردار کی بدبو اٹھی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا! یہ ان لوگوں کی بدبو ہے جو مؤمنوں کی غیبت کرتے ہیں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ بری بات کہنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ (ابویعلیٰ)

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا! تم لوگ جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ ایمان کو جدا کرنے والا ہے۔

حضرت عمر فاروق ؓ نے فرمایا کہ آدمی اس وقت تک ایمان کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا یہاں تک کہ مزاح میں بھی جھوٹ چھوڑ دے۔

حضرت عامر بن صعصعہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا! کیا مومن زنا کرسکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! کبھی ایسا ہوسکتا ہے، پھر عرض کیا! کیا مومن جھوٹ بول سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا! نہیں۔ پھر فرمایا کہ جھوٹ وہی بولتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے۔

(کنز العمال)

حضرت عمر ؓ نے فرمایا! وہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے مبغوض ہے جو زیادہ لعن طعن کرنے والا ہو۔ (کنز العمال)

اخلاق

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ایمان والوں میں زیادہ کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔

(سنن ابوداؤد)

حضرت ابو درداء ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! قیامت کے دن مومن کی میزان عمل میں سب سے زیادہ وزنی اور بھاری چیز جو رکھی جائے گی وہ اس کے اچھے اخلاق ہوں گے۔ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! یقیناً سب سے بڑے گناہوں میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین پر لعنت بھیجے۔ پوچھا گیا یارسول اللہ ﷺ! کوئی شخص اپنے والدین پر لعنت کیسے بھیج سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا! جو شخص دوسرے کے باپ کو برا بھلا کہے گا تو دوسرا بھی اس کے باپ کو اوراس کی ماں کو برا بھلا کہے گا۔ (صحیح بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تم میں سب سے بہتر وہ آدمی ہے جس کے اخلاق سب سے بہتر ہوں۔

(صحیح بخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! مسلمان کو گالی دینا گناہ ہےاوراس کوقتل کرنا کفر ہے۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابوزر غفاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اگر

کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو کافر یا فاسق کہے اور وہ درحقیقت کافر یا فاسق نہ ہو تو خود کہنے والا فاسق اور کافر ہو جائے گا۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابوموسیٰ الاشعری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سنا کہ ایک شخص کسی دوسرے شخص کی تعریف کر رہا ہے اور اس تعریف میں مبالغہ سے کام لے رہا ہے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا! تم نے اس شخص کو ہلاک کر دیا، یا فرمایا کہ تم نے اس شخص کی کمر توڑ دی۔ (صحیح بخاری)

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! صاحب ایمان بندہ اپنے اچھے اخلاق سے ان لوگوں میں ایک درجہ حاصل کر لیتا ہے جو رات بھر نفلی نمازیں پڑھتے ہیں اور دن کو ہمیشہ روزے رکھتے ہیں۔

(ابوداؤد)

زبان کی حفاظت

انسان پر پروردگار کے بے شمار احسانات وانعامات ہیں ان میں ایک بڑا احسان " قوت گویائی " ہے۔ یعنی خالق کائنات نے انسان کو زبان کی شکل میں ایک انتہائی قیمتی نعمت عطا فرمائی ہے اور پھر اس زبان کے ذریعہ سے اسے بولنے کی قوت عطا فرمائی ہے تاکہ وہ اپنی بات دوسروں تک پہنچا سکے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

خَلَقَ الْإِنسَانَ O عَلَّمَهُ الْبَيَانَ O

(سورۃ الرحمان: ۴ ۔ ۳)

اس نے انسان کو پیدا کیا اور اسے بولنا سکھایا۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الرحمٰن میں فرمایا کہ ہم نے انسان کو پیدا کیا اور اسے دوسرے حیوانوں کی طرح گونگا نہیں چھوڑا بلکہ اپنی مہربانی سے اسے بولنا سکھایا۔ قوت گویائی انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کا بہت عظیم احسان ہے۔ اس کے ذریعہ انسان اپنا مافی ضمیر دوسروں پر ظاہر کرتا ہے اور جو بات وہ نہیں جانتا تو وہ دوسروں سے دریافت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زبان کو انسان کی اندرونی پوشیدہ باتوں کو جاننے کا ذریعہ بنایا ہے تو یقیناً وہ بھی انسان کے اندر کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے اور انہیں دیکھ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بظاہر انسان کو نظر نہیں آتا لیکن انسان اللہ تعالیٰ سے چھپ نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ انسان کے ظاہر و باطن اور اس کی تمام پوشیدہ باتوں کو

خوب جانتا ہے۔ انسان کو ہدایت کی گئی ہے کہ اسے بری باتوں سے بچنا چاہئے اور منہ سے صرف خیر کا کلمہ نکالنا چاہئے۔ امام شافعیؒ کا قول ہے کہ غیر ضروری کلام سے بچو، منہ سے نکلنے والے الفاظ کے تم غلام ہو جاتے ہو۔ انسان اتنا پاؤں سے نہیں پھسلتا جتنا زبان سے پھسلتا ہے۔ زبان بظاہر تو ایک گوشت کا ٹکڑا ہے لیکن درحقیقت سارے جسم پر اس کا تصرف اور قبضہ ہے۔ زبان عقل کا دروازہ ہے، جو شے عقل، وہم وگمان میں آتی ہے زبان اس کی ترجمان ہے۔ دل ودماغ کی جو کیفیت ہے وہ زبان سے ظاہر ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفّاً لَّا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرحْمَنُ وَقَالَ صَوَاباً (38)

(سورۃ النباء ۔ ۳۸)

جس دن روح اور فرشتے صف بستہ کھڑے ہوں گے کوئی بات نہ کرے گا سوائے اس کے جسے رحمان تعالیٰ اجازت دیں گیا وروہ درست بات کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بات انسان کی فطرت میں رکھی ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے کے ساتھ خیر کا معاملہ کرے یا اس کی مدد کرے تو وہ شخص اپنے محسن کے بارے میں انتہائی احترام ومحبت کے جذبات رکھتا ہے اور اس کی ناراضگی اور نافرمانی

سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر اس کا محسن اسے کسی کام کے لئے کہے تو وہ اسے منع کرتے ہوئے شرم محسوس کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کو بہت قیمتی تحفہ یا انعام دے تو تحفہ یا انعام وصول کرنے والے شخص میں اتنی حیا و مروت تو ہوتی ہی ہے کہ وہ اس چیز کو اپنے محسن کی مرضی کے مطابق استعمال کرے۔ یہ فطری بات معلوم ہونے کے بعد اگر ہم کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زبان جیسی بڑی نعمت عطا فرمائی ہے جس سے وہ اپنی دکھ تکلیف، خواہشات وضروریات کا دوسروں پر اظہار کرتا ہے تو اس کو چاہئے کہ اس طریقہ سے استعمال کرے جس طرح کرنے کے لئے اس کے خالق و مالک نے ہدایت کی ہے۔ اس کی ہدایات وتعلیمات کے خلاف نہ کرے اور اس کی رضا مندی اور خوشنودی حاصل کرنے کا سامان کرے۔ ایسی بات نہ بولے جس میں فتنہ وفساد ہو اس کی گفتگو میں دوسروں کے لئے خیر و عافیت، خوشی وسلامتی کا پیغام ہو۔

زبان کی اہمیت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جا بجا تاکید و تلقین کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے!

﴿ وَقُولُواْ لِلنَّاسِ حُسناً ﴾

(سورۃ البقرہ ۔ ۸۳)

لوگوں سے ہمیشہ خوش اخلاقی سے بات کرو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَقُل لِّعِبَادِی یَقُولُواْ الَّتِی هِیَ أَحۡسَنُ إِنَّ الشَّیۡطَانَ یَنزَغُ

بَيْنَهُمْ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلإِنْسَانِ عَدُوّاً مُّبِيناً O

اور آپ (ﷺ) میرے بندوں سے فرما دیجئے کہ وہ ایسی باتیں کیا کریں جو بہتر ہوں۔ بے شک شیطان لوگوں کے درمیان فساد برپا کرتا ہے، یقیناً شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

(سورۃ بنی اسرائیل ۔ ۵۳)

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلاً سَدِيْداً O

(سورۃ الاحزاب ۔ ۷۰)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور صحیح اور سیدھی بات کیا کرو

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ O

(سورۃ ق ۔ ۱۸)

وہ منہ سے کوئی بات نہ کہنے پاتا مگر اس کے پاس ایک نگہبان (لکھنے والا) تیار رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتے مقرر کئے ہوئے ہیں جو اس تاک میں رہتے ہیں کہ جو کچھ انسان اپنے منہ سے نکالتا ہے وہ اس کو لکھ لیتے ہیں۔ اس لئے سوچ سمجھ کر بات کرنی چاہیئے، ایسی باتوں سے بچنا چاہیئے کہ جس کی وجہ سے اسے

پچھتانا پڑے۔ فرمایا گیا ہے کہ زبان سے بڑھ کر کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کو قید میں رکھنا ضروری ہو۔ زبان اگر قابو میں ہوتو یہ عزت اور مرتبت کے تخت پر بٹھا دیتی ہے اور یہی زبان اگر بے قابو ہوتو ذلت اور رسوائی کی گہرائیوں میں پہنچا دیتی ہے۔ اس لئے گفتگو میں احتیاط ضروری ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! انسان کے لئے اسلام کے درست اور صحیح ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ بے فائدہ کاموں اور باتوں کو چھوڑ دے۔ امام غزالیؒ اپنی کتاب احیاالعلوم میں لکھتے ہیں کہ ہر لایعنی کلام کا حساب ہوگا اور جس چیز کا حساب ومواخذہ ہو اس سے نجات حاصل کرنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر عبادت کی ایک حد مقرر کی ہے، مثلاً پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں، زندگی میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے، سال میں ایک ماہ کے روزے فرض ہیں، لیکن اللہ کے ذکر کرنے کی کوئی حد مقرر نہیں کی گئی ہے بلکہ اس بات کی ترغیب دی گئی ہے کہ جتنا زیادہ ذکر ہوسکے کرو، لیٹے بیٹھے چلتے پھرتے ذکر کیا جاسکتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی نیکی کا بھی اجر ملے گا۔ ہر وقت اللہ کا ذکر کرنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ انسان لایعنی باتوں، جھوٹ، غیبت اور بدکلامی سے بچ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرلیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ ہمیشہ اچھی بات کرے ورنہ خاموش رہے۔ بعض اوقات انسان اپنی زبان سے کوئی ایسی بات کہتا ہے جو اللہ کی ناراضگی کا سبب بنتی

ہے اگرچہ اس انسان کی نظر میں اس بات کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی مگر یہ بات اس کو جہنم میں جا گرنے کا سبب بنتی ہے۔ (صحیح بخاری)

زبان کی اس قدر اہمیت اور اس کی نزاکت کے پیش نظر اسلامی آداب و تعلیمات کا علم ہونا ایک مسلمان کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ صفا پر تلبیہ پڑھ رہے تھے اور کہہ رہے تھے، اے زبان! اچھی بات کر اور مزے کر یا خاموش رہ اور ندامت سے پہلے سلامتی میں رہ۔ ساتھیوں نے کہا کہ کیا یہ بات آپ ؓ اپنے طرف سے کہہ رہے ہیں یا آپ نے سنی ہے؟ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آدمی کی اکثر غلطیاں اس کی زبان سے سرزد ہوتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جس نے اپنی زبان قابو میں رکھی اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرتے ہیں اور جو اپنے غصہ پر قابو رکھے اللہ تعالیٰ اسے اپنے عذاب سے محفوظ رکھیں گے اور جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معافی مانگے اللہ تعالیٰ اس کی معافی کو قبول فرماتے ہیں۔

امام شعبی ؒ نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے کہا کہ مجھ سے وہ بات بیان کیجئے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنی ہو تو حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا! میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور ہ ہجرت کرنے والا وہ ہوتا ہے جو اپنے رب کے ناپسندیدہ کام چھوڑ دے۔

حضرت براءؓ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا مجھے ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں لے جائے۔ ارشاد فرمایا! بھوکے کو کھانا کھلاؤ، پیاسے کو پانی پلاؤ، نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو اگر اس کی طاقت نہ ہو تو اپنی زبان کو اچھی بات کے سوا روکے رکھو۔

حضرت سلام بن مسکینؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حسنؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے حق بات کہی یا خاموش رہا اور جو رات کو اٹھا اور تہجد پڑھی اور اپنی بیوی کو تہجد پڑھنے کے لئے اٹھایا۔

حضرت بشر بن عاصمؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ اس بلیغ آدمی سے نفرت کرتے ہیں جو اپنی زبان سے باتوں کو اس طرح گھیرتا ہے جیسے گائے زبان سے چارے کو سمیٹتی ہے۔

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو جو چوتھی نصیحت کی وہ یہ تھی کہ جب تم لوگوں کے درمیان بیٹھو تو اپنی زبان کی حفاظت کرو۔ یہ زبان ایک بہت بڑی نعمت ہے اگر اس کو صحیح استعمال کرو گے تو ذرا سی دیر میں کروڑوں نیکیاں کما سکتے ہو۔

فضول اور بلا ضرورت گفتگو ناپسندیدہ عادات میں شمار ہوتی ہے اور یہ مومن کی شان کے خلاف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! انسان کے لئے بہتر مسلمان ہونے کی علامات میں ایک چیز یہ بھی ہے کہ ہر اس چیز سے کنارہ کشی اختیار کرے جس کے ساتھ اس کا تعلق نہ ہو۔ اللہ کے ذکر کے سوا دوسری باتیں ضرورت

سے زیادہ نہ کیا کریں، کیونکہ اللہ کے ذکر کے سوا کثرتِ کلام سے دل سخت ہوتا ہے اور اللہ کی رحمت سے سب سے زیادہ دور اور محروم وہی شخص رہتا ہے جس کا دل سخت ہو۔ (جامع ترمذی)

بلا ضرورت اپنے گھر سے باہر گلی کوچوں اور بازاروں میں گھومنے سے پرہیز کیا جائے۔ گناہوں سے بچنے کے باوجود اگر فطری انسانی کمزوری کے باعث کبھی کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس پر خوش ہونے یا اصرار کرنے کے بجائے جلد از جلد خلوصِ دل سے توبہ استغفار کیا جائے۔

کثرت کلام انسان کی ناپختگی اور ناسمجھی کی دلیل ہے۔ اس سے اجتناب ضروری ہے یہ عادت انسان کے لئے کسی بھی وقت کسی بڑی آفت و مصیبت کا سبب بن سکتی ہے، جبکہ اس کے برعکس خاموشی اور کم گوئی عقلمندی اور سمجھداری کی نشانی ہے اس میں عافیت وسلامتی کا راز پوشیدہ ہے۔ قول مشہور ہے کہ " جب انسان کی عقل پختہ ہو جاتی ہے تو اس کی گفتگو کم ہو جاتی ہے " ۔

ایک مشہور قول ہے کہ جو شخص خاموش رہا وہی سلامت رہا اور جو سلامت رہا اسی نے نجات پائی۔ قول ہے کہ انسان کی گفتگو چاندی کی طرح قیمتی ہے اور اس کی خاموشی سونے کی طرح قیمتی ہے۔

جس طرح کمان سے نکلا ہوا تیر واپس نہیں آ سکتا، بندوق کی گولی نکلنے کے بعد واپس نہیں ہو سکتی اسی طرح زبان سے ایک بات نکل گئی تو وہ بھی واپس نہیں ہو سکتی۔ یہ بات انسان کے لئے انتہائی ضروری ہے کہ اپنی زبان سے کوئی بھی لفظ

ادا کرنے سے پہلے خوب اچھی طرح سوچ لے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ بات اس کے اپنے لئے یا دوسروں کے لئے شر و نقصان کا باعث بن جائے۔ ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ انسان کو خاموش رہنے پر شرمندگی ہو بلکہ ایسے موقع بار بار آتے ہیں کہ کوئی بات بولنے پر ندامت و حسرت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جس کسی کو دنیا و آخرت میں عافیت ، سلامتی اور نجات مطلوب ہے اس کو فضول گفتگو سے اجتناب کرنا بہت ضروری ہے۔

باہمی ہنسی مذاق اگر ایک معقول حد کے اندر ہے تو کوئی مضائقہ نہیں البتہ اس موقع پر شرعی آداب کو ملحوظ رکھا جائے۔ مثلاً ہنسی مذاق میں مبالغہ آرائی اور جھوٹ سے اجتناب کیا جائے۔ کسی ایسی بات سے گریز کیا جائے جس سے کسی کی دل آزاری کا اندیشہ ہو۔ مومن کی یہ شان ہے کہ وہ باوقار وحیادار ہو، حد سے زیادہ ہنسی مذاق اس کے وقار کے منافی ہے۔ ضرورت سے زیادہ اور بے موقع ہنسی مذاق میں بعض اوقات زبان سے کوئی ایسی بات نکل جاتی ہے کہ کہنے والے کو اس کی نزاکت کا احساس نہیں ہوتا لیکن وہی بات مخاطب کے دل میں تیر کی طرح پیوست ہو جاتی ہے جس سے تعلقات میں خوشگواری کے بجائے تلخی اور کشیدگی کا عنصر نمایاں ہونے لگتا ہے اور باہمی نفرت وعداوت پیدا ہو جاتی ہے۔

مشہور قول ہے کہ خنجر کا زخم تو بھر جاتا ہے لیکن زبان کا زخم کبھی نہیں بھرتا۔ یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ باہمی ہنسی مذاق اور کھیل کود میں بعض اوقات ایسی بات منہ سے نکل جاتی ہے جس کی وجہ سے صورتحال یکسر تبدیل ہو جاتی ہے، قہقہوں اور

مسکراہٹوں سے بھرپور محفل دیکھتے ہی دیکھتے جنگ کے میدان کا نقشہ پیش کرنے لگتی ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر ؓ نے ایک بار رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا! یا رسول اللہ! ہر قسم کی آفتوں اور پریشانیوں سے سلامتی اور نجات حاصل کرنے کے لئے کیا تدبیر اختیار کی جائے؟

آپ ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا! اپنی زبان کو سنبھال کر رکھو، تمہیں تمہارا گھر کافی ہو جائے (یعنی فضول بازاروں اور گلیوں میں نہ گھومو)، اور اپنے گناہوں پر رویا کرو۔ (جامع ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ کے شر سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں۔ (صحیح بخاری)

امام نووی ؒ فرماتے ہیں کہ ہر مکلّف انسان کو چاہئے کہ ہر قسم کے غلط کلام سے اپنی زبان کی حفاظت کرے۔ صرف مصلحت آمیز بات چیت کرے، جب کلام کرنا مناسب ہو تو بولے اور جب کلام ترک کرنا مناسب ہو تو خاموش رہے۔ غلط بات چیت سے رک جانا مسنون ہے۔ کیونکہ کبھی کبھی مباح کلام حرام تک لے جاتا ہے اور یہ مکروہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کے اسلام کی یہ خوبی ہے کہ بے کار باتوں کو ترک کر دے۔

کسی مسلمان کو بے کار لفظ بھی منہ سے نہیں نکالنا چاہئے اور اپنی زبان کی ہر وقت حفاظت کرنی چاہئے۔ صرف وہ کلام کرے جو نفع بخش ہو یا جس میں نفع کی

امید ہو اور دین و دنیا کے لئے فائدہ مند ہو۔ جب بھی بات کرے تو یہ دیکھ لینا چاہئے کہ اس میں کوئی نفع یا فائدہ ہے اور اگر نفع نہ ہو تو بات کرنے سے رک جائے۔ اگر نفع ہو پھر بھی اس بات کا خیال رکھے کہ اس سے کوئی ایسی بات تو نہیں ہو رہی جس سے کسی دوسرے کا نفع متاثر ہو رہا ہو۔ اگر کسی دوسرے کے نفع کو نقصان پہنچ رہا ہو تو اس بات کو ترک کر دے۔

حضرت انس ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! آدمی کا ایمان درست نہیں ہوسکتا جب تک اس کا دل سیدھا نہ ہو اور دل سیدھا نہیں ہوسکتا جب تک اس کے زبان سیدھی نہ ہو اور وہ آدمی جنت میں نہیں جائے گا جس کے ہمسائے اس کی ایذا سے محفوظ نہ ہوں۔

حضرت ابراہیم بن ادھم ؒ نے فرمایا! کلام چار قسم کے ہوتے ہیں:

۱۔ جس میں تمہیں فائدے کی امید ہوتی ہے اور نقصان کا خوف ہوتا ہے۔ ایسے کلام سے خاموش رہنے میں بہتری اور سلامتی ہے۔

۲۔ وہ کلام جس میں تمہیں نہ کوئی فائدے کی امید ہو اور نہ نقصان کو خوف ہو، ایسا کلام چھوڑنے میں کچھ وقتی شرمساری ہوسکتی ہے۔

۳۔ ایسا کلام جس میں تمہیں نفع کی امید ہو اور نقصان کا اندیشہ نہ ہو، یہ وہ کلام ہے جس کا پھیلانا تم پر واجب ہے۔

۴۔ وہ کلام جس میں نفع کی امید نہ ہو اور نقصان کا اندیشہ ہو ایسے کلام کو چھوڑ دینا واجب ہے۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ کوئی حج، جہاد فی سبیل اللہ اور دینی کوشش زبان کو قابو میں رکھنے سے زیادہ سخت نہیں ہے۔ اگر زبان کو آزاد چھوڑ دو گے تو شدید غم میں مبتلا ہو گے، مومن کی قید یہی ہے کہ وہ اپنی زبان کو قابو میں رکھے اور زبان کو قابو میں رکھنا سب سے مشکل کام ہے۔

حضرت زید بن علیؓ فرماتے ہیں کہ جس وقت کسی انسان کے منہ سے برائی کی ایک ایسی بات نکلتی ہے کہ اگر اس نے برائی کا ارادہ کیا ہے تو ایک اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ قاصد اس کو لکھ لیتا ہے اور اگر اس نے برائی کا ارداہ نہیں کیا بلکہ ایسے ہی بے مقصد کہہ دی تو اس وقت دائیں جانب والا فرشتہ بائیں جانب والے فرشتے سے کہتا ہے کہ لکھنے میں جلدی نہ کرو، ہوسکتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کر لے، سو اگر وہ استغفار کرتا ہے تو وہ بری بات اس کے نامہ اعمال میں نہیں لکھی جاتی بلکہ اس کے استغفار کی نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔

حضرت ربیع بن خثیمؒ فرماتے ہیں کہ کسی انسان کے کلام میں بالکل بھلائی نہیں مگر نو چیزیں ایسی ہیں جن میں بھلائی ہی بھلائی ہے:

۱۔ لا الہ الا اللہ کہنا۔

۲۔ اللہ اکبر کہنا۔

۳۔ سبحان اللہ کہنا۔

۴۔ الحمدللہ کہنا۔

۵۔ اللہ تعالیٰ سے بھلائی طلب کرنا۔

۶۔ برائی سے بچنا۔

۷۔ امر بالمعروف کرنا اور اس کا حکم دینا۔

۸۔ کسی دوسرے کو برائی کرنے سے روکنا۔

۹۔ قرآن کریم پڑھنا۔

حضرت یزید بن ابی حبیب ؒ فرماتے ہیں کہ اہل علم کا فتنہ یہ ہے کہ وہ سننے سے زیادہ سنانے کو محبوب رکھتے ہیں، اگر ضرورت کے مطابق بات کر چکا ہو پھر بھی بولنے کو جی چاہے۔ اس فتنہ سے بچنے کا علاج یہ ہے کہ سننے میں سلامتی ہے۔ سننے سے علم میں اضافہ ہوتا ہے اور بعض مرتبہ سننے والا بات کرنے والے کے کلام میں شریک ہونے لگتا ہے، آنکھ سے اشارے کرتا ہے، بنتا سنورتا ہے، اس کی بات کو بڑھاتا ہے یا کاٹتا ہے۔ ہاں بعض اہل علم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس فتنہ سے محفوظ ہوتے ہیں۔

جھوٹ

کسی چیز کے متعلق خلاف حقیقت خبر دینے کو جھوٹ کہتے ہیں خواہ یہ خبر لاعلمی کی وجہ سے ہو یا جان بوجھ کر غلط بات کی گئی ہو۔ البتہ لاعلمی کی وجہ سے غلط خبر ہونے پر گناہ نہیں ہے جبکہ قصداً غلط خبریں دینے پر وہ شخص مجرم اور گناہ گار ہوگا۔

اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے!

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللّٰهِ كَذِباً لِيُضِلَّ النَّاسَ
بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ اللّٰهَ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ (144)

(سورۃ الانعام ۔ ۱۴۴)

پھر اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہے جو اللہ کی طرف منسوب کر کے جھوٹی بات کہے تا کہ علم کے بغیر لوگوں کی غلط راہ نمائی کرے۔ یقیناً اللہ ایسے ظالموں کو راہ راست نہیں دکھاتا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ (2)
كَبُرَ مَقْتاً عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ (3)

(سورۃ الصّف ۔ ۲،۳)

اے لوگو جو ایمان لائے تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو اللہ کے نزدیک یہ سخت ناپسند حرکت ہے کہ تم وہ بات کہو جو تم کرتے نہیں ہو۔

إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لاَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللّهِ
وَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ (105)

(سورۃ النحل ۔ ۱۰۵)

جھوٹ وہی لوگ گھڑتے ہیں جو اللہ کی آیات کو نہیں مانتے وہی حقیقت میں جھوٹے ہیں۔

جھوٹ بولنا اور جھوٹی قسم کھانا سخت گناہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جھوٹ نفاق کا دروازہ ہے۔ جھوٹ بول کر خرید و فروخت کرنے سے برکت ختم ہو جاتی ہے اور رزق میں کمی ہو جاتی ہے۔ بعض لوگ دوسروں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولتے ہیں یہ سخت گناہ کی بات ہے۔ معراج میں رسول اللہ ﷺ نے دو لوگوں کو دیکھا ان میں سے ایک کھڑا ہے دوسرا بیٹھا ہے۔ جو شخص کھڑا تھا وہ بیٹھے ہوئے شخص کے منہ میں لوہے کا آنکڑا ڈال کر اس کے گلے کو اتنا کھینچتا تھا کہ اس کا گلا اس کے کندھے تک پہنچ جاتا تھا۔ اسی طرح دوسری طرف کھینچتا اس وقت تک پہلا اپنی اصل حالت میں آ جاتا تھا اور اسی طرح یہ عمل جاری رہتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ جھوٹ بولنے والا ہے۔ اس کو قبر میں اسی طرح کا عذاب دیا جا رہا ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

حضرت عبداللہ بن جرادؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا مومن زنا کرسکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا شاید (یعنی ممکن ہے) پھر فرمایا مؤمن جھوٹ نہیں بولے گا اوراس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اَنَّمَا یُغۡتَرِی الۡکَذِبَ الَّذِیۡنَ لَایُوۡمِنُوۡنَ ☆

جھوٹ وہ لوگ بولیں گے جوصاحبِ ایمان نہیں

(سورۃ النحل ۔105)

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ جوکوئی مجھ سے جھوٹ کومنسوب کرے میری طرف سے جھوٹ بات کہے۔ اس سے کہہ دو کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔ مذاق میں بھی جھوٹی بات کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل فرمایا کہ جو بھی شخص جھوٹی قسم کھالے تاکہ کسی کا مال اس کے ذریعہ حاصل کرلے تو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس پر اللہ کا غضب نازل ہوگا۔ بہت سے لوگ جھوٹے مقدمے قائم کرتے ہیں، بعض مدعی جھوٹے ہوتے ہیں، بعض گواہ جھوٹے ہوتے ہیں اور جھوٹی قسم کھاتے ہیں۔ جھوٹی شہادت دینا تین مرتبہ شرک کے برابر ہے۔ حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جس شخص نے اس چیز کا دعویٰ کیا جو اس کی نہیں ہے وہ ہم میں سے نہیں اور ایسا شخص اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔ (رواہ المسلم)

حضرت بہز بن حکمؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! خرابی ہے اس کے لئے جو محض لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹی باتیں کرتا ہو۔ ایسے شخص کے لئے بربادی ہے۔ (ابوداؤد)

جھوٹ ہی وہ عمل ہے جس سے تمام نفسانی بیماریوں کا دروازہ کھلتا ہے۔ جب ایک دفعہ انسان جھوٹ بولنے کا عادی ہو جائے تو پھر نفس اسے آسانی کے ساتھ دوسرے گناھوں کی طرف راغب کر دیتا ہے۔

حضرت علی بن ابی طالبؓ نے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل فرمایا کہ جو بھی شخص میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے گا وہ آگ میں داخل ہوگا۔
(صحیح بخاری)

حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس نے مجھ پر وہ بات کہی جو میں نے نہیں کہی تو اس کا مقام جہنم کی آگ ہے۔
(صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات آگے بیان کر دے۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! مومن کی طبیعت اور فطرت میں ہر خصلت کی گنجائش ہے سوائے خیانت اور جھوٹ کے۔ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کے جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔ (ترمذی)

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بیان فرمایا ہے کہ جھوٹ سے بچو اس لئے کہ وہ بدکاری کے ساتھ ہے، جھوٹا اور بدکار جہنمی ہے۔ سچ اختیار کرو اس لئے کہ یہ نیکی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں جنت میں ہیں۔ (ابن ماجہ، سنن نسائی)

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جھوٹ نفاق کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ ظاہر و باطن، قول و فعل کے خلاف کو نفاق کہتے ہیں۔ اختلاف اور نفاق کی بنیاد جھوٹ پر ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! بندہ جب جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ کی جستجو میں لگا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹا لکھا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ہلاکت ہو اس شخص کے لئے جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولے، اس کے لئے ہلاکت ہو، اس کے لئے بربادی ہو۔ (ابوداؤد، نسائی، ترمذی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ جو کچھ سنے اور (بغیر تحقیق کے)

اسے آگے بڑھا دے۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس شخص میں چار باتیں ہوں گی وہ پورا منافق ہے اور جس میں ان میں سے کوئی ایک بات پائی جائے گی (تو سمجھ لو) اس میں نفاق کی ایک خصلت پیدا ہو گئی ہے۔ جب تک اس کو چھوڑ نہ دے۔

منافق میں چار باتیں ہوتی ہیں: جب اس کے پاس امانت رکھائی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے اور جب جھگڑا کرے تو گالیاں بکے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! میرے نام پر نام رکھ لیا کرو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھا کرو اور جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو واقعی اس نے مجھے دیکھ لیا کیونکہ شیطان میرے صورت اختیار نہیں کرسکتا اور جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔

(صحیح بخاری)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف دیکھے گا۔ ایک وہ آدمی جس نے اپنے مال پر قسم کھائی کہ اسے اس مال کی جتنی قیمت دی جارہی ہے اس سے زیادہ ملتی تھی جبکہ وہ اس میں جھوٹا ہوتا ہے۔

(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

حضرت ابو ذر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جس شخص نے اس چیز کا دعویٰ کیا جو اس کی نہیں ہے وہ ہم میں سے نہیں اور ایسا شخص اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔ (رواہ المسلم)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا! کبیرہ گناہ میں سب سے بڑے کبیرہ گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، قتلِ ناحق، اور جھوٹی گواہی دینا اور جھوٹی گواہی دینا اور جھوٹی گواہی دینا ہے۔ اسی طرح تین بار فرمایا۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

جھوٹ بولنا اور جھوٹی قسم کھانا سخت گناہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جھوٹ نفاق کا دروازہ ہے۔ جھوٹ بول کر خرید وفروخت کرنے سے برکت ختم ہو جاتی ہے اور رزق میں کمی ہو جاتی ہے۔ بعض لوگ دوسروں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولتے ہیں یہ سخت گناہ کی بات ہے۔

حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کی بدبو سے میلوں دور بھاگ جاتا ہے۔

حضرت واثلہ بن اسقع ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے بجائے کسی اور کی طرف نسبت کرے اور اپنی آنکھ کو وہ کچھ دکھائے جو اس نے نہیں دیکھا (یعنی جھوٹے خواب بیان کرے) اور رسول کریم ﷺ کی طرف سے وہ کچھ کہے جو انہوں نے نہیں فرمایا ہو۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابی بکرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین بار فرمایا! میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں خبر نہ دوں؟ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا! یارسول اللہ ﷺ کیوں نہیں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، آپ بیٹھ کر فرمانے لگے (حالانکہ آپ ﷺ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے) خبردار! اور جھوٹ بولنا اور آپ ؐ نے اس کا اتنا تکرار کیا کہ ہم کہنے لگے کاش آپ ﷺ خاموش ہو جائیں۔ (صحیح بخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تم سچ کو لازم پکڑو کیونکہ سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ آدمی ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔ اور تم جھوٹ سے بچو، بے شک جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں بہت بڑا جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الادب)(صحیح مسلم، جامع ترمذی و سنن ابوداؤد)

یہ اس وقت تک ہے جب تک وہ اسے گناہ تصور کرتا ہو اور اگر وہ اسے حلال سمجھ لے تو دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

ارشاد نبی کریم ﷺ ہے! میں اسے جھوٹا شمار نہیں کرتا جو لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے اور ایسی بات کہتا ہے جس سے صرف صلح کرانا مقصود ہو اور وہ

آدمی جو جنگ میں (جھوٹ) بولتا ہے اور وہ آدمی جو اپنی بیوی سے اور بیوی خاوند سے (جھوٹ) بولتی ہے۔ (ناراضگی دور کرنے کے لئے)۔

(سنن ابوداؤد)

مثلاً صلح کرانے والا ایک شخص کے پاس جاتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ بھائی آپ کے بارے میں بہت اچھی بات کہہ رہا تھا اور وہ آپ سے صلح کرنا چاہتا ہے اور آپ سے معافی مانگنا چاہتا ہے۔ اسی طرح سے دوسرے کے پاس جا کر اسی طرح کی باتیں کرتا ہو۔ جنگ میں اس طرح سے کہ مسلمانوں کی بہت بڑی مدد پہنچنے والی ہے یا کفار کے اتنے لوگ مارے گئے ہیں یا پیچھے دیکھ کوئی تجھے تلوار مارنے والا ہے۔

بیوی کے ساتھ بعض اوقات بیوی کا کوئی مطالبہ ہوتا ہے اور اس وقت شوہر وہ پورا نہیں کر سکتا ہے مثلاً کوئی چیز دلانا تو وہ کہہ دیتا ہے کہ ہاں دلا دوں گا اور ٹالتا رہتا ہے۔

حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! مومن میں جھوٹ اور خیانت کے سوا تمام خصلتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔

(مسند احمد، بیہقی)

گواہی

حضرت خریم بن فاتک ؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھی اور ایک دم کھڑے ہو گئے اور فرمایا! جھوٹی گواہی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کے برابر ہے اور یہ بات آپ نے تین مرتبہ دوہرائی۔

پھر یہ آیت تلاوت فرمائی!

وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ (30)

(سورۃ الحج۔ ۳۰)

اور جھوٹی بات سے اجتناب کرو

(سنن ابوداؤد، ابن ماجہ)

یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُواْ کُونُواْ قَوَّامِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاء لِلّهِ وَلَوْ عَلَى أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالأَقْرَبِیْنَ إِن یَكُنْ غَنِیّاً أَوْ فَقَیْراً فَاللّهُ أَوْلَى بِهِمَا فَلاَ تَتَّبِعُواْ الْهَوَى أَن تَعْدِلُواْ وَإِن تَلْوُواْ أَوْ تُعْرِضُواْ فَإِنَّ اللّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِیْراً (135)

(سورۃ النساء ۔ ۱۳۵)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی خاطر خدا ترسی پر قائم رہنے والے اور انصاف

کی گواہی دینے والے بنو خواہ اس میں تمہارا یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کا نقصان ہی ہو۔ اگر کوئی امیر ہے یا فقیر تو اللہ ان کا خیر خواہ ہے۔ تم خواہش نفس کے پیچھے چل کر عدل کو نہ چھوڑ دینا۔ اگر تم پیچیدہ شہادت دو گے یا شہادت سے بچنا چاہو گے تو جان رکھو اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَاماً ٥

(سورۃ الفرقان ۔ ۷۲)

(رحمان کے بندے وہ ہیں) جو جھوٹ کو گواہ نہیں بناتے اور لغو چیز پر سے ان کا گزر ہو جائے تو شریف آدمیوں کی طرح گزر جاتے ہیں۔

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيْمٌ (283)

(سورۃ البقرہ ۔ ۲۸۳)

اور شہادت (گواہی) نہ چھپاؤ جو شہادت (گواہی) چھپاتا ہے اس کا دل گناہ میں آلودہ ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں۔

وَالَّذِينَ هُم بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ (33)

(سورۃ المعارج ۔ ۳۳)

جو لوگ اپنی گواہیوں میں راست بازی پر قائم رہتے ہیں۔

وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ ذَلِكُمْ يُوعَظُ بِهِ مَن كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجاً (2)

(سورۃ الطلاق ۔ ۲)

اے گواہ بننے والو! گواہی ٹھیک ٹھیک اللہ کے لئے ادا کرو یہ بات جن کو نصیحت کی جاتی ہے ہر اس شخص کے لئے ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، جو اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے مشکلات سے نکلنے کا راستہ پیدا کر دے گا۔

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ گناہ کبیرہ کون سے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، قتل کرنا اور جھوٹی گواہی دینا۔

(صحیح بخاری)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا! تمہارے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو خیانت کریں گے لہٰذا ان کے پاس امانتیں نہ رکھی جائیں، اور وہ گواہی دینے کے لئے

تیار ہوں گے لیکن ان کی گواہی نہ قبول کی جائے گی، وہ نذریں مانیں گے لیکن ان کو پورا نہیں کریں گے۔ (صحیح بخاری)

آج کل جھوٹی گواہی کا اس قدر رواج ہو گیا ہے کہ وہ اپنے لئے حلال کردہ اشیاء کو حرام کر لیں۔ اس سے زیادہ خطرناک وہ لوگ ہیں جو جانتے بوجھتے حق کو چھپاتے ہیں اور باطل کو ظاہر کرتے ہیں اور لوگوں کے سامنے جھوٹ کو مزین کر کے پیش کرتے ہیں اور انہیں قبول کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دین و دنیا میں اس سے محفوظ رہنے کی دعا کرتے ہیں۔

جھوٹا وعدہ کرنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ

(سورۃ المائدہ ۔ ۱)

اے ایمان والو! عہد کو پورا کرو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس طرح عطیہ دے کر واپس نہیں لیا جاتا، اس طرح وعدہ کر کے اس کے خلاف کرنا صحیح نہیں ہے۔ وعدہ کرنا قرض دینے کے برابر ہے یا اس سے افضل ہے۔

ایک شخص نے وعدہ کیا اور اس کی نیت پوری طرح وعدہ نبھانے کی ہے اور وہ کسی مجبوری کی وجہ سے اسے پورا نہ کر سکے تو اس پر گناہ نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! یہ بہت بڑی خیانت کی بات ہے کہ تم اپنے بھائی سے کوئی جھوٹی بات کہو اس حال میں کہ وہ تم کو سچا سمجھتا ہو۔ (ابوداؤد)

جھوٹی قسم

حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس شخص نے حاکم کے سامنے جھوٹی قسم کھائی تا کہ اس کے ذریعہ کسی مسلمان کا مال لے تو قیامت کے دن وہ اللہ کے سامنے اس حال میں اس کی پیشی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اس پر سخت غضبناک اور ناراض ہوں گے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

حضرت اشعث بن قیس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص کسی کا مال جھوٹی قسم کھا کر لے لے گا وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کوڑھی ہو کر پیش ہوگا۔ (سنن ابوداؤد)

ایک مرتبہ انصار کے قبیلہ بنی ظفر کے ایک شخص طعمہ بن ابیرق نے اپنے ایک یہودی ہمسایہ کے گھر سے آٹے کا ایک تھیلا اور ایک زرہ چوری کر لیا۔ دوسرے دن ایک یہودی کے گھر امانتاً رکھوا دیا۔ جب صبح ہوئی اور چوری کا پتہ چلا تو لوگوں نے کہا کہ طعمہ نے چوری کی ہے۔ اس کی قوم نے اس کو رسوائی سے بچانے کے لئے مشورہ کر کے جھوٹی گواہی دی کہ طعمہ نے چوری نہیں کی، اس نے چوری کی ہے جس کے پاس سے سامان برامد ہوا ہے۔ اس یہودی کو چوری کے الزام میں گرفتار کر لیا اور قوی امکان پیدا ہو گیا تھا کہ اس کو سزا ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل فرمائی اور آپ ﷺ نے طعمہ کے قبیلہ والوں کو فرمایا! کہ تم دنیا میں تو آج اس کی طرفداری کر رہے ہو، قیامت کے دن اس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کون بچائے گا۔ بے گناہ یہودی کو آزاد کر دیا گیا۔

غیر اللہ کی قسم کھانا

حضرت عمر فاروق ؓ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تمہیں اپنے آباؤ اجداد کی قسمیں کھانے سے منع کرتا ہے پھر فرمایا کہ اللہ کی قسم! جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی ہے میں نے کسی کا ذکر کرتے ہوئے یا کسی کی بات نقل کرتے ہوئے کبھی غیر اللہ کی قسم نہیں کھائی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو کعبۃ اللہ کی قسم اٹھاتے ہوئے سنا تو فرمایا! غیر اللہ کی قسم نہیں اٹھائی جاتی، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا! جس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی اس نے کفر کیا یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس نے شرک کیا۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ جس نے غیر اللہ کی قسم کھا کے کہا کہ " **لا الہ الا اللّٰہ** " کہنا چاہیئے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا۔

زمانے کو برا کہنا

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم تو زمانے کو برا بھلا کہہ کر مجھے تکلیف دیتا ہے، حالانکہ زمانہ تو میں ہوں، سارا اختیار میرے ہاتھ میں ہے، رات اور دن کو میں ہی الٹتا پلٹتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

احسان جتلانا

یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُواْ لاَ تُبْطِلُواْ صَدَقَاتِکُم بِالْمَنِّ وَالأذَی کَالَّذِیْ یُنفِقُ مَالَهُ رِئَاء النَّاسِ وَلاَ یُؤْمِنُ بِاللّهِ وَالْیَوْمِ الآخِرِ فَمَثَلُهُ کَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَکَهُ صَلْداً لاَّ یَقْدِرُونَ عَلَی شَیْءٍ مِّمَّا کَسَبُواْ وَاللّهُ لاَ یَهْدِیْ الْقَوْمَ الْکَافِرِیْنَ (264)

(سورۃ البقرہ ۔ ۲۶۴)

اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور دکھ دے کر اس شخص کی طرح خاک میں نہ ملاؤ جو اپنا مال محض دکھاوے کے لئے خرچ کرتا اور اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔ تو اس کے مال کی مثال اس چٹان کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی پڑی ہو اور اس پر زور کا مینہ برسے اور اس کو صاف کر ڈالے۔ اس طرح ریاکار لوگ اپنے اعمال کا کچھ صلہ حاصل نہیں کر سکیں گے اور اللہ ایسے ناشکروں کو ہدایت نہیں دیتا۔

نوحہ یا بین کرنا

زبان کا ایک بڑا ناپسندیدہ استعمال میت پر نوحہ کرنا ہے۔ کسی عزیز کا دنیا سے رخصت ہونا بے شک غم کا باعث بنتا ہے۔ اس میں دل کا غمگین ہونا اور آنسوؤں کا بہنا قدرتی عمل ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے کوئی پابندی نہیں لگائی ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے اپنی عزیز ترین ہستیوں کے انتقال پر آنسو بہائے ہیں لیکن زبان کے معاملہ میں یہی حکم ہے کہ اس سے کوئی ایسی بات نہ نکالی جائے جو ناپسندیدہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! نوحہ کرنے والی عورت اگر موت سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اس کے بدن پر تارکول کا کرتا اور خارش کی قمیص پہنائی جائے گی۔ کسی کے فوت ہونے پر بین کرنا صبر کے سراسر خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ آنکھوں سے آنسو بہانے اور دل کے غمزدہ ہونے پر عذاب نہیں دیتا۔ نوحہ کرنے کے باعث عذاب دیتا ہے اور آپ ﷺ نے زبان کی طرف اشارہ کیا۔ فرمایا! وہ ہم میں سے نہیں جو رخسار پیٹے، گریبان چاک کرے اور جاہلیت کی پکار پکارے۔

حضرت ام عطیہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیعت لیتے وقت ہم سے عہد لیا تھا کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابو موسیٰ الاشعری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اگر نوحہ (بین) کرنے والی عورت اپنی موت سے پہلے توبہ نہ کرلے تو وہ

قیامت کے دن اس طرح اٹھائی جائے گی کہ اس پر گندھک کی قمیص ہو گی اور گندھک کا دو پٹہ۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابوموسیٰ الاشعری ؓ پر شدید تکلیف کے باعث غشی طاری ہوگئی تو ان کے اہل خانہ میں سے بعض نے رونا اور بین کرنا شروع کر دیا لیکن غشی کی وجہ سے آپ ان کو روک نہ سکے۔ جب انہیں افاقہ ہوا تو فرمایا! میں ان لوگوں سے بری ہوں جن سے رسول اللہ ﷺ نے برأت کا اظہار کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ نوحہ کرنے والیوں، سر مونڈنے والی اور گریبان پھاڑنے والی سے میں بری ہوں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! وہ ہم میں سے نہیں جس نے رخسار پیٹے، گریبان پھاڑے اور زمانہ جاہلیت کی طرح بین کرے۔ (بخاری و مسلم)

لایعنی کلام

لایعنی اور بے فائدہ باتوں میں وقت بھی ضائع ہوتا ہے اور آخرت میں اس کا محاسبہ بھی ہوگا۔ لایعنی کلام کرنے کے بجائے انسان کو چاہئے کہ تسبیح، تہلیل اور تمجید کرتا رہے یہ اس کے حق میں زیادہ بہتر ہے۔ کتنے الفاظ ایسے ہیں کہ اگر وہ زبان سے ادا ہو جائیں تو جنت میں محل تیار ہو جاتا ہے اور کتنی لفظ ایسے ہیں جن کے زبان سے نکلنے سے جہنم کی آگ لازم ہو جاتی ہے۔ جو شخص خزانہ جمع کر سکتا ہے اور وہ معمولی پتھر جمع کرے تو یہ اس کی بدبختی ہے۔ انسان جیسے جیسے شریعت کا علم اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا جاتا ہے اس کے کلام میں کمی آتی جاتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ بلاضرورت کلام کرنے والا محاسبہ سے نہیں بچ سکتا۔

حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آج سب سے پہلے جو شخص اس دروازے سے داخل ہوگا وہ جنت میں جائے گا۔ سب سے پہلے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ دروازے سے داخل ہوئے کچھ لوگ ان کے پاس گئے اور رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ فرمایا تھا ان کو بتایا اور ان سے پوچھا کہ وہ کون سا عمل ہے جس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں ایک کمزور آدمی ہوں میرے پاس مضبوط عمل کہاں۔ تاہم میں اپنے اس عمل کی وجہ سے خیر کی امید رکھتا ہوں کہ میں اپنے سینہ کو محفوظ رکھتا ہوں اور غیر ضروری کلام نہیں کرتا۔

(ابن ابی الدنیا)

رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ تنبیہ کرتے ہوئے صحابہ کرام سے فرمایا! دو ایسی باتیں ہیں جو جنت میں جانے سے روک سکتی ہیں ان میں ایک یہ کہ ممکن ہو اس نے کوئی لایعنی بات کی ہو اور دوسری چیز یہ کہ اس نے خرچ کرنے میں کنجوسی کی ہو۔ (فرائض کی ادائیگی میں کنجوسی سے کام لینا) فرمایا! زکوٰۃ اور صدقات سے مال گھٹتا نہیں ہے۔

لایعنی بات اس کو کہتے ہیں جس سے نہ دنیا کا فائدہ ہو اور نہ آخرت کا۔ اس میں وہ باتیں بھی شامل ہیں جو دنیا و آخرت کے نقصان کا باعث بنیں۔ جن چیزوں میں نقصان ہو یا مواخذہ کا خطرہ ہو تو ان سے بچنا انتہائی ضروری ہے اور عقل کا تقاضہ بھی یہی ہے۔ جو لوگ زبان سے لایعنی باتوں کے نکالے جانے کو کوئی اہمیت نہیں دیتے اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! یہ زبانوں کی کھیتیاں ہیں جو تم دنیا میں بو رہے ہو اور آخرت میں جا کر اس کا پھل پاؤ گے۔

لیکن جن باتوں میں نہ نفع ہو یا نہ نقصان ہو تو پھر بھی یہ وقت کی بربادی ہے اس دوران انسان کوئی نیک کام کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر سکتا ہے، قرآن کریم کی تلاوت کر سکتا ہے۔ اس فائدے کو نہ حاصل کرنا بھی ایک قسم کا نقصان ہے۔ فرمایا کہ زیادہ کلام دل میں سختی پیدا کرتا ہے۔

کثرتِ کلام

نفس کو زیادہ بولنے میں بہت مزا آتا ہے۔ اس زیادہ بولنے کی عادت کی وجہ سے وہ بہت سے گناہوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ بہت سی غلطیاں اور بے اعتدالیاں ہو جاتی ہیں۔ جن میں جھوٹ، غیبت، طعنہ زنی، اپنی بڑائی کرنا، بلاوجہ کی بحثیں، دوسروں کی ہنسی اڑانا یا توہین کرنا، دوسروں کی دل آزاری کرنا وغیرہ شامل ہیں۔

امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ انسان جب بولتا ہے تو وہ تین حال سے خالی نہیں ہوتا۔ یا تو وہ کلمۂ خیر ہے یا وہ کلمۂ شر ہے یا پھر وہ نہ کلمہ خیر ہے نہ شر۔ کلمۂ شر کہنا تو واضح برائی اور گناہ کی بات ہے۔ رہا وہ کلمہ جو نہ خیر ہے نہ شر تو وہ لغو ہوا اور لغویات سے پرہیز حکماً بھی اور عقلاً بھی واجب ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ انسان منہ سے جو بات کہے سوچ سمجھ کر کہے، اس بات سے سخت پرہیز کرے کہ جو منہ میں آئے بکتا پھرے۔ کم بولنے کی عادت ڈالے اگر محفل میں بولنے پر قابو نہیں ہو پاتا تو تنہائی اختیار کرے۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ دنیا میں اور آخرت میں بھی زیادہ تر پکڑ زبان کی وجہ سے ہوگی۔

زبان کی آفتیں بیشمار ہیں کوئی تدبیر خاموشی سے بہتر نہیں ہے۔ اس لئے حتی الامکان انسان کو چاہیے کہ خاموش رہے۔ بزرگوں اور اللہ کے والوں کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ کھانا پینا، سونا اور بولنا صرف ضرورت کے مطابق کرتے تھے۔ حدیث پاک میں آیا ہے "من سکت نجیٰ" جو خاموش رہا اس نے نجات

پائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس کسی کو پیٹ، شرم گاہ اور زبان کے شر سے محفوظ رکھا گیا وہ سب چیزوں سے محفوظ ہو گیا۔ حضرت معاذ بن جبل ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرمایا کہ کون سا عمل بہتر ہے تو آپ ﷺ نے زبانِ اطہر باہر نکال کر اس پر انگلی رکھی یعنی خاموشی۔ حضرت عمر فاروق ؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ انہوں نے دیکھا کہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ اپنی زبان کو انگلیوں سے پکڑ کے کھینچ رہے ہیں۔ میں نے کہا! یا خلیفۃ الرسول اللہ! آپ ؓ کیا کر رہے ہیں۔ آپ ؓ نے فرمایا کہ اس نے مجھ کو بہت سے معاملات میں مبتلا کر دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جو کوئی اللہ تعالیٰ اور روزِ قیامت پر ایمان لاتا ہے اس سے کہہ دو کہ وہ آدمی اچھی بات کرے ورنہ خاموش رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! جب تم کسی مومن کو خاموش اور سنجیدہ پاؤ تو اس کی قربت حاصل کرو وہ بغیر حکمت کے نہیں ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ زبان سے زیادہ اور کوئی چیز قید کرنے کے لائق نہیں۔

انسان کا ایمان درست اور صحیح ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ بے فائدہ کلام اور کاموں کو چھوڑ دے۔ کثرتِ کلام کی وجہ سے ایک بہت بڑی بُرائی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے وہ یہ کہ دوسروں پر لعنت کرتا ہے اس مرض میں مبتلا شخص بعض اوقات لایعنی اور بے جان چیزوں پر بھی لعنت کرنے سے نہیں چوکتا۔ زیادہ بولنے کی عادت کی وجہ سے انسان وہ باتیں بھی بول جاتا ہے جو کرتا نہیں ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ☆

کَبُرَ مَقْتاً عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ☆

(سورۃ الصّف: 3-2)

مومنو! تم ایسی باتیں کیوں کہا کرتے ہو جو کیا نہیں کرتے؟ اللہ اس بات سے سخت بیزار ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔

زیادہ بولنا بھی ناپسندیدہ عمل ہے۔ مختصر اور مفید کلام قابل قدر ہوتا ہے۔ حضرت عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں انہیں فضول گوئی سے نفرت تھی، ان کے نزدیک کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور دنیا کی شدید ضروریات سے تعلق رکھنے والے کلام کے علاوہ ہر کلام زائد شمار ہوتا تھا۔ ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے کراماً کاتبین ہوتے ہیں جو اچھے برے تمام اعمال لکھ رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

مَا یَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَیْهِ رَقِیبٌ عَتِیدٌ (18)

(سورۃ ق ۔ ۱۸)

اور وہ کوئی لفظ زبان سے نہیں نکالنے پاتے مگر اس کے پاس ایک تاک لگانے والا تیار رہتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس شخص نے بات کرنے کے مختلف انداز اس لئے سیکھے کہ لوگوں کو متاثر کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے نہ فرض قبول کرے گا نہ نفل۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص کسی ایسی مجلس میں بیٹھا جس میں اس نے بہت باتیں کی ہوں اور کھڑے ہونے سے پہلے اس نے یہ کلمات پڑھ لئے تو اس مجلس میں اس نے جو بے کار یا بری باتیں کی ہیں ان کے لئے یہ کلمات کفارہ ہو جائیں گے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ
اَشْھَدُ اَنْ لاَ اِلٰہَ اَلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ

(ترمذی)

اے اللہ پاک! میں آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں اور آپ کی تعریف بیان کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں آپ سے گناہوں کی معافی طلب کرتا ہوں اور آپ کے حضور توبہ کرتا ہوں۔

باطل کا ذکر

باطل وہ کلام ہے جس کا تعلق معاصی سے ہو۔ مثلاً فسق و فجور کی محافل کا حال بیان کرنا، عورتوں کے حسن و جمال اور عشق اور محبت کے قصے سننا، مالداروں کی عیاشی کا ذکر کرنا، بادشاہوں کی بداعمالیوں کا ذکر کرنا، یہ سب امور باطل ہیں۔ ان میں مشغول ہونا حرام اور ناپسندیدہ ہے۔

دوسروں کی بات کاٹنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اپنے بھائی کی بات مت کاٹو اور نہ اس سے ناشائستہ مذاق کرو اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جو پورا نہ کرسکو۔

حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ جو شخص حق پر ہونے کے باوجود دوسرے کی بات کاٹنی چھوڑ دے اس کے لئے جنت کے اعلیٰ درجے میں ایک گھر بنایا جائے گا اور جو شخص باطل پر ہو کر بات کاٹنی چھوڑ دے اس کے لئے جنت کے وسط میں گھر بنایا جائے گا۔

بے عمل واعظ اور مقرر

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! معراج کی رات میں ایسے لوگوں پر گزرا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے۔ میں نے دریافت کیا اے جبریل ؑ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ آپ ﷺ کی امت کے واعظ اور خطیب ہیں جو وہ باتیں کہتے تھے جن پر خود عمل نہیں کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ المصابح)

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ وَأَنتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (44)

(سورۃ البقرہ ۔ ۴۴)

تم دوسروں کو نیکی اختیار کرنے کو کہتے ہو اور خود بھول جاتے ہو، حالانکہ تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو، کیا تم عقل سے بالکل ہی کام نہیں لیتے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ (2)
كَبُرَ مَقْتاً عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ (3)

(سورۃ الصّف: ۲۔۳)

اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو، اللہ کے

نزدیک یہ سخت ناپسند حرکت ہے کہ تم وہ بات کہو جو کرتے نہیں ہو۔

حضرت اسامہ بن زید ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! قیامت کے دن ایک شخص کو لا کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا تو آگ میں (شدت عذاب کی وجہ سے) اس کی انتیں باہر نکل آئیں گی، اہل دوزخ اس کے پاس جمع ہو کر کہیں گے تمہارا یہ کیا حال ہے؟ کیا تم دنیا میں ہمیں اچھی باتوں کا حکم نہیں دیتے تھے اور بری باتوں سے منع نہیں کرتے تھے۔ وہ کہے گا کہ میں تم کو اچھی باتوں کا حکم تو دیتا تھا لیکن خود ان پر عمل نہیں کرتا تھا اور تمہیں بری باتوں سے روکتا تھا مگر خود ان کا ارتکاب کیا کرتا تھا۔ (صحیح بخاری)

قول وفعل کا تضاد جہنم کے المناک عذاب کو دعوت دیتا ہے، دوسروں کی فکر میں اپنے آپ سے بے فکر ہو جانا جہالت اور غفلت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! عقل مند وہ ہے جو اپنا محاسبہ کر لے اور آخرت کی ابدی زندگی کے لئے عمل کر لے اور عاجز اور بے بس وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشات کے تابع کر دے اور بد اعمالیوں کے ساتھ فلاح ونجات کی آرزوئیں باندھے۔ (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! مجھے اس امت پر ہر اس منافق سے اندیشہ ہے جو باتیں تو حکیمانہ کرتا ہے اور کام اس کے ظالمانہ ہوں۔

(شعب الایمان)

بحث مباحثہ اور جھگڑا کرنا

فضول بحث مباحثہ اور گالی گلوچ ممنوع اور مذموم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! فضول گوئی سے بچو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو بے ہودگی ناپسند ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مشرکین اور کفار کو بھی گالیاں دینے سے بچو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فحش گو کا جنت میں داخلہ حرام ہے۔ فرمایا! مومن کو گالی دینا فسق ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔ (بخاری و مسلم)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ وَقُولُوا آمَنَّا بِالَّذِي أُنزِلَ إِلَيْنَا وَأُنزِلَ إِلَيْكُمْ وَإِلَٰهُنَا وَإِلَٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ (46)

(سورۃ العنکبوت ۔ ۴۶)

اور اہل کتاب سے بحث نہ کرو مگر ایسے طریقہ سے جو نہایت اچھا ہو۔ ہاں جو ان میں سے ناانصافی کریں ان سے کہہ دو کہ جو کتاب ہم پر اتری ہے اور جو کتابیں تم پر اتری ہیں ہم سب پر ایمان رکھتے ہیں اور ہمارا تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا

كِتَابٍ مُّنِيرٍ (8) ثَانِيَ عِطْفِهِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ لَهُ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَنُذِيقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَذَابَ الْحَرِيقِ (9)

(سورۃ الحج: ۸ ـ ۹)

اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کسی علم و ہدایت اور روشنی بخشنے والی کتاب کے بغیر گردن اکڑائے ہوئے اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو راہ حق سے بھٹکائیں۔ اور ایسے لوگوں کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور قیامت کے روز اس کو ہم آگ کے عذاب کا مزا چکھائیں گے۔

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! علماء سے طاقت آزمائی کرنے، بیوقوفوں سے جھگڑنے اور مجالس میں جھوٹی موٹی خبریں پھیلانے کے لئے علم حاصل نہ کرو اور جس نے ایسا کیا اس کے لئے آگ ہی آگ ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ تین باتوں کی غرض سے علم حاصل نہ کرو۔ بیوقوفوں سے جھگڑا کرنے کے لئے، علماء سے بحث کرنے کے لئے اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے۔ اپنی باتوں سے اللہ کے ہاں موجود نعمتیں حاصل کرو کیونکہ وہ ہمیشہ اور باقی رہنے والی ہیں، جبکہ ان کے سوا سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ (سنن الدارمی)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا! جو شخص حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے، میں اس کے لئے جنت کے صحن میں ایک گھر کا ضامن ہوں اور اگر مذاق کرنے میں جھوٹ بولنا ترک کر دے تو میں اس لے لئے جنت کے درمیان گھر دینے کا ضامن ہوں۔ اور جو کے اچھے اخلاق ہوں گے تو اس کے لئے اعلیٰ جنت میں گھر دینے کا ضامن ہوں۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے!

وَمِنَ النَّاسِ مَن يُعۡجِبُکَ قَوۡلُهُ فِیۡ الۡحَيَاةِ الدُّنۡيَا
وَيُشۡهِدُ اللّهَ عَلَى مَا فِیۡ قَلۡبِهِ وَهُوَ أَلَدُّ الۡخِصَامِ
(204)وَإِذَا تَوَلَّى سَعَى فِیۡ الأَرۡضِ لِيُفۡسِدَ فِيهَا
وَيُهۡلِکَ الۡحَرۡثَ وَالنَّسۡلَ وَاللّهُ لاَ يُحِبُّ الفَسَادَ
(205)وَإِذَا قِيۡلَ لَهُ اتَّقِ اللّهَ أَخَذَتۡهُ الۡعِزَّةُ بِالإِثۡمِ
فَحَسۡبُهُ جَهَنَّمُ وَلَبِئۡسَ الۡمِهَادُ (206)

(سورۃ البقرہ: ۲۰۴ ـ ۲۰۶)

انسانوں میں کوئی تو ایسا ہے جس کی باتیں دنیا کی زندگی میں بہت بھلی معلوم ہوتی ہیں اور اپنی نیک نیتی پر وہ بار بار اللہ کو گواہ ٹھہراتا ہے مگر حقیقت میں وہ بدترین دشمن حق ہوتا ہے۔ اور جب اسے اقتدار حاصل ہو جاتا ہے تو زمین میں اس کے سارے دوڑ دھوپ اس لئے ہوتی ہے کہ فساد پھیلائے، کھیتوں کو غارت کرے اور نسل انسانی کو تباہ کرے۔ حالانکہ اللہ فساد کو ہرگز

پسند نہیں کرتا، اور جب اسے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرو تو اپنے وقار کا خیال اس کو گناہ پر جما دیتا ہے، ایسے شخص کے لئے بس جہنم ہی کافی ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تمام آدمیوں میں سے اللہ کے ہاں زیادہ نفرت کے لائق سخت جھگڑالو قسم کا آدمی وہ ہے جو اپنے ساتھیوں سے جھگڑتا رہتا ہو اور حق کو قبول نہیں کرتا۔
(صحیح بخاری)

رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا! بے شک اللہ ایسے آدمی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے جو بات کرتے ہوئے اپنی زبان کو اس طرح حرکت دے جیسا کہ گائے اپنی زبان کو حرکت دیتی ہے۔ اور یہ وہ شخص ہے جو مخالف پر غرور جمانے کے لئے فصاحت کا اظہار کرے اور دوسروں پر برتری حاصل کرنے اور اقتدار حاصل کرنے کا وسیلہ بناتے ہوئے کسی بڑے آدمی کو چھوٹا خیال کرنا اور حقیر کو بڑا بنا دینا اور اپنے مخالف کو عاجز کرنے کے لئے یا باطل کو حق کے روپ میں مزین کرنے کے لئے یا باطل کو حق پر برتری ظاہر کرنے کے لئے معمولی خیال کرنا یا حاکموں کی بزرگی ظاہر کرنے کے لئے اور ان کے بلند مرتبہ ہونے کا اعتراف کرنے کے لئے اور ان کی حمایت حاصل کرنے کے لئے اپنی باچھیں اس طرح کھولتا ہے جس طرح گائے اپنی باچھیں کھولتی ہے۔ وہ بات کرتے ہوئے منہ اور دانتوں پر زبان پھیرتا ہے

جیسا کہ چارہ کھاتے ہوئے گائے زبان پھیرتی ہےاور یہ سب کچھ وہ خود پسندی اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کی بنا پر کرتا ہے۔ (جامع ترمذی، مسند احمد)

زبان کے گناہ اور اس کے فسادات باقی تمام اعضاء کے گناہوں سے بڑھ کر ہیں۔ زبان کے گناہوں سے بچنا بھی سب سے مشکل کام ہے، موقع بے موقع زبان چلتی رہتی ہے اور بسا اوقات بڑی خطرناک اور تباہ کن باتیں بھی زبان سے نکل جاتی ہیں، مسلمان ہوتے ہوئے بھی کفر کے کلمات زبان سے ادا کر جاتا ہے اور اسے احساس بھی نہیں ہوتا کہ وہ کیا بک رہا ہے۔ بدزبانی کی وجہ سے معمولی سی بات بہت بڑی بات بن جاتی ہے۔

لعنت کرنا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن لعنت کرنے والا نہیں ہوتا۔

(ترمذی)

حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! لعنت کرنے والے قیامت کے دن نہ سفارشی ہوں گے اور نہ گواہ۔

لعنت کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہٹانا اور دور کرنا۔ انسان ہو، جانور ہو یا کوئی چیز ہو اس پر لعنت کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ ہاں صفت کو برا کہہ سکتے ہیں کہ ظلم کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہو یا کفر اور کوئی ملعون کام پر لعنت کر سکتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اگر کوئی شخص کسی کو کافر کہے یا فاسق ہونے کا الزام دے اور وہ ایسا نہ ہو تو یہ کفر و فسق کی تہمت اسی پر لوٹ جائے گی۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کثرت سے لعن طعن کرنے والا شخص اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔ (طبرانی)

حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کسی دوست کے لئے مناسب نہیں کہ وہ لعنت کرنے والا ہو۔

(صحیح مسلم، جامع ترمذی)

حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

ایک دوسرے کو اللہ کی لعنت نہ کیا کرو اور نہ اس کا غضب کسی پر ڈالو اور نہ کسی کو آگ میں ڈالنے کی لعنت دو۔ (جامع ترمذی)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

بے شک جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو لعنت آسمان کی طرف چڑھ جاتی ہے تو اس کے آگے آسمان کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں۔ پھر وہ زمین کی طرف اترتی ہے تو اس کے آگے اس کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں، پھر وہ دائیں بائیں کوئی ٹھکانہ بنانا چاہتی ہے جب وہ کوئی سوراخ نہیں پاتی تو ملعون کر لوٹتی ہے اور اگر وہ اس کا اہل ہو (تو اس پر پڑ جاتی ہے) ورنہ اس کہنے والے پر لوٹ کر پڑتی ہے۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کا رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کا کپڑا ہوا سے اڑنے لگا تو اس نے ہوا پر لعنت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا! ہوا پر لعنت نہ کرو کیونکہ یہ تو حکم کی پابند ہے اور جس نے کسی غیر مختار پر لعنت کی وہ اس پر لوٹ آتی ہے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان پر لعنت کرنا حرام ہے۔ ہاں فعل پر لعنت کی جاسکتی ہے یعنی ظالم پر لعنت، کافر پر لعنت، فاسقوں پر لعنت کرنا جائز ہے۔

استہزاء

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا لَا یَسْخَرْ قَومٌ مِّن قَوْمٍ عَسَی أَن یَکُونُوا خَیْراً مِّنْھُمْ وَلَا نِسَاء مِّن نِّسَاء عَسَی أَن یَکُنَّ خَیْراً مِّنْھُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَکُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الاِسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِیْمَانِ وَمَن لَّمْ یَتُبْ فَأُوْلَئِکَ ھُمُ الظَّالِمُونَ (11)

(سورۃ الحجرات ۔ ۱۱)

اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم کا تمسخر نہ کرے ممکن ہے کہ وہ لوگ اس سے بہتر ہوں نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں ممکن ہو وہ ان سے اچھی ہوں۔ اور اپنے مومن بھائی پر عیب نہ لگاؤ نہ ایک دوسرے کا برا نام رکھو۔ ایمان لانے کے بعد برا نام رکھنا گناہ ہے جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا کہ مومن کا مذاق اڑانا اور اس کے کسی عیب ونقص پر ہنسنا گناہ میں داخل ہے۔

حضرت عبداللہ بن زمعہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو فرمایا! جو کسی شخص کی ریح خارج ہونے پر ہنستے رہے تھے، تم اس بات پر

کیوں ہنستے ہو جس میں تم خود مبتلا ہو۔ (بخاری و مسلم)

ایک روایت میں ہے کہ لوگوں کا مذاق اڑانے والوں کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ آؤ۔ جب وہ اپنے مصائب و الام کے ساتھ دروازے کے قریب آئیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ پھر دوسرا دروازہ کھول دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ آؤ۔ جب وہ مشقت کے ساتھ اس دروازے تک آئیں گے تو وہ دروازہ بھی بند کر دیا جائے گا۔ اسی طرح ہوتا رہے گا پھر وہ مرحلہ آئے گا کہ ان سے کہا جائے گا کہ آؤ تو وہ نہیں آئیں گے۔

(ابن ابی الدنیا)

حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص اپنے بھائی کو ایسے گناہ پر شرمندہ کرے جس سے اس نے توبہ کر لی ہے تو وہ عار دلانے والا اس گناہ میں مبتلا ہوئے بغیر نہیں مرے گا۔ (ترمذی)

راز کا افشاء کرنا

کسی کا راز ظاہر کرنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس سے ایذاء ہوتی ہے اور دوستوں اور شناساؤں کی حق تلفی ہوتی ہے۔

حضرت حسن ؓ سے روایت ہے کہ کسی بھائی کی وہ بات جسے وہ راز رکھنا چاہے اسے ظاہر کر دینا خیانت ہے۔

غیبت

غیبت ایک ایسا گناہ ہے جو جاننے کے باوجود ہمارے معاشرے میں عام ہے۔ امام راغبؒ فرماتے ہیں کہ غیبت یہ ہے کہ انسان کسی کے عیب بلاضرورت دوسروں کے سامنے بیان کرے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ کوئی اپنے مسلمان بھائی کا تذکرہ دوسروں کے سامنے اس انداز میں کرے جو اس کو پسند نہ ہو اسے غیبت کہتے ہیں۔

امام ابن اثیرؒ اپنی کتاب "النہایہ" میں غیبت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ کسی انسان کی غیر موجودگی میں اس کا ذکر برے انداز میں کرنا خواہ وہ برائی اس کے اندر موجود ہو۔

غیبت کا تعلق صرف زبان سے ہی نہیں ہے بلکہ اشارہ، کنایہ، چٹکی، تحریر، تصویر کے ذریعہ بھی غیبت کی جاتی ہے۔ کسی کے چلنے، بولنے اور اس کی کسی عادت کی نقالی کرنا بھی غیبت کے زمرے میں آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

لَّا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوٓءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَن ظُلِمَ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيعاً عَلِيماً (148)

(سورۃ النساء ۔ ۱۴۸)

اللہ تعالیٰ یہ پسند نہیں کرتا کہ آدمی بدگوئی پر زبان کھولے مگر یہ کہ کسی پر ظلم کیا گیا ہو، یقیناً اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

وَلاَ تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولـئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْؤُولاً (36)

(سورۃ بنی اسرائیل ۔ ۳۶)

کسی ایسی چیز کے پیچھے نہ لگو جس کا تمہیں علم نہ ہو یقیناً آنکھ، کان اور دل سب ہی کی باز پرسی ہو گی۔

غیبت کے بارے میں قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضاً أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتاً فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ☆

(سورۃ الحجرات ۔12)

اور (کسی کے عیبوں اور رازوں کی) جستجو نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرو کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے (تو غیبت نہ کرو) اور اللہ کا ڈر رکھو بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔

حضرت ابو ہریرہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا!

ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، دوسرے سے بڑھ کر بولی نہ دو، نہ نفرت کرو، نہ پیٹھ پیچھے عیب جوئی کرو، نہ دوسرے بھائی کی بیع پر بیع کرو، اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے، نہ اسے ذلیل کرے، نہ اسے حقیر سمجھے۔ تقویٰ یہاں ہے اور آپ ﷺ نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کیا اور اسے تین دفعہ فرمایا۔ آدمی کے لئے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے بھائی کو حقیر جانے۔ ایک مسلمان کی بے حرمتی کلی طور پر دوسرے مسلمان پر حرام ہے، اس کا خون، مال اور اس کی عزت۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ زندہ کی نسبت مرے ہوئے بھائی کی غیبت کرنا بہت برا ہے اور بڑی بے حیائی ہے کیونکہ زندہ کی غیبت میں ممکن ہے کہ اس کی معافی تلافی ہو جائے برخلاف مردہ کے۔ (صحیح مسلم، جامع ترمذی)

حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ غیبت زنا سے بھی بدتر ہے کیونکہ زنا سے توبہ قبول ہو جاتی ہے لیکن غیبت سے توبہ قبول نہیں ہوتی جب تک کہ جس کی غیبت کی گئی ہے وہ معاف نہ کر دے۔ غیبت کیا ہے کسی شخص کے پیٹھ پیچھے ایسی بات کرے کہ اگر وہ اس کے سامنے کہی جائے تو وہ ناراض ہو جائے جبکہ وہ بات سچی ہو۔ اور اگر ایسی بات کرے کہ جس کے متعلق کہی جا رہی ہے سچی نہ ہو تو یہ بہتان ہے تو یہ غیبت سے بھی بڑا گناہ ہے۔ چاہے وہ زبان سے کہی جا رہی ہو یا آنکھ یا ہاتھ کے اشارے سے کی جا رہی ہو حرام ہے۔

ابوداؤد میں حضرت انسؓ سے روایت ہے حضورِاکرم ﷺ نے فرمایا کہ شبِ معراج میں میرا گذر ایسے لوگوں پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے جن سے اپنے چہرے نوچ رہے تھے۔ میں نے جبرائیل (علیہ السلام) سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں تو انہوں نے کہا کہ یہ لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی آبروؤں کے درپے تھے (یعنی غیبت کرتے تھے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ☆ (سورۃ الھمزہ۔1)

خرابی ہے ہر طعنہ دینے والے عیب چننے والے کی

غیبت کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ اس شخص کی نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دی جاتی ہیں جس کی غیبت کی جارہی ہو۔ غیبت کرنے والا یہ سوچ لے کہ میں کسی کے عیبوں پر سے پردہ اٹھا رہا ہوں اگر کوئی اور میرے عیبوں پر سے پردہ اٹھائے تو مجھے کیسا لگے گا۔ یہ اتنا خطرناک مرض ہے کہ اکثر نیک لوگوں میں بھی پایا جاتا ہے اور ان کو اس کا احساس تک نہیں ہوتا۔ اس بیماری کی سب سے بڑی برائی یہ ہے کہ غیبت سے بدگمانی پیدا ہوتی ہے جو دلوں میں فرق ڈالنے اور جھگڑوں کا سبب بنتی ہے۔ غیبت کو زنا سے بدتر اور بدگمانی کو سب سے جھوٹی بات فرمایا گیا ہے۔ غیبت کے عادی شخص کے قلب میں ظلمت کا اندھیرا چھا جاتا ہے اور اللہ کا نور قلب سے اٹھ جاتا ہے۔ غیبت وہ گناہ بے لذت ہے جس کا دنیاوی

نقصان تو نفرتوں اور جھگڑوں کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے اور آخرت کا نقصان یہ کہ اس کی نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ غیبت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ اس وقت تک معاف نہیں کرے گا جب تک جس کی غیبت کی گئی ہے وہ نہ معاف کر دے اور سب سے خطرناک بات تو یہ ہے کہ کسی مرے ہوئے شخص کی غیبت کرے اس سے تو معافی بھی نہیں مانگ سکتا۔ آخرت میں اسے اپنی مقبول نیکیوں میں سے نیکی دینی پڑے گی جہاں ایک ایک نیکی کے لئے لوگ پریشان ہو رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ غیبت کرنے والے سے کی چہرے کی رونق چھین لیتا ہے۔

اللہ کے عذاب سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس شخص سے معافی مانگے جس کی غیبت کی ہے اور اس شخص کے لئے دعائے مغفرت کرے۔ کسی محفل میں ہو جہاں غیبتیں ہو رہی ہوں تو ہمت کر کے ان کو منع کرے اور اگر وہ کہنے سے بھی باز نہ آئیں تو وہاں سے اٹھ جائے کیونکہ غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں برابر کے گناہ گار ہیں۔ غیبت کا ایک علاج یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے اس کو بتلا دے کہ میں نے تمہارے بارے میں یہ یہ بات کی ہے تم مجھے معاف کر دو یا مجھ پر کچھ جرمانہ کر دو۔ یہ کام ہے تو مشکل لیکن آئندہ کے لئے نصیحت ہو جائے گی۔

حضرت براء بن عازبؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے اتنی بلند آواز میں خطبہ دیا کہ آپ ﷺ کی آواز گھروں تک جا رہی تھی اور گھروں میں موجود خواتین نے بھی اس خطبہ کو سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا!

اے ان لوگوں کے گروہ جو زبان سے ایمان لائے اور دل سے یقین نہیں

کیا، مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور نہ ان کے عیبوں کے درپے رہو۔ جو شخص اپنے بھائی کی عیب جوئی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عیب کے درپے ہوتا ہے اور جس شخص کے عیب کے درپے اللہ ہوتا ہے اس کو اس کے گھر کے اندر رسوا کر دیتا ہے۔

(ابوداؤد)

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا! تمہیں معلوم ہے کہ غیبت کسے کہتے ہیں؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا! اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا! تمہارے اپنے مسلمان بھائی کا ایسے انداز میں ذکر کرنا جو اسے ناپسند ہو غیبت ہے۔ پھر صحابہ نے عرض کیا کہ اگر وہ عیب واقعی اس کے اندر موجود ہو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا! اگر حقیقتاً اس کے اندر وہ عیب ہے تو یہ غیبت ہے اور اگر اس کے اندر وہ خامی نہیں پائی جاتی تو یہ اس پر بہتان ہے۔ (یہ غیبت سے بھی بڑا گناہ ہے)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اپنے فوت شدہ ساتھی کی عزت پر حملہ آور ہونے سے باز رہو۔

(سنن ابوداؤد)

حضرت مستور بن شدادؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس نے کسی مسلمان کی غیبت کے صلہ میں ایک لقمہ کھایا اللہ تعالی اس کو اتنا ہی جہنم سے کھلائے گا اور جس کسی نے کسی مسلمان کی غیبت کے صلہ میں کچھ پہنا تو اللہ تعالیٰ اس کو اسی قدر جہنم سے پہنائے گا اور جو کوئی کسی آدمی کے ذریعہ کسی شہرت

اور دکھاوے کی جگہ کھڑا ہوا، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن شہرت اور دکھاوے کی جگہ پر کھڑا کرے گا۔ (سنن ابوداؤد، مسند احمد)

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی حدیث روایت کرتے ہیں کہ سب سے بڑھا ہوا سود مسلمانوں کی عزت و آبرو میں ناحق طور پر زبان دراز کرنا ہے۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا! جو شخص کسی مسلمان کی مدد ایسے مقام پر ترک کر دے جہاں اس کی عزت و حرمت پامال کی جا رہی ہو اور اس کے خلاف باتیں کی جا رہی ہوں تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے مقام پر اس شخص کی مدد چھوڑ دے گا جہاں وہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے حصول کو پسند کرے گا۔ اور جو کسی مسلمان کی اہانت، عزت و حرمت کی پامالی کے موقع پر اس کی مدد کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے مقام پر اس کی مدد فرمائے گا جہاں وہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے حصول کو پسند کرے گا۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص اپنے بھائی کے گوشت (کھانے) سے گریز کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ اس کو (جہنم کی) آگ سے آزاد کرے۔ (مسند احمد)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فقہاء کے بہت سے اقوال مختلف تصانیف میں پائے جاتے ہیں۔ بعض علم کا دعویٰ کرنے والوں نے کہا ہے کہ بعض لوگ دوسروں کی غیبت کرتے ہوئے یہ الفاظ ادا کرتے ہیں " اللہ ہمیں معاف فرمائے، ہم

اللہ تعالیٰ سے رجوع کرنے والے اوراس سے سلامتی مانگتے ہیں" ان جیسے الفاظ بھی غیبت میں شامل ہیں۔ (فتح الباری)

امام نووی ؒ نے فرمایا! جو آدمی کسی مسلمان کی غیبت سنے اس کو چاہئے کہ اس کو روک دے اور جھڑک دے۔ اگر وہ بات کرنے سے نہ رکے تو اس کو ہاتھ سے جھڑک دے، اگر ہاتھ سے طاقت نہ رکھے اور نہ زبان سے روکنے کی طاقت رکھتا ہو تو اس محفل سے نکل جائے۔ اگر کسی بزرگ کی غیبت سنے یا کسی محسن کی یا کسی صاحب فضل کی یا کسی باصلاحیت انسان کی غیبت سنے تو وہاں سے الگ ہو جائے۔ (الاذکار نووی)

حضرت یزید بن اصم ؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق ؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا! اے لوگو! اپنے آپ کو انسانوں کے برے تذکرے سے منہمک نہ کرو، اس لئے کہ یہ وبال جان ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کو اپنے اوپر لازم کرلو اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نزول رحمت کا سبب ہے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا! اے لوگو! تم میں سے ایک کو اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا تو نظر آجاتا ہے لیکن اپنے آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے آنے دو یہ قبیلہ کا بدترین آدمی ہے۔ پھر جب وہ آیا تو آپ ﷺ نے اس سے بہت نرمی سے گفتگو کی۔ جب وہ چلا گیا تو ہم نے عرض کیا، آپ ﷺ نے

پہلے اس کے بارے میں اتنے سخت الفاظ ادا کئے اور جب وہ آیا تو آپ ﷺ نے بہت نرمی سے اس سے بات کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اے عائشہ ؓ! روز جزاء اللہ کے ہاں لوگوں میں بدترین وہ شخص ہوگا کہ لوگ اس کے شر کی وجہ سے اس سے دور بھاگیں۔ لوگ جس کے شر سے بچنے کے لئے اس سے دور رہیں۔

بزرگانِ دین نے غیبت کرنے کی آٹھ وجوہات بیان فرمائی ہیں:

۱) کینہ: کسی وجہ سے اس شخص سے ناراض ہے۔ کسی کی ناراضگی کی وجہ سے اس کی برائی کرتا پھرے، آپ کو دوزخ میں ڈالنا حماقت ہے۔ اپنے غصہ کو روکنا چاہئے اس پر بھی اللہ تعالیٰ اجر دیتا ہے۔

۲) موافقت: دوسروں کی حمایت حاصل کرنے کے لئے تاکہ لوگ اِس کو اُس کے مقابلہ میں اچھا سمجھیں۔ لوگوں کی خوشی کی خاطر اللہ کو ناراض کرنا بیوقوفی ہے۔

۳) احتیاط اور سبقت: اپنی خطاؤں اور عیبوں پر پردہ ڈالنے کے لئے دوسروں کے عیبوں کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا۔ یہ سوچنا چاہیے کہ اگر میں دوسروں کے عیب بیان کروں گا تو اس سے اپنی خطاؤں کی پکڑ سے نہیں بچ سکتا اور موجودہ جو نیکیاں ہیں وہ بھی جس کی غیبت کر رہا ہوں اس کو دے دوں۔ یہ کہاں کی عقلمندی ہے۔

۴) براَت اور دل لگی: ایک سبب یہ ہوتا ہے کہ انسان خود نمائی چاہتا ہے۔ لوگوں سے اپنی تعریف کا حریص ہے۔ اپنے آپ کو دوسروں سے افضل کہلوانا چاہتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ میرے اندر ایسی کوئی خوبی نہیں جو مجھے لوگوں میں ممتاز کرے تو وہ یہ شوق دوسروں کو کمتر ظاہر کر کے پورا کرنا چاہتا ہے۔

۵) حسد: جب کسی کے علم و مال اور بلند مرتبہ کی وجہ سے اس کی تعریف اور عزت کی جا رہی ہو تو یہ اس سے جل جاتا ہے۔ اور اس کے اندر عیب تلاش کر کے اپنے اس منفی جذبات کی تسکین کرتا ہے۔

٦) استہزا: یعنی کسی کا مذاق اڑا کر اس کو رسوا کر کے اپنے نفس کو تسکین پہنچانا۔ روزِ محشر اللہ تعالیٰ اسے بھی اسی طرح رسوا کرے گا جس طرح اس نے دوسرے کو رسوا کیا۔

۷) تحقیر: اگر کسی سے کوئی تکلیف پہنچی ہو اور وہ اس کی برائی کر رہا ہو۔ اگر کسی ایسی جگہ برائی کر رہا ہے جہاں سے اس کو انصاف کی امید ہو تو ٹھیک ہے۔ ورنہ ہر جگہ کہتا پھر رہا ہے تو یہ غلط ہے۔ اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی مشکل آسان کرے گا اور اس صبر پر اس کو اجر بھی دے گا۔

۸) غصہ: کسی پر محض اللہ کے لئے غصہ آئے اور اس کا نام لے کر لوگوں کے سامنے برا بھلا کہے۔ اس میں بھی احتیاط کی سخت ضرورت ہے۔

انسان کو معلوم ہونا چاہئے کہ جس وقت وہ غیبت میں مشغول ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے غصہ اور غضب کو دعوت دے رہا ہوتا ہے۔ غیبت سے توبہ کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ جس کسی مسلمان کی غیبت کی ہے تو اس کے پاس جا کر اپنی غلطی کا اعتراف کرے اور اس سے معافی مانگ لے۔ لیکن اگر اسے اس بات کا خطرہ ہو کہ وہ ناراض ہو کر جھگڑا کرے گا اور فتنہ کا خطرہ ہے تو جس محفل میں اس کی غیبت کی ہے وہاں اس کی نیکیوں اور خوبیوں کا تذکرہ کر دے اور اس کے لئے دعائے خیر کرے۔ اگر کوئی اور اس کو برا کہہ دے تو اس کا دفاع کرے۔ آئندہ کسی کی غیبت نہ کرنے کا عہد کرے۔

یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ قیامت کے دن اس کی نیکیاں غیبت کے بدلہ میں اس کو دی جائیں گی جس کی غیبت کی ہو اور اس کی عزت کو پامال کیا ہو اس نے اپنے لئے جائز سمجھ رکھا تھا۔ اگر اس کے پاس اتنی نیکیاں نہ ہوئیں تو مخالف کی برائیاں اس کے اعمال میں شامل کر دی جائیں گی۔ اور اگر پھر اس کا اعمال نامہ برائیوں کی طرف جھک گیا تو اسے آگ میں جھونک دیا جائے گا۔

جس شخص کے اندر غیبت کی بیماری ہو اسے اللہ تعالیٰ سے حیا کرنا اور شرمانا چاہئے کہ اس سے کوئی شے پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ ایسے شخص کو چاہئے کہ دوسرے کے عیب دیکھنے کے بجائے اپنے عیب دیکھے اور ان کی اصلاح کرے اور اپنے بھائی کے لئے بھی کوئی عذر یا نجات کی راہ دیکھے۔

چھ باتوں کی تشریح غیبت میں شامل نہیں:

۱۔ ظلم کے بارے میں بیان کرنے والا۔

۲۔ کسی کو لقب سے بلانے والا۔

۳۔ برائی سے ڈرانے والا۔

۴۔ کسی کے فسق کو ظاہر کرنے والا۔

۵۔ فتویٰ پوچھنے والا۔

۶۔ کسی برائی کو ختم کرنے میں مدد مانگنے والا۔

بہتان

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاء فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَداً وَأُوْلَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ☆

(سورۃ النور۔4)

اور جو لوگ پرہیزگار عورتوں کو بدکاری کا الزام لگائیں اور اس پر چار گواہ نہ لائیں تو اُن کو اسی دُرے مارو اور کبھی اُن کی شہادت قبول نہ کرو اور یہی بدکردار ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ شُهَدَاء إِلَّا أَنفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ (6)وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِن كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ وَيَدْرَأُ (7)عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ (8)وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِن كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ (9)

(سورۃ النور: ٦ ـ ٩)

اور جو لوگ اپنی بیویوں پر بدکاری کا الزام لگائیں اور ان کے پاس خود ان کے سوا دوسرا کوئی گواہ نہ ہو تو ان میں سے ایک شخص کی شہادت (یہ ہے کہ وہ) چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ اپنے الزام میں سچا ہے اور پانچویں بار کہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ اپنے الزام میں جھوٹا ہو، اور عورت سے سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر شہادت دے کہ یہ شخص (اپنے الزام) میں جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اس بندی پر اللہ کا غضب ہو اگر وہ (اپنے الزام) میں سچا ہو۔

کسی پر بہتان لگانا زبان کے بے شمار گناہوں میں سے انتہائی مہلک گناہ ہے۔ بہتان تراشی کسی بے گناہ اور بے قصور انسان پر گناہ یا جرم کا جھوٹا الزام لگانے کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اسے بہت معمولی بات سمجھتے ہو، یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑی بات ہے، اس کی حقیقت قیامت کے دن کھلے گی اور اس کا وبال سامنے آئے گا اگرچہ وہ بات کسی انسان نے غفلت اور بے فکری میں کی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے تین گناہوں کو گناہ کبیرہ میں شمار کیا ہے:

۱۔ کسی کا مذاق اڑانا۔

۲۔ کسی کو طعنہ دینا۔

۳۔ کسی کو برے القاب سے پکارنا۔

اسلام میں مومن مرد و عورت کی عزت و آبرو کی بہت اہمیت ہے اگر کوئی مرد یا عورت کسی پاک دامن مرد یا عورت کو صاف الفاظ میں زنا کی تہمت لگا دے مثلاً یوں کہہ دے کہ اے زانی، اے رنڈی یا اے فاحشہ! تو جسے تہمت لگائی ہے وہ قاضی کے ہاں مطالبہ کر سکتا ہے کہ فلاں شخص نے مجھے ایسے ایسے کہا ہے تو قاضی بہتان ہونے کی صورت میں اسے اسی کوڑوں کی سزا دے گا۔ اس کو حدِ قذف کہتے ہیں۔

بہتان لگانے والے کی یہ تو جسمانی سزا ہوئی اور اس کے علاوہ ایک اور سزا بھی ہے کہ جس شخص کو بہتان لگانے پر سزا ہوئی ہو اس کی گواہی کسی بھی معاملہ میں اور کبھی بھی قبول نہیں کی جائے گی۔ اگر اس نے توبہ کر لی تو گناہ معاف ہو جائے گا لیکن گواہی پھر بھی قبول نہیں کی جائے گی۔ اس کی عزت کا مقام ہمیشہ کے لئے چھن گیا کیونکہ اس نے دوسرے کی عزت پر داغ لگانا چاہا تھا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

إِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِيْ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (23) يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيْهِمْ وَأَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُوْنَ (24)

(سورہ النور: ۲۳ ۔ ۲۴)

جو لوگ پاک دامن بے خبر مومن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر

دنیا و آخرت میں لعنت کی گئی ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے وہ اس دن کو بھول جائیں گے جبکہ ان کی اپنی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے کرتوتوں کی گواہی دیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!
سات مہلک کاموں سے بچو، صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون سے کام ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا! اللہ کے ساتھ شریک کرنا، جادو کرنا، ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، میدان جنگ سے فرار اختیار کرنا، اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس نے اپنے غلام (ملازم یا خادم) پر جھوٹی تہمت لگائی آخرت میں اسے کوڑے لگائے جائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

غصہ

غصہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے بہت سی مصلحتوں کی وجہ سے انسان کی فطرت میں رکھا ہے۔ اس سے بہت سے کام نکلتے ہیں لیکن اختیار کو بھی ساتھ رکھ دیا ہے کہ جس جگہ غصہ کرنا شرعی طور پر جائز ہے یا ضروری ہے وہاں اس سے کام لے اور جو جگہ غصہ کرنے کی نہیں ہے وہاں غصہ نہ کرے۔ غصہ انسان کے اندر سے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم کر دیتا ہے۔ عقل ٹھکانے پر نہیں رہتی اور انسان غصہ میں وہ باتیں بھی کہہ جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کو بعد میں شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔ غصہ میں انسان سے زبان کے علاوہ ہاتھ سے بھی زیادتی ہو جاتی ہے۔ غصہ میں انسان سے قتل، خون، دوسرے کی بے عزتی جیسی حرکتیں ہو جاتی ہیں اور بعض اوقات تو گھر کے گھر اجڑ جاتے ہیں، قیمتی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں، مال تباہ ہو جاتے ہیں بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہو جاتی ہیں۔

غصہ نفس کی بیماریوں میں انتہائی خطرناک بیماری شمار ہوتی ہے۔ غصہ سے مغلوب ہو کر اللہ کی مخلوق کو ستانا انتہائی بدبختی کی بات ہے۔ غصہ روکنے کا پہلا طریقہ یہ ہے کہ جس پر غصہ آ رہا ہے اسے سامنے سے ہٹا دیا جائے یا خود اس کے سامنے سے ہٹ جائے اور سوچے کہ جس قدر یہ شخص میرا قصوروار ہے، اس سے زیادہ میں اللہ کا قصوروار ہوں اور جس طرح میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ میرا قصور معاف کر دے، اسی طرح مجھے بھی چاہیے کہ میں اس کا قصور معاف کر دوں۔

غصہ میں اگر کھڑا ہوا ہے تو بیٹھ جائے، بیٹھا ہوا ہے تو لیٹ جائے تو غصہ

ختم ہو جائے گا۔ اگر کسی کو بہت شدید غصہ آ رہا ہو تو وہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بار بار پڑھے،

پانی پی لے، وضو کر لے، نفس کو دوسری طرف مشغول کر لے تو غصہ جاتا رہے گا۔ کینہ بھی غصہ سے پیدا ہوتا ہے جب غصہ کی اصلاح ہو جائے گی تو کینہ بھی دل سے نکل جائے گا۔ اگر واقعی کسی کی اصلاح کے لئے غصہ کر رہا ہے یعنی اپنی اولاد یا شاگرد تو یہ سوچ لینا چاہیے کہ اس کو اتنی سزا دی جائے جس سے اس کی اصلاح ہو تشدد پہنچانا مقصد نہ ہو۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا! جس نے غصہ نکالنے کی قدرت ہونے کے باوجود اس کو ضبط کیا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے تمام مخلوق کے روبرو اختیار دے گا کہ جونسی حور چاہے پسند کر لے۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو ایک دفعہ اپنے بھانجے حضرت مسطح ؓ پر ان کے ایک قصور پر بہت غصہ آیا اور آپ ؓ نے غصہ میں قسم کھالی کہ میں اس کی جو مالی مدد کرتا ہوں اب نہیں کروں گا تو قرآن میں اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرما دیا جس سے انہوں نے اپنی اصلاح کر لی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ☆

(سورۃ النور۔22)

اور جو لوگ تم میں صاحبِ فضل (اور صاحبِ) وسعت ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ رشتہ داروں اور محتاجوں اور وطن چھوڑ جانے والوں کو کچھ (خیرات) نہیں دیں گے ان کو چاہیے کہ معاف کر دیں اور درگزر کریں، کیا تم پسند نہیں کرتے ہو کہ اللہ تمہیں بخش دے اور اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ آیت سننے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے حضرت مسطح ؓ کی امداد نہ صرف بحال کی بلکہ اس کو دگنا کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک لوگوں کے بارے میں قرآنِ حکیم میں ارشاد فرمایا ہے۔

الَّذِيْنَ يُنفِقُونَ فِيْ السَّرَّاء وَالضَّرَّاء وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ☆

(سورۃ آلِ عمران۔134)

جو آسودگی اور تنگی میں (اپنا مال اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور غصے کو روکتے اور لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نیکوکاروں سے محبت کرتا ہے۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ اگر انسان کو ایسے لوگوں پر غصہ آیا جن پر وہ غصہ اتارنے کی قدرت رکھتا ہے اور پھر وہ ضبط کرے اور غصہ کو پی جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو ایمان کے نور اور تسکین سے بھر دیتا ہے۔ ایک اور حدیث میں ارشاد ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر گھونٹ جو کوئی مسلمان پیتا ہے وہ غصہ کا گھونٹ ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پہلوان وہ نہیں جو اپنے دشمن کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان اور بہادر وہ ہے جو اپنے غصہ کو قابو کر لے۔ (صحیح البخاری)

حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کا دوسرے مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے جنگ کرنا کفر ہے۔
(صحیح بخاری)

بعض علماءِ دین کا کہنا ہے کہ غصہ اور غضب کی کیفیت دراصل شیطانی وسوسوں سے پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے انسان ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی اعتدال کی راہ سے ہٹ جاتا ہے اور شیطان کے جال میں پھنس جاتا ہے۔ چنانچہ اسی حالت میں وہ نہ صرف اول فول بکنے لگتا ہے اور پھر ایسے افعال و حرکات کرتا ہے جو شرعی طور پر اور اخلاقی طور پر نہایت بُرے اور نازیبا ہوتے ہیں۔ غصہ کی وجہ سے دل بغض اور بد خلقی کا مرتکب ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ تو غصہ کرنے والا اس درجہ مغلوب ہوتا ہے کہ اس سے کفر تک سرزد ہو جاتا ہے۔ ان تمام باتوں سے یہ بات

واضح ہوئی کہ غصہ انسان کے دین و دنیا دونوں کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے۔ غصہ سے پرہیز کر کے خوش خلقی اختیار کرنے میں دین اور دنیا دونوں کی بھلائی ہے۔ غصہ دور کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ دل میں یہ تصور کرے اور اس پر یقین رکھے کہ کوئی کام اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور تقدیر کے بغیر نہیں ہوتا۔ جو کچھ بھی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔ نفع و نقصان سب اسی کے اختیار میں ہے۔ لہٰذا جس شخص کی طرف سے کچھ تکلیف یا نقصان پہنچے تو اس پر غصہ کرنا ایسا ہے جیسے کوئی شخص چاقو یا چھری پر غصہ کرے کہ اس نے کیوں کاٹا۔ اپنے نفس کو سمجھائے کہ اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے، اس کا غضب کتنا شدید ہے مگر اس کے باوجود وہ درگزر کرتا ہے۔ بندے اس کی کس کس طرح سے مخالفت کرتے ہیں۔ اس کے احکام کی کس طرح خلاف ورزی کرتے ہیں لیکن وہ ان پر اپنا غضب نازل نہیں کرتا۔

غصہ کی اصل آگ ہے اور اس کی چوٹ اور ضرب دل پر لگتی ہے اس کی نسبت شیطان کے ساتھ ہے۔ غصہ کی پانچ وجوہات ہوتی ہیں۔ تکبر، غرور، کسی کا مذاق اڑانا، عیب جوئی وملامت اور مال و جاہ کی حرص۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! غصہ ایمان کو اس طرح بگاڑ دیتا ہے جس طرح ایلوا شہد کی مٹھاس کو بگاڑ دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! کہ انسان جو گھونٹ پیتا ہے اللہ کے نزدیک غصہ کا گھونٹ پی جانے سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے دل کو ایمان سے بھر دے گا۔

حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا! آدمی کئی قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ

لوگ ہیں جو دیر سے غصہ میں آتے ہیں اور دیر سے راضی ہوتے ہیں۔ ایک وہ ہیں کو جلد غصہ میں آتے ہیں اور جلد راضی ہو جاتے ہیں۔ یہ اول الذکر کی ضد ہیں تم میں بہتر وہ شخص ہے جو دیر میں خفا ہو اور جلد راضی ہو جائے اور بدتر وہ ہے جو جلد خفا ہوتے ہیں اور دیر میں راضی ہوتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ آپ ﷺ مجھے نصیحت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ غصہ نہ کیا کرو۔ اس نے کئی بار عرض کیا اور آپ ﷺ بار بار یہی فرماتے رہے کہ غصہ نہ کیا کرو۔

ایک دوسری روایت میں حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی فیصلہ کرنے والا (ثالث) دو آدمیوں کے درمیان غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے۔

(صحیح البخاری)

ریا کاری

ریا کار اپنے ظاہر کی خوب صفائی کرتا ہے اور اس کا باطن انتہائی غلیظ رہتا ہے۔ دل میں نفاق، جھوٹ، کفر اور دوسرے برائیاں بھری ہوئی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ وَإِن يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ O

(سورۃ المنافقون ۔ ۴)

اور جب تم ان (کے تناسب اعضاء) کو دیکھتے ہو تو ان کے جسم تمہیں (کیا ہی) اچھے معلوم ہوتے ہیں اور جب وہ گفتگو کرتے ہیں تو تم ان کی تقریر کو توجہ سے سنتے ہو (مگر فہم وادراک سے خالی) گویا لکڑیاں ہیں جو دیوار سے لگائی گئی ہیں (بزدل ایسے کہ) ہر زور کی آواز کو سمجھیں (کہ) ان پر (بلا آئی) یہ (تمہارے) دشمن ہیں ان سے بے خوف نہ رہنا اللہ ان کو ہلاک کرے یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں۔

مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! منافقوں کی بہت سی علامات ہیں جن سے وہ پہچان لئے جاتے ہیں۔ ان کا سلام لعنت ہے، ان کی خوراک لوٹ مار ہے، ان کا مال غنیمت حرام مال اور خیانت ہے، وہ مسجدوں کے

قریب جانا ناپسند کرتے ہیں، وہ نمازوں کے لئے آخر وقت میں آتے ہیں، تکبر اور نخوت والے ہوتے ہیں، نرمی اور سلوک، تواضع اور انکساری سے محروم ہوتے ہیں، نہ خود اچھے کام کریں اور نہ دوسروں کو کرتا ہوا پسند کریں، رات کی لکڑیاں اور دن کے شوروغل کرنے والے ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ دن کو خوب کھانے پینے والے اور رات کو خشک لکڑی کی طرح پڑے رہنے والے ہیں۔

کوئی اچھا کام لوگوں کو دکھلاوے کے لئے کرنے کو جس میں لوگوں کی نظر میں اپنی قدرومنزلت چاہنے کو ریاکاری کہتے ہیں۔ اس کا تعلق ان چیزوں سے ہے جو نیکی اور عبادت کے ظاہری عمل ہوتے ہیں۔ جس میں مال، علم، ہنر اور کسی کام کی مہارت کی قسمیں بھی شامل ہیں۔ اپنی پاکبازی اور عبادات میں ریا کرنا سخت ترین گناہ ہے جو شرک کے قریب ہے۔ یہ خطرناک بیماری اکثر عبادت گزار لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ مثلاً اپنی عبادات کا ذکر لوگوں سے کرنا یا صدقہ وخیرات کرنے کے بعد لوگوں سے تعریف کا خواہش مند ہونا۔ اللہ تعالیٰ کے واجب کئے ہوئے احکام کو اس کے وقت اور جگہ کے مطابق کرنا اور دیکھنے اور نہ دیکھنے والوں کی پروانہ کرنا ریاکاری نہیں ہے اس میں نیت رضائے الٰہی ہونی چاہیے۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

فَوَيۡلٌ لِّلۡمُصَلِّيۡنَ ☆ الَّذِيۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ ☆
الَّذِيۡنَ هُمۡ يُرَاءُوۡنَ ☆

(سورۃ الماعون۔ 4-6)

ایسے نمازیوں کی خرابی ہے۔ جو نماز کی طرف سے غافل رہتے ہیں۔
جو ریا کاری کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا کہ تو نے اطاعت کی۔ وہ جواب دے گا کہ میں نے اللہ کی راہ میں اپنی جان فدا کی اور جہاد میں مارا گیا۔ اللہ تعالیٰ کہے گا کہ تو نے جھوٹ کہا، جہاد تو اس واسطے تو نے کیا کہ لوگ کہیں کہ فلاں شخص بہت بہادر ہے۔ پس حکم ہو گا کہ اس کو دوزخ میں لے جاؤ۔ اس کے بعد دوسرے شخص کو لایا جائے گا اور اس سے دریافت کیا جائے گا تو نے کیا اطاعت کی۔ وہ کہے گا کہ جو کچھ مال میرے پاس تھا وہ میں نے تیری راہ میں خرچ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو جھوٹ بولتا ہے تو نے اس واسطے خرچ کیا تا کہ لوگ تجھے سخی کہیں اور حکم ہو گا کہ اسے دوزخ میں لے جاؤ۔ پھر ایک اور شخص لایا جائے گا اس سے پوچھا جائے گا کہ تو نے اطاعت کی۔ وہ جواب دے گا میں نے علم حاصل کیا، قرآن کا علم سیکھا، اس کے حاصل کرنے پر بہت محنت کی اور لوگوں کو سکھایا۔ حق تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹ کہتا ہے تو نے علم اس لئے حاصل کیا کہ لوگ تجھے عالم کہیں اور اس کو بھی دوزخ میں لے جاؤ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اپنی امت کے معاملہ میں کسی چیز سے اتنا

نہیں ڈرتا جتنا ان کے چھوٹے شرک سے۔ لوگوں نے دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ ! وہ کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ریا۔ قیامت کے دن حق تعالیٰ فرمائے گا! اے ریاکارو! تم ان لوگوں کے پاس چلے جاؤ جن کے دکھانے کے لیے تم میری عبادت کرتے تھے اور اپنے عمل کی جزا ان سے مانگو۔

حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس عمل کو جس میں ذرہ برابر بھی ریا شامل ہو گی حق تعالیٰ قبول نہیں فرمائے گا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا! ریاکار کی تین علامات ہیں۔ ایک یہ کہ خلوت میں کاہل ہوتا ہے اور لوگوں کے سامنے چست و چالاک ہوتا ہے۔ دوسرا یہ کہ جب اس کی تعریف کی جاتی ہے تو بڑھ چڑھ کر عبادت کرتا ہے۔ تیسرا یہ کہ ملامت اور تنبیہ پر اپنے عمل کو کم کر دیتا ہے۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ پہلے لوگ اس عمل پر ریا کرتے تھے جو انہوں نے کئے ہوتے تھے، اب لوگ اس عمل پر ریا کرتے ہیں جو انہوں نے کئے بھی نہیں ہوتے۔

ریاکاری صرف زبان سے نہیں ہوتی بلکہ اس کے اظہار کے اور بہت سے طریقے ہیں مثلاً بدن کو ایسا رکھے جس سے ظاہر ہو کہ بہت تھکا ہوا ہے اور رات کا جاگا ہوا ہے۔ لوگ یہ سمجھیں کہ رات کو بہت عبادت کرتا ہے۔ بعض لوگ اپنی وضع قطع ایسی بناتے ہیں مصنوئی طور پر دھیمی آواز میں بات کرنا، ماتھے پر سجدہ کے نشان کو برقرار رکھنا ایسی حالت بنانا جس سے دوسرے سمجھیں کہ یہ وجد یا فکر کی کیفیت میں ہے۔ بعض لوگ اپنے پہناوے سے ریاکاری کرتے ہیں عجیب قسم کا

لباس پہنتے ہیں تا کہ لوگ صوفی، مجذوب یا پہنچا ہوا سمجھیں۔ بعض لوگ بولنے میں ریا کاری کرتے ہیں اس طرح بات کریں گے کہ سامنے والا سمجھے کہ یہ بہت بڑے عالم یا بہت بڑے درویش یا بزرگ ہیں۔ بعض لوگ اپنے عمل سے ریا کاری کرتے ہیں مثلاً اگر نماز پڑھ رہے ہوں اور ان کو احساس ہو جائے کہ کوئی ان کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ رہا ہے تو پھر بہت خشوع وخضوع سے رکوع وسجود کرنے لگتے ہیں یا اور کوئی نیک کام کر رہے ہوں تو اس میں ایک دم سے نکھار پیدا ہو جاتا ہے۔

حضرت جندبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس نے شہرت کی خواہش سے کوئی کام کیا اللہ تعالیٰ اس کو شہرت عطا کر دے گا اور جس نے دیکھاوے کی غرض سے کوئی کام کیا تو اللہ اس کی نمود کر دے گا۔ (صحیح البخاری)

حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ تمہاری صورتوں اور تمہارے مال ومتاع کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔ یعنی اس میں کتنا اخلاص اور یقین ہے، اور ریا اور نفاق سے کتنا پاک ہے۔ (اسی کے مطابق جزا وسزا کا دار ومدار ہے)۔ (صحیح المسلم)

اس کا علاج بڑی کوشش اور محنت سے ہوتا ہے۔ کیونکہ جب یہ مرض انسان کے نفس کو پکڑ لیتا ہے تو اس کا علاج دشوار ہو جاتا ہے۔ یہ مرض انسان کے اندر غیر محسوس طور سے داخل ہوتا ہے اور بعض اوقات انسان اس بات کا انکار کرتا ہے کہ اس کے اندر یہ مرض موجود ہے اور اس کو احساس بھی نہیں ہوتا۔

اس کا علاج یہ ہے کہ جب اللہ کی عبادت کرے تو سوچے کہ اگر میں اللہ کو نہیں دیکھ رہا لیکن اللہ تعالیٰ تو مجھے دیکھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور عظمت کا خیال رہے گا تو مخلوق کا خیال نہیں آئے گا۔ اس سلسلہ میں مراقبہ کرنے سے بڑی مدد ملتی ہے۔ تھوڑی دیر تنہائی میں بیٹھ کر آنکھیں بند کر کے اللہ کا تصور کرے کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے تو اللہ کا نور دل میں داخل ہو جائے گا اور اس بیماری سے نجات مل جائے گی۔ اہل اللہ کی صحبت اور ان سے اصلاحی تعلق پیدا کئے بغیر اس بیماری سے نجات حاصل کرنا انتہائی مشکل ہے۔ حبِ جاہ کو دل سے نکال دیں یہی ریا کاری کی اصل جڑ ہے۔

حضرت خواجہ مجذوبؒ نے شعر میں فرمایا!

وہ ریا جس پر تھے زاہد طعنہ زن　　　پہلے عادت پھر عبادت بن گئی

عُجب

اپنی صلاحیتوں اور کمال کی نسبت اپنی طرف کرنا اور اپنے آپ کو دوسروں سے اچھا سمجھ کر اترانے کو عجب کہتے ہیں چاہے وہ دوسروں کو حقیر نہیں سمجھ رہا ہو۔ جب انسان اپنے آپ کو اچھا سمجھنے لگتا ہے تو اس کو اپنی بُرائی نظر نہیں آتی اس لئے اس کی اصلاح کی طرف توجہ نہیں جاتی۔ کسی چھوٹے سے چھوٹا گناہ کو بھی حقیر نہیں سمجھنا چاہیے معلوم نہیں کس گناہ پر اللہ کی پکڑ ہو جائے۔ اور دوسروں کو گناہ یا عیبوں کی وجہ سے حقیر نہ جانو معلوم نہیں وہ کس وقت اللہ سے معافی اور توبہ کر لے اور اللہ اسے معاف کر دے۔ جس طرح نتیجہ آنے سے پہلے کوئی طالبعلم اپنے آپ کو کامیاب سمجھے تو وہ بیوقوف ہے، اسی طرح روزِ حشر میں فیصلہ ہونے سے پہلے اپنے آپ کو دوسروں سے افضل سمجھنا بھی حماقت ہے۔ دوسروں کی طرف سے بے جا تعریف سن کر اترانے والا بیوقوف انسان ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ اپنے عیبوں کو سوچے اور ان کو دور کرنے کی کوشش کرے اور اگر اپنے اندر کوئی ایسی خوبی دیکھے جو دوسروں میں نہیں ہو تو اس پر اللہ کا شکر ادا کرے۔ اپنی کثرتِ عبادت پر بھی یہ سوچے کہ یہ صرف اور صرف اللہ کی توفیق سے ہی ممکن ہوئی ہے۔ یہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے اپنے سامنے کھڑے ہو کر التجا کرنے کا موقع دیا۔

وہ لوگ جو فخر کرتے ہیں اپنی زبان سے اپنی تعریف کرتے ہیں خود کو صاحبِ کشف سمجھنے لگتے ہیں۔ ان میں جو زیادہ عبادت گزار ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ فلاں شخص کی کیا حقیقت ہے اس کی عبادت تو کچھ نہیں ہے۔ میں بہت روزے رکھتا

ہوں راتوں کو جاگ کر عبادت میں گزارتا ہوں۔ ہر روز قرآن ختم کرتا ہوں جو مجھ سے بڑائی جتلائے گا ہلاک ہو جائے گا۔ دیکھو! فلاں شخص نے مجھے ستایا تھا اس نے اپنے کیئے کی سزا پائی۔ اس کا گھر بار بال بچے سب برباد ہو گئے۔ کبھی نیکیوں میں اپنے آپ کا دوسروں سے مقابلہ کرتا ہے۔ اگر دوسروں کو تہجد کی نماز پڑھنے کا معلوم ہونے پر یہ بھی ان سے زیادہ پڑھتا ہے کہ اپنی برتری ظاہر کرے۔ اسی طرح دوسری عبادات میں بھی مقابلہ میں زیادہ کرتا ہے۔ دوسرے عالم کو کمتر ظاہر کرنے کے لئے کہتا ہے کہ معلوم نہیں ان کا استاد کون ہے۔ چند مشکل عبارات اور باتیں یاد کر کے دوسروں پر اپنی علمیت کا رعب جماتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی نظر میں اپنی کتنی بھی قدر و منزلت سمجھے اور اللہ کی نظر میں اس کی قدر نہ ہو وہ عالم نہیں بہت بڑا جاہل ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے!

وَمِنَ النَّاسِ مَن يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلَى مَا فِي قَلْبِهِ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ ☆

(سورۃ البقرہ۔204)

اور کوئی شخص تو ایسا ہے جس کی گفتگو دنیا کی زندگی میں تمہیں دلکش معلوم ہوتی ہے اور جو اُس کے دل میں ہے اس اللہ کو گواہ بناتا ہے حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے۔

بہت سے لوگوں میں اپنے نسب پر بہت گھمنڈ ہوتا ہے۔ اس نسب کے ہونے میں ان کا کوئی کمال نہیں ہوتا لیکن وہ اپنی بیوقوفی کی وجہ سے دوسروں کو کمتر سمجھنے لگتے ہیں۔ ایک وجہ دوسروں کو کمتر سمجھنے کی حسن و جمال بھی ہے۔ بعض اوقات اس وجہ سے بھی کچھ لوگ دوسروں کو کمتر سمجھنے لگتے ہیں۔ اور دوسروں کو ان کی رنگ، قد اور نقش کی بنیاد پر مذاق اڑاتے ہیں۔ ایک سبب مال کی زیادتی بھی ہے جس کی وجہ سے وہ غریبوں کو حقیر جانتے ہیں۔ غلط طریقوں سے کمائی ہوئی دولت فلاحی کاموں میں خرچ کرتے ہیں مسجدوں اور مدرسوں کی تعمیرات پر خرچ کرتے ہیں، تختیوں پر اپنے نام لکھواتے ہیں۔ اگر چہ یہ دولت حلال کاموں میں خرچ ہو رہی ہوتی ہے لیکن اس کا مقصد صرف اپنی بڑائی جتلانا ہوتا ہے۔ کچھ لوگوں کو اپنی طاقت کا بھی ناز ہوتا ہے جس کو وہ کمزور لوگوں پر جتلاتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں بخل، حرص اور خود پسندی (عجب)۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور اتراتا ہوا چلتا ہے وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر سخت غضبناک ہوگا۔ (مسند احمد)

حضرت عدی بن حاتمؓ روایت کرتے ہیں کہ صحابہؓ میں سے جب کسی کی منہ درمنہ تعریف کی جاتی تو وہ کہہ دیتے کہ اے اللہ! جو یہ لوگ کہتے ہیں اس پر میری گرفت نہ کرنا اور جو میری کمزوریاں ہیں یہ نہیں جانتے ان کو معاف فرما۔ (الادب المفرد)

غرور وتکّبر

غرور وتکبر یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو علم میں، مال و دولت میں، حسب ونسب میں اور عبادت و دینداری وغیرہ میں دوسروں سے اعلیٰ سمجھے اور دوسروں کوحقیر جانے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکّبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ (بخاری)

لوگوں کوحقیر سمجھنا اور حق بات کو قبول کرنے سے اعراض وانکار کرنے کو تکبر کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کبریائی میری خاص چادر ہے جس نے اس میں شریک ہونے کی کوشش کی میں اس کو ماردوں گا۔ جو شخص اپنے دل میں اور اللہ کی نظر میں اپنے آپ کو کمتر اور حقیر سمجھتا ہے تو اللہ اس کو لوگوں کی نظر میں بلندی اور عزت عطا فرماتا ہے اور جو شخص اپنے آپ کو اپنی نظر میں بڑا سمجھتا ہے اور لوگوں کے سامنے اپنی بڑائی بیان کرتا رہتا ہے تو وہ لوگوں کی نظر میں ذلیل کردیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن تکبر کرنے والے کو چیونٹیوں کی شکل میں اٹھائے گا لوگ ان کو اپنے پیروں کے نیچے سے روندیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ذلیل وخوار ہوں گے۔ تکبر انسان کے اندر خود پسندی اور نخوت پیدا کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے جس کی وجہ سے اسے دوسروں سے بغض، عداوت اور حسد ہونے لگتا ہے اور غصہ اور غیبت کی بیماری کو فروغ ملتا ہے۔ تکبر نعمتوں کے سلب ہونے کا سبب بنتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ انسان کا یہ بڑا گناہ ہے کہ جب اس سے کہا جائے کہ خدا سے ڈرو تو وہ جواب میں کہے کہ تم اپنی فکر کرو۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا داہنے ہاتھ سے کھا، اس نے کہا میں نہیں کھا سکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ہاں، تو نہیں کھا سکتا اس کے بعد اس کا ہاتھ ایسا ہو گیا کہ پھر جنبش نہ کر سکا۔ حضور اکرم ﷺ نے یہ کلمہ اس لئے کہا کیونکہ آپ ﷺ کو معلوم ہو گیا تھا کہ یہ جملہ اس نے تکبر سے کہا تھا۔

اس کا علاج یہ ہے کہ اپنی حقیقت کو پہچانے کہ میں مٹی اور ناپاک پانی سے پیدا کیا گیا ہوں اور یہ تمام خوبیاں اور نعمتیں اللہ تعالیٰ نے دی ہیں۔ دنیاوی مرتبہ میں اپنے سے چھوٹے آدمی کو سلام کرنے میں پہل کرے اس سے نفس پر چوٹ پڑے گی اور اس کی اصلاح ہو گی۔ اپنے گناہوں اور عیبوں پر نظر رکھے اور دوسرں پر تنقید اور تبصرے کرنے سے بچے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں سورۃ البقرہ کی آیت 87 میں ارشاد فرماتا ہے۔

أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ ☆

(سورۃ البقرہ۔ 87)

توجب کوئی پیغمبر تمہارے پاس ایسی باتیں لے کر آیا جن کو تمہارے نفس پسند نہیں کرتے تھے تو تم سرکش ہو جاتے رہے اور ایک گروہِ (انبیاء)

کو تو جھٹلاتے رہے اور ایک گروہ کو قتل کرتے رہے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت قاضی ثناءاللہ پانی پتیؒ اپنی تفسیرِ مظہری میں تحریر فرماتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کے حوالے سے فرماتا ہے کہ انہوں نے ایمان لانے کے بعد رسولوں کی اتباع کرنے سے تکبر کیا۔ بعض انبیاء کرام کو جھٹلایا جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام (کو قتل کرنے کی کوشش کی) وغیرہ اور بعض انبیاء کو قتل کیا جیسے حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام وغیرہ۔ اس بات کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ یہ لوگ پہلے بھی انبیاء کرام کو قتل کرتے تھے اور اب رسول اللہ ﷺ کے بھی قتل کے درپے تھے اور مختلف طریقوں سے کوششیں کرتے رہتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ پر جادو کیا گیا، زہر دے کر شہید کرنے کی کوشش کی گئی، تمام واقعات کو ملا کے رسول اللہ ﷺ پر اٹھارا قاتلانہ حملے کیئے گئے تھے۔

قرآنِ کریم میں ارشاد ہے!

وَقَالَ مُوسَى إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُم مِّن كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ○

(سورۃ غافر۔27)

موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ میں ہر متکبر سے جو حساب کے دن

(یعنی قیامت) پر ایمان نہیں لاتا اپنے اور تمہارے پروردگار کی پناہ لے چکا ہوں۔

حضرت سلمہ بن اکوع ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کوئی شخص اپنے نفس کو برابر کھینچتا رہتا ہے (یعنی نفسانی خواہشات پر چلتا ہے) یہاں تک کہ اس کا نام سرکشوں (یعنی ظالم اور متکبر) میں لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جو چیز دنیا اور آخرت کی آفت و بلا سرکشوں کو پہنچتی ہے وہی اس شخص کو بھی پہنچتی ہے۔

(رواہ الترمذی)

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنے نفس کے دھوکہ میں پڑ کے خود بینی اور خودستائی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اپنے آپ کو اپنے اصل مرتبہ و مقام سے اوپر اٹھا کر بڑے مرتبہ و مقام تک پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ نفس اس کو جس طرح مصنوئی بڑائی کی طرف بہکاتا ہے۔ وہ بہکتا رہتا ہے۔ نفس جدھر لے جاتا ہے ادھر چل پڑتا ہے۔ نفس پر قابو پانے کے بجائے خود نفس کے قابو میں ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ تکبر اور سرکشی میں پوری طرح مبتلا ہو جاتا ہے اور اس کے لئے دنیا اور آخرت کا وہ عذاب مقدر ہو جاتا ہے جو سرکشوں کے لئے مخصوص ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس کے دل میں رائی کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ بہشت میں نہیں جائے گا۔ ایک شخص نے کہا کہ انسان تو یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا، جوتا اچھا ہو۔ نبی کریم

ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ اپنی نعمتوں کا اثر اپنے بندوں پر دیکھنا چاہتا ہے جبکہ بوسیدگی اور تنگ حالی کو ناپسند کرتا ہے۔ تکبر یہ نہیں بلکہ حق کا انکار اور لوگوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنا تکبر ہے۔ (رواۃ المسلم)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا!

اے اللہ! تو اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ غضب ناک کس پر ہوتا ہے۔

فرمایا! اے موسیٰ (علیہ السلام)! جو دل میں تکبر رکھتا ہو۔ جس کی زبان گندی ہو۔ جس کا یقین کمزور ہو اور ہاتھ بخیل ہو۔ (تنبیۃ الغافلین)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

محشر کے روز تین لوگوں کے ساتھ اللہ کلام نہیں فرمائے گا، نہ ہی ان کی طرف دیکھے گا بلکہ وہ دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

۱) بوڑھا زانی

۲) جھوٹ بولنے والا حکمران

۳) مفلس متکبر

بدعہدی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! وعدہ قرض کی طرح ہے یعنی اس کے خلاف کرنا درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وَاذْكُرْ فِى الْكِتَابِ إِسْمَاعِيْلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولاً نَّبِيّاً☆

(سورہ مریم۔54)

اور کتاب میں اسماعیل (علیہ السلام) کا بھی ذکر کرووہ وعدے کے سچے اور (ہمارے) بھیجے ہوئے نبی تھے۔

ایک صحابیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیع کی اور میں نے کہا کہ میں فلاں جگہ آپ ﷺ سے ملاقات کے لئے آؤں گا، میں بھول گیا تیسرے دن مجھے یاد آیا تو میں وہاں گیا تو آپ ﷺ وہاں میرے انتظار میں موجود تھے۔ آپ ﷺ فرمانے لگے، اے جوان میں تین دن سے تمہارے انتظار میں یہاں ہوں۔

قرآنَ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيْثَاقَهُمْ لَعنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً ☆

(سورۃ المائدہ۔13)

تو اُن لوگوں کے عہد توڑ دینے کے سبب ہم نے اُن پر لعنت کی
اور اُن کے دلوں کو سخت کر دیا۔

عہد دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک تو وہ عہد جو انسان ایک دوسرے سے کرتے ہیں، باہمی وعدے یا لین دین کے معاملات وغیرہ ان کا احترام کرنا اور ان کو نبھانا ہر مسلمان ہر واجب ہے۔ دوسرا عہد وہ ہے جو انسان نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا ہوا ہے کہ صرف اسی کی عبادت کرے گا جو " عہد الست " کہلاتا ہے۔ اس طرح وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی عہد کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے تمام احکامات کی پابندی کرے گا اور ان کو پورا کرے گا۔

مسلمانوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ عہد نہ پورا کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے گرفت ہو جاتی ہے۔ ایسا نہ کرو کہ عہد شکنی کر کے اپنے اوپر وبال آنے کا ذریعہ بن جاؤ۔

چغل خوری

وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ O

(سورۃ الھمزہ۔1)

ہر طعنہ زنی کرنے والے چغل خور کی ہلاکت ہے۔

هَمَّازٍ مَّشَّاءِۭ بِنَمِيمٍ (11) مَّنَّاعٍ لِّلۡخَيۡرِ مُعۡتَدٍ أَثِيمٍ (12)

(سورۃ القلم: ۱۱ ۔ ۱۲)

طعن آمیز اشارات کرنے والا ہے، چغلیاں کرتا پھرتا ہے، بھلائی سے روکتا ہے، ظلم وزیادتی میں حد سے زیادہ گزرنے والا ہے

حافظ ابن حجرؒ نے حضرت امام غزالیؒ کا قول نقل کیا ہے کہ عام طور پر چغل خوری کی تعریف یہ کی جاتی ہے کہ کسی کا قول اس شخص سے نقل کر دے جس کے بارے میں کہا گیا ہو اور وہ اس بات کو ناپسند کرتا ہو۔ مثلاً یہ کہہ دے کہ فلاں شخص تمہارے بارے میں یہ کہہ رہا تھا، لیکن چغل خوری کی حقیقت اسی پر منحصر نہیں ہے کہ جس چیز کا ظاہر کرنا برا ہو وہ ظاہر کردے خواہ اسے برا لگے جس نے کہا یا اسے جس کے بارے میں کہا گیا یا کسی تیسرے شخص کو، پھر یہ ضروری نہیں کہ اس کا اظہار صرف زبان سے ہی ہو بلکہ لکھ کر یا اشارے وکنایہ سے بتادے۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ چغلخور جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ چغلخوری مسلمانوں کے ہاں بالاتفاق حرام ہے، کتاب وسنت اور اجماع امت

میں اس کی حرمت پر واضح دلائل موجود ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیتیں اخنس بن شریق کے بارے میں نازل ہوئیں یہ لوگوں پر طعن کرتا تھا۔

ابن جریج کا قول ہے کہ یہ آیات ولید بن مغیرۃ کے بارے میں نازل ہوئیں یہ آپ ﷺ کی غیر موجودگی میں آپ ﷺ کی عیب جوئی کرتا تھا۔

حضرت حذیفہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! کہ چغلخور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ حضرت عبدالرحمان بن غنم اور حضرت اسماء بنتِ یزید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! اللہ کے سب سے اچھے بندے وہ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ یاد آ جائے اور اللہ کے بدترین بندے وہ ہیں جو چغل خوری کرتے ہیں اور دوستوں کے درمیان بُرائی ڈالتے ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک باغ (قبرستان) میں تشریف لائے تو دو قبروں سے آواز سنی جن کو اپنی قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان لوگوں پر بظاہر کسی بڑے گناہ پر عذاب نہیں ہو رہا۔ اگرچہ حقیقت میں وہ بہت گناہگار نہیں۔ ان میں ایک تو پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلخوری کرتا تھا۔ پھر ایک تر شاخ منگوائی اور اس کے دو ٹکڑے کیئے۔ ایک ٹکڑا ایک قبر پر اور دوسرا ٹکڑا دوسری قبر پر گاڑ دیا اور فرمایا! امید ہے کہ دونوں کے عذاب میں تخفیف کر دی جائے گی جب تک وہ خشک

نہ ہوں۔ (صحیح البخاری)

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص اپنی زبان کو بند رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے عیب کو ڈھانک لیتا ہے (یعنی جو شخص لوگوں کے عیب اور برائیوں کو چھپاتا ہے اور چغلخوریاں نہیں کرتا پھرتا تو اللہ بھی اس کے عیبوں پر پردہ ڈالتا ہے)۔ (مظاہر حق)

کسی کا عیب یا ایسا قول و فعل جس کو وہ چھپانا چاہتا ہو دوسروں پر ظاہر کرنا چغلی کہلاتا ہے جو کہ گناہِ کبیرہ ہے۔ چغلخوری یہی نہیں کہ ایک کی بات دوسرے سے کہہ دے بلکہ ایک شخص کے کسی کام یا بات کو کسی ایسے شخص کے سامنے ظاہر کرے جس سے اس کو تکلیف پہنچے۔ چاہے وہ اشارے کنائے سے ہی کیوں نہ ہو درست نہیں ہے۔ چغلخور فاسق ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فاسق کی بات کا ایک دم سے اعتبار نہیں کرنا چاہیئے۔

ایک شخص نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے کسی شخص کی چغلی کی تو انہوں نے فرمایا کہ ہم اس بات پر غور کریں گے اور اگر تو نے جھوٹ کہا تو تو ان لوگوں میں شامل ہے اور آیت (سورۃ الحجرات۔6) کا حوالہ دیا!

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَ كُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْماً بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ☆

مومنو! اگر کوئی بدکردار تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کرلیا کرو (مبادا) کہ کسی قوم کو نادانی سے نقصان پہنچادو پھر تم کو اپنے

کیئے پر نادم ہونا پڑے۔

(سورۃ الحجرات۔6)

بخاری شریف میں حضرت حدیفہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جنت میں چغلخور داخل نہیں ہوگا۔ حضرت خواجہ حسن بصری ؒ نے فرمایا کہ جو شخص دوسروں کا ذکر بُرائی سے تمہارے سامنے کرتا ہے وہ اسی طرح تمہارا ذکر دوسروں کے سامنے کرے گا اس سے بچو۔

حضرت مصعب بن زبیرؓ نے فرمایا کہ میرے نزدیک چغلی سننا چغلخوری سے بھی بدتر ہے کیونکہ اس کا سننا ایسا ہے گویا اس کی اجازت دینا۔

یحییٰ بن اکثم ؒ کا بیان ہے کہ چغل خور جادوگر سے بھی بُرا ہے۔ جو کام جادوگر ایک مہینے میں نہیں کرسکتا وہ کام چغل خور ایک لمحہ میں کر دیتا ہے اور یہ بھی کہ چغل خور کا کام شیطان کے کام سے بھی زیادہ مضر ہے۔ اس لئے کہ شیطان کا کام خیال اور وسوسہ کے ذریعہ ہوتا ہے جبکہ چغل خور کا کام مشاہدہ کے طور پر آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ☆ (سورۃ لہب۔4)

جو لکڑیاں لادھ کر لاتی تھی۔

اہلِ تفسیر میں سے اکثر نے لکھا ہے کہ حَطَبُ سے مراد چغلی ہے اور چغلی کو حَطَبُ اس لئے کہا کہ یہ دشمنی اور جھگڑے کا سبب ہے گویا یہ آگ کا ایندھن ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

جس کے پاس چغلی کی جائے اس کی ذمہ داری:

امام نووی ؒ فرماتے ہیں: جس کے پاس چغلی کی جائے کہ فلاں شخص تمہارے بارے میں ایسے کہہ رہا تھا یا تمہاری نقل اتار رہا تھا تو اسے چھ باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔

۱۔ چغل خور کی بات کی تصدیق نہ کرے کیونکہ وہ فاسق ہے اور فاسق کی خبر بلا تحقیق قبول کرنا جائز نہیں ہے۔

۲۔ اسے چغلی کرنے سے منع کرے، اس کے گناہ کو واضح کرے اور اسے نصیحت کرے۔

۳۔ ایسے شخص کو اللہ کے لئے ناپسند کرے کیونکہ وہ اپنی اس حرکت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ ہے۔ اور جو اللہ کے ہاں ناپسندیدہ ہے ان کو ناپسند کرنا واجب ہے۔

۴۔ اپنے غیر موجود بھائی کے بارے میں برا گمان نہ کرے۔

۵۔ اس چغلی کی وجہ سے تجسس اور کریدنہ شروع کردے۔

۶۔ جس کام سے چغل خور کو منع کر رہا ہے وہ کام خود نہ شروع کردے، نہ ہی اس کی چغلی آگے نقل کرے کہ فلاں نے ایسا کہا۔ اس طرح وہ خود چغل خور بن جائے گا۔ (شرح مسلم)

کفر

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان لوگوں کے بارے میں جو اس کے وجود، وحدانیت یا اس کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں کافر کہا ہے۔ ایمان کا اقرار اور کفر کا اظہار زبان سے کیا جاتا ہے اس لئے اس کو اس قدر تفصیل سے اور تسلسل سے بیان فرمایا ہے۔ کہیں تنبیہ کے طور پر، کہیں ترغیب کے طور پر، کہیں جنت کی بشارت کے ساتھ اور کہیں دوزخ کی ہولناک سزاؤں کا ذکر کر کے ارشاد فرمایا ہے۔ جس سے اس خطرناک بیماری کے نقصانات اور حساسیت کا پتہ دیتے ہیں۔

إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُواْ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لاَ يُؤْمِنُونَ ☆

(سورۃ البقرہ۔6)

بیشک جو لوگ کافر ہیں انہیں تم نصیحت کرو یا نہ کرو ان کے لئے برابر ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے☆

وَالَّذِيْنَ كَفَروا وَكَذَّبُواْ بِآيَاتِنَا أُولَـئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُونَ ☆

(سورۃ البقرہ۔39)

اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو وہ دوزخ میں جانے والے ہیں (اور) وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

وَقَالُواْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَل لَّعَنَهُمُ اللَّه بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلاً مَّا يُؤْمِنُونَ ☆

(سورۃ البقرہ۔88)

اور کہتے ہیں کہ ہمارے دل پردے میں ہیں (نہیں) بلکہ اللہ نے ان کے کفر کے سبب ان پرلعنت کر رکھی ہے پس یہ تھوڑے ہی ایمان لاتے ہیں۔

فَلَعْنَةُ اللَّه عَلَى الْكَافِرِيْنَ ☆

(سورۃ البقرہ۔89)

پس کافروں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

وَلِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ☆

(سورۃ البقرہ۔90)

اور کافروں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

قَالُواْ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ☆

(سورۃ البقرہ۔93)

کہنے لگے کہ ہم نے سن تو لیا لیکن مانتے نہیں

مَن كَانَ عَدُوًّا لِّلّهِ وَمَلآئِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللّهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِينَ ☆

(سورۃ البقرہ۔98)

جو شخص اللہ کا اور اُس کے فرشتوں کا اور اُس کے پیغمبروں کا اور جبریل کا اور میکائیل کا دشمن ہو تو ایسے کافروں کا اللہ تعالیٰ دشمن ہے۔

وَمَن يَتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالإِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاء السَّبِيلِ ☆

(سورۃ البقرہ۔108)

اور جس شخص نے ایمان (چھوڑ کر اس) کے بدلے کفر لیا وہ سیدھے رستے سے بھٹک گیا۔

قَالَ وَمَن كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلاً ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ☆

(سورۃ البقرہ۔126)

(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا کہ جو کافر ہوگا میں اس کو بھی کسی قدر فائدہ دوں گا (مگر) پھر اس کو (عذابِ) دوزخ کے (بھگتنے کے) لئے مجبور کر دوں گا اور وہ بُری جگہ ہے۔

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُواْ لِي وَلاَ تَكْفُرُونِ ☆

(سورۃ البقرہ۔152)

پس تم مجھے یاد کیا کرو میں تمہیں یاد کیا کروں گا اور میرا احسان مانتے رہنا اور ناشکری نہ کرنا۔

إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلآئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ ☆

(سورۃ البقرہ۔161)

جو لوگ کافر ہوئے اور کافر ہی مرے اُن پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور لوگوں کی سب کی لعنت ہے

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُواْ كَمَثَلِ الَّذِىْ يَنْعِقُ بِمَا لاَ يَسْمَعُ إِلاَّ دُعَاءً وَنِدَاءً صُمٌّ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لاَ يَعْقِلُونَ ☆

(سورۃ البقرہ۔171)

جو لوگ کافر ہیں ان کی مثال اُس شخص کی سی ہے جو کسی ایسی چیز کو آواز دے جو پکار اور آواز کے سوا کچھ سن نہ سکے (یہ) بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے کہ (کچھ) سمجھ ہی نہیں سکتے۔

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُواْ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِيْنَ آمَنُواْ وَالَّذِيْنَ اتَّقَواْ فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ

مَن يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ☆

(سورۃ البقرہ۔212)

اور جو کافر ہیں ان کیلئے دنیا کی زندگی خوشنما کر دی گئی ہے اور وہ مومنوں سے تمسخر کرتے ہیں لیکن جو پرہیزگار ہیں وہ قیامت کے دن اُن پر غالب ہوں گے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بے شمار رزق دیتا ہے۔

وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَـٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَأُولَـٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ☆

(سورۃ البقرہ۔217)

اور جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر کر (کافر ہو) جائے گا اور کافر ہی مرے گا تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں برباد ہو جائیں گے اور یہی لوگ دوزخ (میں جانے) والے ہیں جس میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ ☆

(سورۃ البقرہ۔254)

اور کفر کرنے والے لوگ ظالم ہیں۔

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوا أَوْلِیَآؤُهُمُ الطَّاغُوتُ یُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ أُولَئِکَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خَالِدُونَ ☆

(سورۃ البقرہ۔257)

اور جو کافر ہیں اُن کے دوست شیطان ہیں جو اُن کو روشنی سے نکال کر اندھیرے میں لے جاتے ہیں۔

یہی لوگ اہلِ دوزخ ہیں کہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَاللّٰهُ لَا یَهْدِیْ الْقَوْمَ الْکَافِرِیْنَ ☆

(سورۃ البقرہ۔264)

اور اللہ ایسے نا شکروں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ أَثِیْمٍ ☆

(سورۃ البقرہ۔276)

اور اللہ کسی ناشکرے گنہگار کو دوست نہیں رکھتا ہے۔

إِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوا لَن تُغْنِیَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُم مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا وَأُولَئِکَ هُمْ وَقُودُ النَّارِ ☆

(سورۃ آلِ عمران۔10)

جو لوگ کافر ہوئے (اس دن) نہ تو اُن کا مال ہی اللہ (کے عذاب) سے
اُن کو بچا سکے گا اور نہ اُن کی اولاد ہی (کچھ کام آئے گی) اور یہ لوگ
آتشِ (جہنم) کا ایندھن ہوں گے۔

قُل لِّلَّذِيْنَ كَفَرُواْ سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَى جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمِهَادُ☆

(سورۃ آلِ عمران۔12)

(اے پیغمبر) کافروں سے کہہ دو کہ تم (دنیا میں بھی) عنقریب مغلوب ہو جاؤ گے
اور (آخرت میں) جہنم کی طرف ہانکے جاؤ گے اور وہ بُری جگہ ہے۔

قُلْ أَطِيْعُواْ اللّهَ وَالرَّسُولَ فإِن تَوَلَّوْاْ فَإِنَّ اللّهَ لاَ يُحِبُّ الْكَافِرِيْنَ☆

(سورۃ آلِ عمران۔32)

کہہ دو کہ اللہ اور اُس کے رسول کا حکم مانو۔ اگر نہ مانیں تو اللہ بھی
کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُواْ بَعْدَ إِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُواْ كُفْراً لَّن تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَأُوْلَـئِكَ هُمُ الضَّآلُّونَ☆ إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُواْ وَمَاتُواْ

وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِم مِّلْءُ الأَرْضِ ذَهَباً وَلَوِ افْتَدَى بِهِ أُوْلَـئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ☆

(سورۃ آلِ عمران۔91-90)

جولوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے، پھر کفر میں بڑھتے گئے، ایسوں کی توبہ ہرگز قبول نہیں ہوگی اور یہ لوگ گمراہ ہیں۔ جولوگ کافر ہوئے اور کفر ہی کی حالت میں مرگئے وہ اگر (نجات حاصل کرنی چاہیں اور) بدلے میں زمین بھرسونا دیں تو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا ان لوگوں کو دردناک عذاب ہوگا اوران کی کوئی مدد نہیں کرے گا۔

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكْفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُواْ الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ☆

(سورۃ آلِ عمران۔106)

جس دن بہت سے منہ سفید ہوں گے اور بہت سے منہ سیاہ۔ تو جن لوگوں کے منہ سیاہ ہوں گے (اُن سے اللہ فرمائے گا کہ) کیا تم ایمان لاکر کافر ہوگئے تھے؟ پس (اب) اس کفر کے بدلے عذاب (کے مزے) چکھو۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُواْ لَن تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلاَ أَوْلاَدُهُم مِّنَ اللّهِ شَيْئاً وَأُوْلَـئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ☆

(سورۃ آلِ عمران۔116)

جولوگ کافر ہیں اُن کے مال اوراولا داللہ کے عذاب کو ہرگزنہیں ٹال سکیں گے اور یہ لوگ اہلِ دوزخ ہیں کہ ہمیشہ اُسی میں رہیں گے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوَاْ إِن تُطِيْعُواْ الَّذِيْنَ كَفَرُواْ يَرُدُّوكُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ فَتَنقَلِبُواْ خَاسِرِيْنَ☆ بَلِ اللّهُ مَوْلاَكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِيْنَ☆ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوبِ الَّذِيْنَ كَفَرُواْ الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُواْ بِاللّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَاناً وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ وَبِئْسَ مَثْوَى الظَّالِمِيْنَ☆

(سورۃ آلِ عمران۔151-149)

مومنو! اگرتم کافروں کا کہامان لوگےتو وہ تمہیں الٹے پاؤں پھیر (کرمرتد کر) دیں گے پھرتم بڑے خسارے میں پڑ جاؤ گے۔ (یہ تمہارے مددگارنہیں ہیں) بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار ہےاوروہ سب سے بہتر مددگار ہے۔ ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں تمہارا رعب بٹھادیں گے کیونکہ یہ اللہ کیساتھ شرک کرتے ہیں جس کی اُس نے کوئی بھی دلیل نازل نہیں کی اوراُن کا ٹھکانہ دوزخ ہے وہ ظالموں کا بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔

إِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُاْ الْكُفْرَ بِالإِيْمَانِ لَن يَضُرُّواْ اللّهَ شَيْئاً

وَلهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ☆ وَلاَ يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُواْ أَنَّمَا
نُمْلِىْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّأَنفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِىْ لَهُمْ لِيَزْدَادُواْ إِثْماً
وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ☆

(سورۃ آلِ عمران: 178-176)

جن لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر خریدا وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور اُن کو دردناک عذاب ہوگا۔ اور کافر لوگ یہ خیال نہ کریں کہ ہم اُن کو جو مہلت دیئے جاتے ہیں تو یہ اُن کے حق میں اچھا ہے (نہیں بلکہ) ہم اُن کو اس لئے مہلت دیتے ہیں کہ اور گناہ کرلیں آخر کار اُن کو ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا۔

لاَ يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُواْ فِىْ الْبِلاَدِ ☆
مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ☆

(سورۃ آلِ عمران:197-196)

(اے پیغمبر!) کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا تمہیں دھوکا نہ دے۔ (یہ دنیا کا) تھوڑا سا فائدہ ہے پھر (آخرت میں) تو اُن کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ ہے۔

وَلَكِن لَّعَنَهُمُ اللّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلاَ يُؤْمِنُونَ إِلاَّ قَلِيْلاً ☆

(سورۃ النساء۔46)

لیکن اللہ نے اُن کے کفر کے سبب اُن پر لعنت کر رکھی ہے
پس نہیں ایمان لاتے مگر تھوڑے۔

إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُواْ بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَاراً كُلَّمَا
نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُوداً غَيْرَهَا لِيَذُوقُواْ
الْعَذَابَ إِنَّ اللّهَ كَانَ عَزِيْزاً حَكِيْماً☆

(سورۃ النساء۔56)

جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا اُن کو ہم عنقریب آگ میں داخل کریں گے، جب اُن کی کھالیں گل (جل) جائیں گی تو ہم اور کھالیں بدل دیں گے تا کہ (ہمیشہ) عذاب (کا مزہ) چکھتے رہیں بیشک اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔

وَدُّواْ لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُواْ فَتَكُونُونَ سَوَاء فَلاَ
تَتَّخِذُواْ مِنْهُمْ أَوْلِيَاء حَتَّىَ يُهَاجِرُواْ فِيْ سَبِيْلِ اللّهِ فَإِن
تَوَلَّوْاْ فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدتَّمُوهُمْ وَلاَ
تَتَّخِذُواْ مِنْهُمْ وَلِيّاً وَلاَ نَصِيْراً☆

(سورۃ النساء۔89)

وہ تو یہی چاہتے ہیں کہ جس طرح وہ خود کافر ہیں (اسی طرح) تم بھی کافر ہو کر (سب) برابر ہو جاؤ۔ تو جب تک وہ اللہ کی راہ میں وطن نہ چھوڑ جائیں اُن میں سے کسی کو دوست نہ بنانا اگر (ترکِ وطن کو) قبول نہ کریں تو اُن کو پکڑ لو اور جہاں پاؤ قتل کر دو اور ان میں سے کسی کو اپنا رفیق اور مددگار نہ بناؤ۔

وَلِلّهِ مَا فِيْ السَّمَاوَاتِ وَمَا فِيْ الأَرْضِ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ أُوتُواْ الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنِ اتَّقُواْ اللّهَ وَإِن تَكْفُرُواْ فَإِنَّ لِلّهِ مَا فِيْ السَّمَاوَاتِ وَمَا فِيْ الأَرْضِ وَكَانَ اللّهُ غَنِيّاً حَمِيْداً☆

(سورۃ النساء۔131)

اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اُن کو بھی اور (اے محمد ﷺ!) تم کو بھی ہم نے حکمِ تاکیدی کیا ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو اور اگر کفر کرو گے تو (سمجھ رکھو کہ) جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے اور اللہ بے نیاز اور حمد و ثنا کا حقدار ہے۔

إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُواْ ثُمَّ كَفَرُواْ ثُمَّ آمَنُواْ ثُمَّ كَفَرُواْ ثُمَّ

ازْدَادُواْ كُفْراً لَّمْ يَكُنِ اللّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلاَ لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلاً☆

(سورۃ النساء۔137)

جولوگ ایمان لائے پھر کافر ہو گئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے گئے اُن کو اللہ نہ تو بخشے گا اور نہ سیدھا رستہ دکھائے گا۔

وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ مِنْهُمْ عَذَاباً أَلِيماً☆

(سورۃ النساء۔161)

اوران میں سے جو کافر ہیں ان کیلئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُواْ وَصَدُّواْ عَن سَبِيلِ اللّهِ قَدْ ضَلُّواْ ضَلاَلاً بَعِيداً☆ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُواْ وَظَلَمُواْ لَمْ يَكُنِ اللّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلاَ لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيقاً☆ إِلاَّ طَرِيقَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَداً وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللّهِ يَسِيراً☆

(سورۃ النساء۔169-167)

جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) اللہ کے رستے سے روکا وہ رستے سے بھٹک کر دُور جا پڑے۔ جو لوگ کافر ہوئے اور ظلم کرتے رہے اللہ اُن کو بخشنے والا نہیں اور نہ اُنہیں رستہ ہی دکھائے گا۔ ہاں دوزخ کا رستہ جس میں وہ ہمیشہ (جلتے) رہیں گے اور یہ (بات) اللہ کو آسان ہے۔

وَالَّذِیۡنَ کَفَرُواْ وَکَذَّبُواْ بِآیَاتِنَا أُوۡلَـئِکَ
أَصۡحَابُ الۡجَحِیۡمِ☆

(سورۃ المائدہ۔10)

اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ جہنمی ہیں۔

إِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُواْ لَوۡ أَنَّ لَهُم مَّا فِیۡ الأَرۡضِ جَمِیۡعاً وَمِثۡلَهُ
مَعَهُ لِیَفۡتَدُواۡ بِهِ مِنۡ عَذَابِ یَوۡمِ الۡقِیَامَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنۡهُمۡ
وَلَهُمۡ عَذَابٌ أَلِیۡمٌ☆

(سورۃ المائدہ۔36)

جو لوگ کافر ہیں اگر اُن کے پاس روئے زمین (کے تمام خزانے اور اس)
کا سب مال ومتاع ہو اور اس کیساتھ اسی قدر اور بھی ہوتا کہ قیامت کے
روز عذاب (سے چھٹکارا حاصل کرنے) کا بدلہ دیں
تو اُن سے قبول نہیں کیا جائے گا اور اُن کو دردناک عذاب ہوگا۔

تَرَى کَثِیۡراً مِّنۡهُمۡ یَتَوَلَّوۡنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُواْ لَبِئۡسَ مَا
قَدَّمَتۡ لَهُمۡ أَنفُسُهُمۡ أَن سَخِطَ اللّهُ عَلَیۡهِمۡ وَفِیۡ
الۡعَذَابِ هُمۡ خَالِدُونَ☆

(سورۃ المائدہ۔80)

تم ان میں سے بہتوں کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی رکھتے ہیں انہوں نے جو کچھ اپنے واسطے آگے بھیجا ہے بُرا ہے (وہ یہ) کہ اللہ ان سے ناخوش ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب میں (مبتلا) رہیں گے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوا وَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيْمِ ☆

(سورۃ المائدہ۔86)

اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ جہنمی ہیں۔

شرک

حضرت حدیفہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! یوں نہ کہا کرو کہ " اللہ تعالیٰ اور فلاں نے یوں چاہا"۔

یہ کہے کہ اللہ چاہے اور فلاں چاہے یا اگر اللہ اور فلاں ایسا نہ کرتا۔ ایسا کہنا جائز نہیں ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

إِنَّ اللّٰهَ لاَ يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْماً عَظِيماً☆

(سورۃ النساء۔48)

اللہ تعالیٰ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا اور گناہ جس کو چاہے معاف کردے اور جس نے اللہ کا شریک مقرر کیا اُس نے بڑا بہتان باندھا۔

شرک کرنے والا بغیر توبہ کے مر جائے تو اس کی کبھی بخشش نہیں ہوگی۔ شرک کے علاوہ دوسرے جو بھی گناہ ہیں جن کو چاہے گا اللہ معاف کر دے گا اور جن پر چاہے گا عذاب دے گا۔ شرک بہت ہی بڑا جرم ہے۔ اللہ نے پیدا کیا، اللہ ہی نے اس کو رزق دیا اور اللہ ہی نے اس کی تمام حاجات کو پورا کیا۔ مگر مشرک کی حماقت یہ ہے کہ وہ اللہ کے علاوہ دوسرے کا شکر گزار ہو رہا ہوتا ہے۔ دنیا میں بھی

کوئی شخص کسی چیز کا مالک ہو اور لوگ کسی اور کو اس کا مالک سمجھنے لگیں تو اس مالک کو کتنا ناگوار لگے گا۔ اللہ تعالیٰ نے بڑے سخت الفاظ میں شرک سے تنبیہ فرمائی ہے اور اس کی سخت ترین سزا کا ذکر کیا ہے کیونکہ کبریائی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ لاَ يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ وَمَن يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلاَلاً بَعِيداً☆

(سورۃ النساء۔116)

اللہ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا (اور گناہ) جس کو چاہے گا بخش دے گا اور جس نے اللہ کیساتھ شریک بنایا وہ رستے سے دُور جا پڑا۔

شرک، کفر اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ہر کام شیطان کے سمجھانے اور اس کے بتلائے ہوئے رستوں سے وجود میں آتا ہے۔ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تھا کہ آدم کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے مجھے مردود قرار دیا ہے تو میں بنی آدم سے اس کا بدلہ لوں گا۔ بنی آدم کا ایک بہت بڑا حصہ اپنی طرف لگا لوں گا اور تھوڑے ہی لوگ مجھ سے بچ سکیں گے۔ اکثر لوگوں کو اپنی اطاعت پر ڈال دوں گا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے اور ان کی نسل پھیلنے لگی۔ شیطان مردود بھی دنیا میں آ گیا جو اپنی اکڑ کی وجہ سے مردود ہو گیا تھا۔ اس نے انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی طرف ڈالنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت و توحید

سے ہٹا کر شرک اور کفر کی طرف لگا دیا۔ بتوں، انسانوں اور دوسری اشیاء کی پوجا کی طرف لگا دیا ۔ انتہا یہ کہ دیوتاؤں کے ساتھ ساتھ دیویوں کی بھی پوجا کروادی۔ لات، مناۃ اور عزیٰ یہ سب دیویاں تھیں۔ یہ سب شیطان کے بنائے ہوئے بت تھے جن کی لوگ پوجا کرتے تھے۔ شرک کرنے والے کی حق کو سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ کسی چیز کی بھی پوجا کر سکتا ہے۔ یہاں تک کہ قبروں کی بھی پوجا کی جانے لگی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ☆

(سورۃ المائدہ۔72)

(اور جان رکھو کہ) جو شخص اللہ کیساتھ شرک کرے گا اللہ اس پر جنت کو حرام کر دے گا اور اُس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

أَيُشْرِكُونَ مَا لاَ يَخْلُقُ شَيْئاً وَهُمْ يُخْلَقُونَ☆ وَلاَ يَسْتَطِيعُونَ لَهُمْ نَصْراً وَلاَ أَنفُسَهُمْ يَنصُرُونَ☆

(سورۃ الاعراف۔192-191)

کیا وہ ایسوں کو شریک بناتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے اور خود پیدا کئے جاتے ہیں۔ اور نہ ان کی مدد کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں۔

نفاق

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ
وَلَن تَجِدَ لَهُمْ نَصِيراً☆

(سورۃ النساء۔145)

کچھ شک نہیں کہ منافق لوگ دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں
اور تم اُن کا کسی کو مددگار نہ پاؤ گے۔

جس طرح ایمان اور کفر کی مختلف قسمیں اور صورتیں ہیں اسی طرح نفاق کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ ایک تو اعتقادی نفاق ہے یعنی بظاہر اللہ کی توحید، رسالت، فرشتے، حشر و نشر کے اعتقاد رکھنے کا دعویٰ کرنا مگر اندر اندر ان تمام کا انکاری ہونا۔ یہی وہ نفاق ہے جو رسول اللہ ﷺ کے دور میں تھا۔ اسی نفاق کو قرآنِ کریم نے کفر بھی کہا ہے اور اسی نفاق کے بارے میں وہ وعید آئی ہے کہ دوزخ میں منافقیں کا ٹھکانہ کافروں سے بھی نیچے ہے۔ رفتہ رفتہ یہ ہوا کہ ان منافقیں کی جو عادات، خصلتیں اور طور طریقے تھے وہ بھی نفاق ہی کہلانے لگے کیونکہ ان میں اکثر باتیں وہی ہیں جو انسان کی اخلاقی اور عملی زندگی کو داغدار کرتی ہیں، جو اسلام کی تعلیمات اور اعلیٰ انسانی قدروں کے منافی ہونے کی وجہ سے اسلام سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ جب مسلمانوں کی دینی زندگی میں زوال آیا تو انھوں نے ان باتوں کو اختیار کرنا شروع کر دیا جو منافقیں کیا کرتے تھے۔ علمائے دین نے اس کا نام

عملی نفاق رکھا۔

جن باتوں کے خلاف تنبیہ کرنا مقصود ہے وہ یہی عملی نفاق ہے۔ یعنی بات چیت میں جھوٹ کو اختیار کرنا، وعدہ کر کے پورا نہ کرنا، امانتوں میں خیانت کرنا ہے۔ مسلمانوں میں ان عادات کا پایا جانا انتہائی خطرناک بات ہے۔ ان بری عادات سے مسلمانوں کو ہوشیار رہنا چاہیے ورنہ آخرت میں سخت عذاب بھگتنا پڑے گا۔ (مظاہرِ حق)

صحیح البخاری میں حضرت ابو ہریرہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! قیامت کے دن لوگوں میں سب سے بُرا اللہ کے نزدیک وہ ہوگا جو دورخی ہو گا۔ اِس طرف آئے تو ایک چہرے کے ساتھ اور اُس طرف جائے تو دوسرے چہرے کے ساتھ۔ (یعنی جس کے پاس ہو اسی کی جیسی بات کرے)۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا چار باتیں جس کسی میں ہوں گی وہ خالص منافق ہے اور جس میں چار میں سے ایک بات بھی ہو۔ اس میں ایک بات نفاق کی ہے تاوقتیکہ چھوڑ نہ دے۔ (وہ چار باتیں یہ ہیں) کہ جب ان کو امین بنایا جائے تو خیانت کرے اور جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے ہو خلاف ورزی کرے اور جب لڑے تو بیہودگی کرے۔ (صحیح البخاری)

منافق کی نظر میں جان ایمان سے زیادہ قیمتی ہے۔ اس لئے اللہ کی راہ میں دینے سے کتراتا ہے اور مومن کو اللہ کی رضا مقصود ہوتی ہے وہ اللہ کے لئے جیتا

ہے اور اسی کے لئے مرتا ہے۔ اللہ کے لئے مرنے اور جان دینے سے اسے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔

منافق بظاہر اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں حالانکہ وہ نہیں سمجھ رہے ہوتے کہ اصل دھوکہ وہ خود کھا رہے ہیں کیونکہ اس نفاق کا وبال خود ان ہی پر پڑے گا۔ وہ ہر کام دوغلے پن سے کرتے ہیں جس کہ وجہ سے ہر وقت ان کو دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کہیں ہماری بات دوسروں کے سامنے کھل نہ جائے۔ منافق فریقین کے درمیان اعتبار کھو چکا ہوتا ہے کوئی بھی فریق اس پر بھروسہ نہیں کرتا چاہے وہ کتنی ہی قسمیں کھائے۔ مسلمانوں کو اس بات کی تنبیہ کی گئی ہے کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا راز داں نہ بناؤ لیکن منافق ہمیشہ کفار اور مشرکین کے ساتھ دوستی کا متمنی رہتا ہے کیونکہ اس کو اللہ کی ذات پر بھروسہ نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے تم لوگوں کو سزا دے کر کچھ نہیں ملتا۔ یہ سزا تمہارے ہی اعمال کا بدلہ ہوتی ہے۔ عذاب کا معاملہ تو تمہارے کفر و نفاق کا تقاضہ ہے جب تم اپنے آپ کو نفاق سے آزاد کر لو اور اپنے نفسوں کو پاک کر کے دنیا میں ایمان اور اللہ کی نعمتوں پر شکر اختیار کر و تو تم آزاد ہو گئے اور سلامتی والے ہو گئے ورنہ ایسی ہلاکت تم پر آئے گی کہ پھر ہمیشہ ہمیشہ کی جہنم تمہارا مقدر ہو گی۔

بددعا کرنا

لَّا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوٓءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَن ظُلِمَ
وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيعاً عَلِيماً (148)

(سورۃ النساء ۔۱۴۸)

اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ آدمی بدگوئی کے لئے زبان کھولے الّا یہ کہ کسی پر ظلم کیا گیا ہو اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور سننے والا ہے

اللہ تعالیٰ کسی کے لئے بددعا کرنا پسند نہیں کرتا اور نہ زبان سے کسی کو تکلیف دینا سوائے مظلوم کی بات ہے کیونکہ مظلوم کے لئے بلند آواز میں بددعا کرنا جائز ہے اور ظالم کی برائیوں کو بھی بیان کیا جا سکتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے بھلائی کی بات کرنی چاہئے یا خاموش رہے، اور جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ پہنچائے، اور جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ مہمان کی عزت کرے۔

(بخاری و مسلم)

حضرت سمرہ بن جندب ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! آپس میں اس طرح لعنت نہ کرو " تجھ پر اللہ کی لعنت ہو اور نہ غضب الٰہی نازل ہونے کی

بددعا کرو اور نہ دوزخ میں داخل ہونے کی بددعا کرو۔ (ترمذی)

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اپنی جانوں، اپنی اولاد اور اپنے مالوں کے لئے بددعا نہ کرو، ایسا نہ ہو کہ تم کسی مقبول گھڑی میں اللہ تعالیٰ سے کوئی بددعا کر بیٹھو اور وہ تمہاری بددعا قبول فرما لے۔

(صحیح مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص ہرگز کسی تکلیف کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے، اگر بہت مجبور ہو جائے اور دعا کرنا چاہے تو یوں دعا کرے، اے اللہ! جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لئے موت بہتر ہو تو مجھے موت دے دے۔

(مشکوٰۃ شریف)

عیب جوئی کرنا

حضرت معاذ بن انس ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص کسی مسلمان کو منافقت سے بچالے گا اللہ تعالیٰ اس کی مدد کو فرشتے بھیجے گا اور اسے قیامت کے دن دوزخ سے بچالے گا اور جو شخص کسی مسلمان پر ایسی بات لگائے جو اس پر عیب لگاتی ہو اور عیب لگانا ہی اس کا مقصد ہو تو اللہ تعالیٰ اہل دوزخ کے پل پر قید کردے گا یہاں تک کہ اس کی سزا پوری ہو جائے یا پھر وہ اسے راضی کرلے۔

(مشکوٰۃ شریف، سنن ابوداؤد)

حضرت عقبہ بن عامر ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جو شخص کسی مسلمان میں کوئی عیب دیکھے اور اسے چھپائے تو اس کا ثواب اس شخص کے برابر ہوگا جس نے زندہ دفن ہونے والی لڑکی کو بچایا۔

(مسند احمد، جامع ترمذی، مشکوٰۃ شریف)

حضرت زید ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کے پاس ایک شخص لایا گیا، لوگوں نے کہا یہ وہ شخص ہے جس کی داڑھی میں سے بھی شراب ٹپکتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے فرمایا! ہم اس بات سے منع کئے گئے ہیں کہ کسی کے عیبوں کی ٹوہ لگائیں اور اگر کوئی بات ظاہر ہو جائے تو ہم اس کا مواخذہ کریں۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت عمران بن خالد خزاعی ؒ کہتے ہیں کہ حضرت حسن ؒ نے فرمایا!

اے ابن آدم! بلاشبہ تم ایمان کی مٹھاس اور چاشنی کو اس وقت تک نہیں پا سکتے جب تک تم لوگوں کی عیب بینی ترک نہ کر دو، اور جب تک کہ تم اس عیب کو زائل کرنے کی ابتداء نہ کرو جو تمہارے اندر ہے۔ پھر جب عیب زائل ہو جائے تو اس کے بعد تو جو کام بھی کرو خالصتاً اپنے نفس کی اصلاح کے لئے کرو گے۔ ایسا آدمی اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام بندوں سے زیادہ محبوب بن جاتا ہے۔

فحش گوئی

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَن تُشْرِكُواْ بِاللّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَاناً وَأَن تَقُولُواْ عَلَى اللّهِ مَا لاَ تَعْلَمُونَ (33)

(سورۃ الاعراف ۔ ۳۳)

اے نبی (ﷺ)! ان سے کہو، میرے رب نے جو چیزیں حرام کی ہیں وہ تو یہ ہیں یعنی بے شرمی کے کام، خواہ وہ کھلے ہوں یا چھپے، اور گناہ اور حق کے خلاف زیادتی اور یہ کی اللہ کے ساتھ کسی ایسے کو شریک کرو جس کے لئے اس نے کوئی سند نہیں کی اور یہ کہ اللہ کے نام پر ایسی کوئی بات کہو جس کا تمہیں علم نہیں کہ حقیقت میں اسی نے فرمائی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ایسے شخص پر بہشت حرام ہوگی جو فحش گوئی کرے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا! دوزخ میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کے منہ سے نجاست نکلے گی اور اس کی بدبو سے تمام دوزخی فریاد کریں گے اور دریافت کریں گے کہ یہ کون لوگ ہیں۔ ان کو بتایا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو فحش گفتاری کو پسند کرتے تھے اور فحش کلامی کرتے تھے۔ شیخ ابراہیم بن میسرہ ؒ نے

کہا کہ جو کوئی فحش بات کہے گا اس کا منہ قیامت کے دن کتے کی طرح ہوگا۔
(کیمیائے سعادت)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو کوئی اپنے ماں باپ کو گالی دے اس پر لعنت ہو۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ایسا کون کرے گا۔ آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جو کوئی دوسرے کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے اس کے جواب میں وہ اس گالی دینے والے کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے تو یہ گالی اسی ہی کی طرف سے ہوئی۔ کسی مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور قتل کرنا کفر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مشرکین اور کفار کو بھی گالی دینے سے منع فرمایا ہے۔ اسی طرح کسی فرد یا قوم پر لعنت کرنے سے بھی منع فرمایا ہے، ہاں البتہ فعل پر لعنت کر سکتے ہیں جیسے کافروں اور ظالموں پر اللہ کی لعنت وغیرہ۔

حضرت عروہ بن زبیرؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بُرا آدمی وہ ہے کہ لوگ اس کو فحش گوئی کہ وجہ سے چھوڑ دیں۔ (صحیح البخاری)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! بندہ لاپرواہی میں اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی بات کو معمولی سمجھ کر کر دیتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ ستر سال کے لئے جہنم کی آگ میں جا گرتا ہے۔ (صحیح بخاری)

حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے ناپسندیدہ جھگڑالو انسان ہے۔ (صحیح مسلم)

کلام میں غفلت

حضرت حذیفہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کوئی شخص یہ نہ کہے کہ جو اللہ اور میں چاہوں بلکہ یوں کہے جو اللہ نے چاہا وہی میں نے چاہا۔ (ابوداؤد، سنن نسائی)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور گفتگو کے درمیان کہنے لگا جو اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) چاہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا! کیا تو مجھے اللہ کا شریک بناتا ہے، یوں کہہ جو اللہ واحدہٗ لاشریک چاہے۔ (نسائی، ابن ماجہ)

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اہل سنت کے مذہب کے مطابق جھوٹ یہ بھی ہے کہ کسی چیز کی خلاف واقعہ خبر دینا چاہے قصداً ہو یا نادانی میں ہو۔ کوئی ایسی بات اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کہنا جو ثابت نہ ہو گناہ کبیرہ ہے۔

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللّهِ كَذِباً لِيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ اللّهَ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (144)

(سورۃ الانعام ۔ ۱۴۴)

پھر اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا جو اللہ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرے تاکہ علم کے بغیر لوگوں کی غلط راہنمائی کرے۔ یقیناً اللہ ایسی لوگوں کو راہ راست نہیں دکھاتا۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللّٰهِ كَذِباً أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ إِنَّهُ لاَ يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ (21)

(سورۃ الانعام ۔ ۲۱)

اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹا بہتان لگائے یا اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو جھٹلائے، یقیناً ایسے ظالم فلاح نہیں پا سکتے۔

قُلْ إِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لاَ يُفْلِحُونَ(69)

(سورۃ یونس ۔ ۶۹)

کہہ دیجئے کہ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افتراء باندھتے ہیں وہ ہرگز فلاح نہیں پایا کرتے۔

حضرت جندب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! ایک آدمی نے کہا کہ واللہ! اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو نہیں بخشے گا، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کون ہے جو میرے اوپر قسمیں کھا رہا ہے کہ میں فلاں کو نہیں بخشوں گا۔ میں نے فلاں کو بخش دیا اور تیرے عمل ضائع کردئے۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا کہ مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ بعض باتوں کا بولنا آدمی کی دنیا و آخرت کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ (تفسیر بغوی)

بے جا مدح سرائی

بے جا مدح سرائی ناپسندیدہ عمل ہے اور اس میں غلو، ریا اور جھوٹ شامل ہو جاتا ہے۔

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تم میری تعریف میں مبالغہ نہ کرو جیسا کے نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کے بارے میں مبالغہ کیا۔ پس میں اللہ کا بندہ ہی ہوں لہٰذا تم میرے بارے میں یوں کہو کہ آپ (ﷺ) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ (بخاری و مسلم)

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا جس قدر بھی کی جائے کم ہے اس کے ذات پاک تمام صفات کمالیہ کی جامع ہے۔ سید الاولین والاخرین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ سب سے افضل اور اکرم ہیں، آپ ﷺ کی تعریف کرنا بہت بڑی سعادت ہے۔ حضور اقدس ﷺ کی مدح و نعت بہت بڑے اجر و ثواب کی بات ہے لیکن اس میں حد سے آگے بڑھنا جائز نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری تعریف میں اتنا آگے نہ بڑھ جاؤ کہ توحید چھوڑ کر شرک میں مبتلا ہو جاؤ۔

حضرت حسنؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس شخص نے کسی ظالم کو عمر درازی کی دعا دی اس نے گویا اس خواہش کا اظہار کیا کہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں اس کی نافرمانی کا سلسلہ دراز رہے۔ ظالم و فاسق مذمت کا مستحق ہے تاکہ وہ اپنے ظلم اور فسق سے باز آئے، وہ تعریف کا مستحق نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فاسق کی تعریف کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔ (بیہقی)

حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جس نے اپنے بھائی کی تعریف اس کے منہ پر کی تو گویا اس کی گردن پر تیز چھری پھیر دی۔

حضرت ہمام بن حارثؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عثمانؓ کی مجلس میں ان کی تعریف شروع کر دی تو حضرت مقدادؓ اپنے گھٹنوں کے بل اوپر اٹھے اور اس مداح کرنے والے کے چہرے پر کنکریاں پھینکیں۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ حضرت مقدادؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے (منہ پر) مداح کرنے والوں کے چہروں پر مٹی ڈالنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دوسرے کی تعریف مبالغہ کے ساتھ کرتے ہوئے سنا تو آپ ﷺ نے فرمایا! تم نے اس کو ہلاک کر دیا یا اس کی کمر توڑ دی۔ (بخاری ومسلم)

ابن بطالؒ نے فرمایا کہ جو شخص کسی کی تعریف میں مبالغہ کرتے ہوئے وہ خوبیاں بھی بیان کرے جو اس میں نہ ہوں تو وہ شخص خود پسندی کا شکار ہو جائے گا۔ وہ یہ سمجھنے لگے گا کہ وہ اس مرتبہ کے لائق ہے اور اپنا عمل ضائع کر کے بیٹھ جائے گا۔ اس کے اندر مزید محنت کرنے کی جستجو ختم ہو جائے گی۔

دوغلہ پن

دوغلہ پن بھی چغلی کی ایک قسم ہے۔ ایسا شخص سب سے برا ہوتا ہے کیونکہ یہ منافق کی طرح لوگوں میں فساد پھیلانے کے لئے جھوٹ بولتا ہے اور باطل طریقے اختیار کرتا ہے۔ یہ ہر فریق کے پاس جا کر یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ ان کا ساتھی ہے اور دوسرے کا مخالف ہے۔ یہی جھوٹ، دھوکہ دینا اور دوسروں کے راز حاصل کرنا منافقین کا کام ہے۔ البتہ جو اصلاح کرنے کے لئے ان کے پاس جا کر ایسی بات کہتا ہے جس سے دوسرے کا فائدہ ہو اور دوسرے فریق کا عذر ان کے ہاں بیان کرتا ہو اور ان کی ناپسندیدہ باتوں کو چھپاتا ہو اور خیر سگالی کے جذبات ایک دوسرے تک پہنچاتا ہو تو یہ کام پسندیدہ اور اچھا عمل ہے۔ (فتح الباری)

دورخی زبان رکھنے والا شخص دو دشمنوں کی دشمنی سے خوب فائدہ اٹھاتا ہے۔ وہ جس سے ملتا ہے اسے اپنے خلوص اور حمایت کا یقین دلاتا ہے اور دوسرے فریق کو برا کہتا ہے۔ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ یہ شخص دو مخالف لوگوں سے ملے اور ان کو ایک دوسرے کے بارے میں بری بات کہنے سے بچا رہے۔

حضرت عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس شخص کے دنیا میں دو چہرے ہوں گے قیامت کے دن اس کے منہ سے آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

قیامت کے روز اللہ کے بندوں میں نہایت ہی برا دورخے شخص کو پاؤ گے کہ اِن سے سے کچھ کہتا ہے اور اُن سے سے کچھ کہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! سب سے برا دورخا انسان ہے جو ایک فریق کے پاس آ کر اس کی حمایت کرتا ہے اور پھر دوسرے کے پاس جا کر اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔ (صحیح بخاری)

ذاتی عیوب کا اظہار

حضرت ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرما رہے تھے: کھلے عام گناہ کرنے والوں کے سوا میری تمام امت معاف کر دی جائے گی۔ اظہار گناہ یہ بھی ہے کہ آدمی رات کو کوئی گناہ کرے اور صبح لوگوں سے کہے کہ رات کو میں نے یہ کام کیا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے پوری رات اس پر پردہ ڈالے رکھا اور یہ صبح اللہ تعالیٰ کا پردہ اپنے اوپر سے اتار دیتا ہے۔ (صحیح مسلم)

وعدہ خلافی کرنا

﴿ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْؤُولاً ﴾

(سورۃ بنی اسرائیل ۔ ۳۴)

اورتم اپنے وعدوں کو پورا کرو بے شک وعدے کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ O

(سورہ المؤمنون ۔ ۸)

جو اپنی امانتوں اور وعدوں کی حفاظت کرنے والے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! وعدہ قرض کی طرح ہے یعنی اس کے خلاف کرنا درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ
وَكَانَ رَسُولاً نَّبِيّاً☆

(سورہ مریم ۔ 54)

اور کتاب میں اسماعیل (علیہ السلام) کا بھی ذکر کرو وہ وعدے کے سچے
اور (ہمارے) بھیجے ہوئے نبی تھے۔

ایک صحابی ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیع کی (کسی

مال کا سودا کیا) اور میں نے کہا کہ میں فلاں جگہ آپ ﷺ سے ملاقات کے لئے آؤں گا میں بھول گیا تیسرے دن مجھے یاد آیا تو میں وہاں گیا تو آپ ﷺ وہاں میرے انتظار میں موجود تھے۔ آپ ﷺ فرمانے لگے، اے جوان میں تین دن سے تمہارے انتظار میں یہاں ہوں۔

قرآنَ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيْثَاقَهُمْ لَعنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً ☆

(سورۃ المائدہ ۔ 13)

تو اُن لوگوں کے عہد توڑ دینے کے سبب ہم نے اُن پر لعنت کی
اور اُن کے دلوں کو سخت کر دیا۔

مسلمانوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ عہد نہ پورا کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے گرفت ہو جاتی ہے۔ ایسا نہ کرو کہ عہد شکنی کر کے اپنے اوپر وبال آنے کا ذریعہ بن جاؤ۔

منافقین کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ میدانِ جنگ سے پیٹھ نہیں پھیریں گے اور نہ جنگ سے بھاگیں گے لیکن اس کے باوجود انہوں نے خلاف ورزی کی۔

انہوں نے ایک وعدہ یہ بھی کیا تھا کہ جب بھی اللہ نے ہمیں کچھ مال دیا تو اللہ کی راہ میں ضرور صدقہ کریں گے لیکن جب مال آیا تو نیت بدل گئی اور صدقہ نہ

کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اس کا کوئی ایمان نہیں جو ایمان دار نہیں اور اس کا کوئی دین نہیں جو اپنے وعدے کا پکا نہیں۔ (مسند احمد)

کسی مسلمان کو کافر کہنا

کسی مسلمان کو کافر کہنے کی معصیت اسی پر واپس لوٹے گی اور اپنے بھائی کو کمتر خیال کرنے کا گناہ و جرم بھی اس پر وارد ہو گا۔

جس کسی نے اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہا گویا اس نے اپنے آپ کو کافر کہا۔ جس کسی کو کسی نے غیر باپ کی طرف منسوب کیا تو اس نے بھی کفر کیا۔

گالی گلوچ کرنا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! مومن طعنے دینے والا، لعنت کرنے والا، فحش کلامی کرنے والا اور گالیاں دینے والا نہیں ہوتا۔ (جامع ترمذی)

ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ آپس میں دو گالی گلوچ کرنے والے جو کچھ بھی کہیں تو اس کا گناہ ابتداء کرنے والے پر ہے جب تک مظلوم زیادتی نہ کرے۔
(مسلم و ترمذی)

اگر بدلہ لینے والا اس پر جھوٹ باندھتا ہے تو دونوں مجرم ہیں اور دونوں میں نفاق موجود ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ایسے شخص پر بہشت حرام ہو گی جو فحش گوئی کرے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا! دوزخ میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کے منہ سے نجاست نکلے گی اور اس کی بدبو سے تمام دوزخی فریاد کریں گے اور دریافت کریں گے کہ یہ کون لوگ ہیں۔ ان کو بتایا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو فحش گفتاری کو پسند کرتے تھے اور فحش کلامی کرتے تھے۔ شیخ ابراہیم بن میسرہؒ نے کہا کہ جو کوئی فحش بات کہے گا اس کا منہ قیامت کے دن کتے کی طرح ہو گا۔
(کیمیائے سعادت)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو کوئی اپنے ماں باپ کو گالی دے اس پر لعنت ہو۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ایسا کون کرے گا۔ آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا! جو کوئی دوسرے کے ماں باپ کو گالی دیتا

ہے اس کے جواب میں وہ اس گالی دینے والے کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے تو یہ گالی اسی کی طرف سے ہوئی۔ کسی مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور قتل کرنا کفر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مشرکین اور کفار کو بھی گالی دینے سے منع فرمایا ہے۔ اسی طرح کسی فرد یا قوم پر لعنت کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ ہاں البتہ فعل پر لعنت کر سکتے ہیں جیسے کافروں اور ظالموں پر اللہ کی لعنت وغیرہ۔

حضرت عروہ بن زبیر ؓ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بُرا آدمی وہ ہے کہ لوگ اس کو فحش گوئی کہ وجہ سے چھوڑ دیں۔ (صحیح البخاری)

حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میرے صحابہ ؓ کو گالی نہ دو۔ پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ جتنا سونا خرچ کرے تو میرے صحابہ ؓ کے ایک مد یا نصف مد (پیمانہ) کے برابر ثواب حاصل نہیں کرسکتا۔ (صحیح مسلم)

حضرت امام نووی ؒ نے فرمایا کہ صحابہ کرام ؓ کو گالی دینا حرام ہے جیسا کہ بے حیائی کے تمام کام حرام ہیں خواہ ان میں سے کوئی فتنہ میں مبتلا ہوا ہو کیونکہ انہوں نے جنگوں میں اجتہاد کرتے ہوئے شرکت کی تھی اور صحیح مقصد حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کی تھی۔

طنز و طعنہ زنی

مسلمانوں کو طرح طرح کا مذاق اور طعنہ دینا منافقین کا کام ہے۔ نبی کریم ﷺ کے دور میں بھی منافقین یہ کام کیا کرتے تھے۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں زیادہ خرچ کرتے تھے تو یہ کہتے تھے کہ یہ لوگ ریا کار ہیں اور جو محنت مزدوری کر کے تھوڑی سی رقم یا چند کھجوریں اللہ کی راہ میں دیتا تھا تو یہ اس کا ہنسی مذاق اڑاتے تھے کہ یہ چند کھجوروں سے روم فتح کریں گے۔ آج کل کے دور میں بھی دین پر عمل کرنے والوں کو طرح طرح کے طعنے اور الزامات سننے پڑتے ہیں۔

منافق میں جوں جوں نفاق کی بیماری بڑھتی ہے تو وہ اسلامی تعلیمات کو چھوڑتا جاتا ہے اور اسے وہ اسلامی احکامات بوجھ لگنے لگتے ہیں جن میں کچھ مشقت ہو۔ پھر ایک وقت آتا ہے کہ وہ کھلم کھلا اسلامی آداب و اخلاق کا مذاق اڑانے لگتا ہے۔ پھر نہ اسے قرآن کی پرواہ ہوتی ہے اور نہ سنتِ رسول ﷺ کی۔ وہ آخرت کے عذاب سے بھی بے خوف ہو جاتا ہے۔ اگر وہ کوئی کفریہ یا خلافِ شرع بات کہتے ہیں اور کوئی انہیں ٹوکتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو مذاق کر رہے تھے۔

دین اسلام کے کسی شعار یا کام کا مذاق اڑانا مثلاً پردہ کا مذاق اڑانا، داڑھی کا مذاق اڑانا، جہاد کا مذاق اڑانا، ٹخنوں سے اونچی شلوار کا مذاق اڑانا اور اس قسم کے اور باتوں کا مذاق اڑانا۔ یہ سب نفاق کی نشانیاں ہیں اور بعض حالتوں میں ایسا آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! مومن کو لعن طعن کرنا اس کو قتل کرنے کے برابر ہے۔ (بخاری و مسلم)

بدزبانی

حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! حیا اور کم گوئی ایمان کے دوشعبے ہیں۔ فحش گوئی اور زیادہ باتیں کرنا نفاق کے شعبے ہیں۔

(جامع ترمذی)

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ کم گوئی سے مراد مختصر کلام ہے اور بدزبانی سے مراد بے ہودہ کلام کرنا ہے اور زیادہ باتیں کرنے سے مراد کثرت کلام ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں سب سے بدترین آدمی اور عورت (مرتبہ کے لحاظ سے) وہ ہوگا جسے لوگوں نے بے حیائی (بیہودہ کلام) کی وجہ سے چھوڑ دیا ہو۔ (صحیح بخاری)

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ حیا ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں ہوگا۔ بے حیائی جفا ہے اور جفا جہنم میں ہوگی۔

مسند احمد میں روایت ہے کہ بے حیائی اور بے ہودگی کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور اسلام کے اعتبار سے سب سے اچھا آدمی وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! حیاء خیر ہی لاتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

مسلم کی ایک روایت ہے کہ حیاء خیر ہی خیر ہے۔

حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھر کے گوشے میں پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیادار تھے۔ آپ کسی ناپسندیدہ چیز کو دیکھتے تو ہم آپ کے چہرے سے پہچان لیتے۔

(بخاری و مسلم)

حضرت سہل بن سعد ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ وہ اس چیز کی حفاظت کرے گا جو اس کے دونوں کلّوں کے درمیان ہے یعنی زبان اور جو اس کے دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے یعنی شرمگاہ تو میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! حقیقت یہ ہے کہ جب بندہ اپنی زبان سے کوئی ایسی بات نکالتا ہے جس میں اللہ تعالی کی خوشنودی ہوتی ہے تو اگرچہ وہ بندہ اس بات کی اہمیت کو نہیں جانتا لیکن اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس کے درجات بلند کردیتا ہے (یعنی اگرچہ وہ بندہ اپنی اس بات کی اہمیت وقدر سے واقف نہیں ہوتا اور اس کو ایک نہایت آسان اور معمولی درجہ کی بات سمجھتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بہت بلند پایہ اور مرتبہ کی ہوتی ہے) اس طرح بندہ جب زبان سے کوئی ایسی بات نکالتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناخوشی کا سبب بن جاتی ہے تو اگرچہ وہ بندہ اس بات کی اہمیت کو نہیں جانتا (یعنی وہ اس بات کو بہت معمولی سمجھتا ہے اور اس کو زبان سے نکالنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا) لیکن

حقیقت میں وہ بات نتیجہ کے اعتبار سے اتنی خطرناک ہوتی ہے کہ وہ بندہ اس کے سبب سے دوزخ میں جا گرتا ہے۔ (بخاری)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کسی مسلمان کو برا کہنا فسق ہے اور کسی مسلمان کو مار ڈالنا کفر ہے۔

(بخاری و مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہا تو ان دونوں میں سے ایک پر کفر لوٹ گیا۔ یعنی یا تو کہنے والا خود کافر ہو گیا یا وہ شخص جس کو اس نے کافر کہا۔ (بشرطیکہ وہ اس کا مستحق ہو) (بخاری و مسلم)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کوئی شخص کسی کو فاسق نہیں کہے اور نہ اس پر کفر کی تہمت لگائے کیونکہ اگر وہ آدمی فسق یا کفر کا حامل نہیں ہے تو اس کا کہا اسی پر لوٹ کر آئے گا۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کوئی شخص کسی کو کافر کہہ کر پکارے یا کسی کو خدا کا دشمن کہے اور وہ حقیقت میں ایسا نہ ہو تو اس کا کہا ہوا خود اس پر لوٹ پڑتا ہے یعنی خود کہنے والا کافر یا خدا کا دشمن ہو جاتا ہے۔

(بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اگر دو شخص آپس میں گالی گلوچ کریں تو ان کی ساری گالم گلوچ کا

گناہ اس شخص پر ہوگا جس نے پہل کی جب تک کہ مظلوم حد سے تجاوز نہ کرلے۔

(مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! صدیق کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ لعنت کرنے والا ہو۔

(مسلم)

حضرت ابو درداء ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو لوگ بہت زیادہ لعنت کیا کرتے ہیں۔ وہ قیامت کے دن نہ گواہ بنائے جائیں گے اور نہ شفاعت کرسکیں گے۔ (مسلم)

نیکی سے روکنا اور برائی کا حکم دینا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُم مِّن بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمُنكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ O

(سورۃ التوبہ ۔ ٦٧)

منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک ہی ہیں، بُری باتوں کا حکم دیتے ہیں اور اچھی باتوں سے روکتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہیں۔

وہ اللہ کو بھول بیٹھے سو اللہ نے بھی ان کو بھلا دیا۔

بلاشبہ منافق بڑے ہی فاسق و بدکار ہیں۔

منافق خود کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں بہت بخیل ہوتا ہے اور جب دوسرے مسلمان خرچ کرتے ہیں تو ان کو بھی روکتا ہے۔

اس کی مثال اس طرح ہے کہ اگر کوئی بے نمازی نماز پڑھنا شروع کر دے تو اس کو ملا اور مولوی کا طعنہ دیا جاتا ہے۔ ملازمت کے دوران نماز پڑھنے والے کو وقت برباد کرنے والا کہا جاتا ہے۔ جہاد کی تربیت لینے والے اور جہاد پر جانے والوں کو دہشت گرد کہا جاتا ہے۔ جو خود روزہ نہیں رکھتے تو روزہ دار کو طعنہ دیتے ہیں کہ ان کے گھر دانے ختم ہو گئے ہیں یعنی ان کے پاس کھانے کو نہیں ہے۔ مسجد میں

چندہ دینے والوں کو روکتے ہیں کہ تم فرقہ واریت میں حصہ لے رہے ہو۔ مدرسہ میں پیسہ دینے والوں کو کو کہا جاتا ہے کہ یہ انتہا پسند تیار کرنے میں مدد کر رہے ہیں۔ اس طرح سے لوگوں کو بدظن کیا جاتا ہے یہ سب منافقت ہے۔

حکمرانوں کے سامنے ان کی تعریف اور پیٹھ پیچھے عیب بیان کرنا

ابوشعثاءؒ فرماتے ہیں کہ اہل عراق سے ایک جماعت حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آئی ان لوگوں نے یزید بن معاویہ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا! ان کے متعلق جو کچھ میرے پاس کہہ رہے ہو ان کے سامنے بھی کہتے ہو۔ انہوں نے کہا! نہیں! بلکہ ہم ان کی تعریف وتوصیف کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا! ہم اسے نفاق میں شمار کرتے ہیں۔

(صفۃ المنافق للفریابی)

افواہیں پھیلانا

لوگوں کے اندر بری بری افواہیں پھیلانا اور انہیں خوفزدہ کرنا فاسق اور منافقین کا کام ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

لَئِن لَّمْ يَنتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِيْ الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيْلاً O

(سورۃ الاحزاب ۔ ۶۰)

اگراب یہ منافق اور وہ لوگ جن کے دل میں بیماری ہے اور وہ لوگ جو مدینہ میں غلط افواہیں اڑانے والے ہیں باز نہ آئے تو ہم آپ (ﷺ) کو ان کی (تباہی) پر مسلط کردیں گے۔ پھر وہ چند دن ہی آپ کے ساتھ اس (شہر) میں رہ سکیں گے۔

مسلمانوں کی کسی کے ساتھ جنگ ہو جائے تو منافقین کی حرکات وسکنات اور دوڑ دھوپ کیا ہوتی ہے اس بارے میں ارشادِ ربانی ہے۔

لَوْ خَرَجُواْ فِيْكُم مَّا زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالاً وَلَأَوْضَعُواْ خِلاَلَكُمْ يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ وَفِيْكُمْ سَمَّاعُونَ لَهُمْ

وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ O

(سورۃ توبہ ۔ ۴۷)

اگر یہ تمہارے ساتھ نکلتے تو تمہارے اندر فساد ہی بڑھاتے اور البتہ تمہارے درمیان خوب گھوڑے دوڑاتے اور تم میں فتنہ ڈالنے کی تلاش میں رہتے اور تمہارے اندر ان کے لئے جاسوسی کرنے والے ہیں اور اللہ ان ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

جنگ کے دوران منافق افواہیں پھیلاتا رہتا ہے تا کہ خوف و ہراس پیدا کیا جائے اور مسلمانوں کے حوصلے پست ہو جائیں۔ چھوٹی خبر کو بہت بڑا کر کے پیش کرے گا۔ ایسی باتیں کرے گا جس سے یہ ظاہر ہو کہ دشمن کے پاس بہت طاقت ہے مسلمان اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ان کو کفار کی بات مان لینی چاہئے۔ یہ منافق مسلمانوں کے لشکر میں شامل ہو کر کفار کے لئے جاسوسی کرتے تھے۔

یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اللہ نے فرمایا کہ مدد میرے ہاتھ ہے کہ میں جس کی چاہے مدد کروں۔ اور کوئی مجھے مغلوب نہیں کر سکتا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاء كَمَثَلِ الْعَنكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتاً وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ

الْعَنكَبُوتِ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ O

(سورۃ العنکبوت ۔ ۴۱)

جن لوگوں نے اللہ کے سوا اور کارساز مقرر کرر کھے ہیں ان کی مثال مکڑی کی سی ہے جو ایک گھر بنا لیتی ہے۔ حالانکہ تمام گھروں سے زیادہ کمزور مکڑی کا گھر ہے، کاش وہ جان لیتے۔

منافق بہت بزدل ہوتا ہے وہ حالات سے جلد گھبرا جاتا ہے اور خود بھی ڈرتا ہے اور لوگوں کو بھی ڈراتا ہے۔ انہیں ہر مصیبت اپنے خلاف نظر آتی ہے وہ یہی سمجھتا ہے کہ یہ مصیبت ہم پر ہی آنے والی ہے۔ منافق مسلمانوں کے لئے مصیبت کا آرزومند ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ یہ ہر وقت کسی نہ کسی مصیبت میں گرفتار رہیں۔ ان کی جہالت اور گمراہی کی مثال اللہ تعالیٰ اس طرح دیتا ہے کہ جیسے مکڑی کا گھر ہو۔ مکڑی جالا بن کے اس میں بیٹھتی ہے اور اپنے آپ کو محفوظ سمجھتی ہے یہ حالانکہ یہ گھر بہت کمزور ہوتا ہے۔ یہی حال ان لوگوں کا ہے جو اللہ کے علاوہ دوسروں کو اپنا مددگار سمجھ رہے ہوتے ہیں۔

دوسرے کے کام کو اپنا کہہ کر تعریف کروانا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

اَ تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَفْرَحُونَ بِمَا أَتَواْ وَّیُحِبُّونَ

أَن یُحْمَدُواْ بِمَا لَمْ یَفْعَلُواْ فَلاَ تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ

مِّنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِیْمٌ O

(سورۃ آل عمران ۔ ۱۸۸)

آپ یہ نہ سمجھیں کہ جو لوگ اپنے کئے پر خوش ہوتے ہیں اور جو کام انہوں نے نہیں کئے ہوتے اس پر وہ چاہتے ہیں کہ ان کی تعریف کی جائے۔

آپ ہرگز یہ خیال نہ کریں کہ وہ عذاب سے چھوٹ جائیں گے۔

اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں منافقین میں سے بعض ایسے تھے کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگ پر نکلنے میں پیچھے رہ جاتے تھے اور نہ جانے پر خوش ہوتے تھے اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لاتے تھے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قسمیں کھا کھا کر معذرتیں کیا کرتے تھے اور ان کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ جو کام انہوں نے نہیں کیا ان کی اس پر تعریف بھی کی جائے۔

اسلام میں اس بات کی سخت ممانعت ہے کہ دوسرے کے کام کو دھوکہ سے اپنا کام بتائے۔ آج کل یہ بات معیوب نہیں لگتی اور خوش ہو کر لوگوں میں تشہیر کی جاتی ہے اوراس کو سیاست اور ہوشیاری کہا جاتا ہے جبکہ یہ منافق کا عمل ہے۔ اکثر مساجد میں ختم القرآن کے موقعوں پر جب چندے کی اپیل کی جاتی ہے تو کھڑے ہو کر بڑھ چڑھ کر ڈونیشن (عطیات) دینے کا اعلان کرتے ہیں اور پھر دینے کا جب وقت آتا ہے تو مکر جاتے ہیں یا ٹال مٹول کرتے ہیں۔

بعض مشہور لوگ مختلف مقامات پر اپنے نام کی تختیاں لگوا دیتے ہیں جس سے ان کا کوئی واسطہ بھی نہیں ہوتا۔

بہت قسمیں کھانا

منافق ضرورتاً اور بلاضرورت قسمیں بہت کھاتا ہے کیونکہ اس کو یقین ہوتا ہے سامع اس کی بات کا مشکل سے یقین کرے گا۔ اس لئے اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کے لئے وہ قسموں کا سہارا لیتا ہے۔ اپنے جھوٹ کو قسموں کے ذریعہ سچ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ O

(سورۃ المنافقون ۔ ۲)

انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے جس کی آڑ میں وہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور یہ لوگ بہت برا کام کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ منافقین کے نفاق کو ظاہر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ یہ تمہارے پاس آ کر قسمیں کھا کھا کر اپنے اسلام کا اظہار کرتے ہیں۔ آپ (ﷺ) کی رسالت کا اقرار کرتے ہیں مگر حقیقت میں دل کے کھوٹے ہیں۔ یہ جھوٹے ہیں اس بات میں کہ یہ آپ کو اللہ کا رسول مانتے ہیں۔ یہ اپنے سچے ہونے کے لئے قسمیں کھائیں گے لیکن آپ (ﷺ) ان کا یقین نہیں کیجئے۔ یہ قسمیں ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے، یہ تو اپنے جھوٹ کو سچ بنانے کا ایک ذریعہ ہے۔ مقصد یہ ہے کہ

مسلمان ان سے ہوشیار رہیں کہیں انہیں سچا ایماندار سمجھ کر کسی بات پر ان کی تقلید نہ کرنے لگیں کہ یہ اسلام کی آڑھ میں کفر کروا دیں۔ یہ اللہ کی راہ سے دور اور بداعمال لوگ ہیں۔ بظاہر یہ بڑے خوش اخلاق، فصاحت اور بلاغت سے گفتگو کرتے ہیں کہ ان کی باتیں دوسرے کے دل میں اتر جائیں لیکن باطن میں بڑے کھوٹے، بڑے کمزور، اور بدنیت ہیں۔

(تفسیر ابن کثیرؒ)

صدق

الصادقین:

سچائی بہت بڑی صفت ہے۔ ایمان میں سچائی ہو تو انسان منافق نہیں ہوتا۔ اقوال میں سچا ہو تو انسان جھوٹ نہیں بولتا۔ اعمال میں سچا ہو تو اسے اچھی طرح انجام دیتا ہے۔ نیت میں سچا ہو تو سب عمل درست ہوتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! تم سچ کو لازم پکڑ لو کیونکہ سچ نیکی کی راہ بتاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے کر جاتی ہے اور انسان برابر سچ کو اختیار کرتا ہے اور اہتمام سے سچ بات کی فکر کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک صدیق (بہت زیادہ سچا) لکھ دیا جاتا ہے۔ اور تم جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ گناہ گاری کی راہ بتلاتا ہے اور گناہ گاری دوزخ کی طرف لے جاتی ہے۔ جب انسان برابر جھوٹ اختیار کرتا ہے اور دھیان کر کے سوچ سوچ کر جھوٹ کو اختیار کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کذاب (بہت زیادہ جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۝

(سورۃ محمد ۔ ۲۱)

اگر وہ اللہ سے سچے رہتے تو ضرور ان کے لئے اچھا ہوتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

﴿ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ﴾

(سورۃ الاحزاب ۔ ۲۳)

جنہوں نے سچا کر دیا اس عہد کو جو اللہ سے کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ
وَكَانَ رَسُولاً نَّبِيّاً O

(سورۃ مریم ۔ ۵۴)

اور آپ کتاب میں اسمٰعیل (علیہ السلام) کا ذکر کیجئے بے شک وہ وعدے کے سچے تھے اور صاحب صدق نبی تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

﴿ لِيَسْئَلَ الصَّادِقِيْنَ عَن صِدْقِهِمْ ﴾

(سورۃ الاحزاب ۔ ۸)

تا کہ (اللہ) سچوں سے ان کے سچ کے بارے میں پوچھے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِيْنَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ
يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللَّهِ
أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ O

(سورۃ الحجرات ۔ ۱۵)

مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) پر پختہ ایمان لائیں
اور شک میں نہ پڑیں اور اپنے اموال اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ
میں جہاد کرتے رہیں ، یہی لوگ سچے ہیں۔

صدیق اسے کہتے ہیں جو دین میں جس مقام کو حاصل کرے اس کو اپنے کمال تک پہنچا دے۔

'' صدق '' یعنی سچائی ہر خیر و خوبی کا منبع ہے اور ہر فضیلت کا سرچشمہ، جبکہ اس کے برعکس جھوٹ ہر خرابی اور ہر برائی کی بنیاد و جڑ ہے۔ صدق کے معنی پختگی کے ہیں۔ اس لئے ولی کامل کو صدیق کہا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ تمام احوال، افعال اور اقوال میں سچا ہوتا ہے۔ جو شخص اپنی بات میں سچا ہو اسے صادق الاقوال کہتے ہیں۔ جو شخص اپنے اعمال میں سچا ہو اسے صادق الافعال کہتے ہیں۔ جو شخص اپنے احوال و کیفیات میں سنت کا پابند ہو اس کو صادق الاحوال کہتے ہیں۔ اسے کسی خوشامد پرست کی خوشامد فریب نہ دے سکتی اور نہ ہی وہ کسی چاپلوسی کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ جب ایسے بندے کے اسرار و رموز عام لوگوں پر کھلتے ہیں جس سے اس کے قلب پر منفی یا مثبت اثرات مرتب ہونے لگیں تو فوراً ناپسندیدگی کے انداز میں لوگوں سے پہلو بچاتا ہے۔ اگر کوئی اس کی تعریف شروع کر دے تو اللہ کی حمد بیان کرنے لگتا ہے تاکہ غرور نہ کر سکے اور اس کی خوبیاں لوگوں پر ظاہر نہ ہو سکیں۔

قرآن کریم میں صدیقین یعنی سچ بولنے والوں کا تذکرہ انبیاء اور شہداء کے ساتھ کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

فَأُوْلَـئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ أَنْعَمَ اللّہُ عَلَیْہِم مِّنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّہَدَاء وَالصَّالِحِیْنَ وَحَسُنَ أُولَـئِکَ رَفِیْقاً O

(سورۃ النساء ۔ ٦٩)

یہی لوگ (روز قیامت) ان (ہستیوں) کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے (خاص) انعام فرمایا جو کہ انبیاء، صدیقین، شہداء، اور صالحین ہیں، اور یہ بہت اچھے ساتھی ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے!

قَالَ اللّہُ ہَذَا یَوْمُ یَنفَعُ الصَّادِقِیْنَ صِدْقُہُمْ لَہُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِیْ مِن تَحْتِہَا الأَنْہَارُ خَالِدِیْنَ فِیْہَا أَبَداً رَّضِیَ اللّہُ عَنْہُمْ وَرَضُواْ عَنْہُ ذَلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ O

(سورۃ المائدہ ۔ ١١٩)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ یہ وہ دن ہے کہ جو لوگ سچے تھے ان کا سچا ہونا ان کے کام آئے گا۔ ان کو باغ ملیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور خوش اور یہ اللہ سے راضی اور خوش ہیں، یہ تو بڑی کامیابی ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ سچ بولنے والا انسان ہمیشہ پرسکون اور مطمئن رہتا ہے جبکہ اس کے برعکس جھوٹا انسان ہمیشہ بے چین رہتا ہے۔ اس کو ذہنی سکون اور اطمینان نصیب نہیں ہوتا۔ جھوٹ بول کر انسان وقتی اور عارضی فائدے تو حاصل کر سکتا ہے مگر اس کا جھوٹ زندگی بھر کے لئے اس کا وبالِ جان اور عذاب بن جاتا ہے۔ ہر وقت یہ دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کہیں دنیا والوں کے سامنے اس کا جھوٹ ظاہر نہ ہو جائے۔ اس فکر کی وجہ سے اس کا سکون برباد رہتا ہے اور وہ زندگی کے صحیح لطف سے محروم رہتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سچ میں سکون و اطمینان ہے جبکہ جھوٹ بے اطمینانی اور شک وشبہ کا سبب بنتا ہے۔ (جامع ترمذی)

مخلص انسان اللہ کا وہ بندہ ہے جو اپنے اعمال کو بے کار خیال کرتے ہوئے اللہ کے خوف سے ہر وقت کانپتا رہتا ہے۔ لوگوں کی عیب جوئی اور نکتہ چینی کے علاوہ اپنے بُرے خیالات کے سبب بھی اللہ سے ڈرتا رہتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کے بُرے افعال اور فاسد خیالات کو اللہ تو ضرور جانتا ہے۔ اسے خدشہ لگا رہتا ہے کہ کہیں اس کے خیالات اس کی ظاہری کیفیت سے بدتر نہ ہو جائیں۔

حدیث میں آتا ہے! دل کی مخفی بات جب ظاہر سے بدتر ہو تو اس کا نام ''جوَر'' ہے (جور کے معنی ہیں ظلم وزیادتی)۔ جب ظاہری و باطنی حالتیں ایک جیسی ہوں تو اسے ''عدل'' کہتے ہیں اور جب باطن ظاہر سے افضل ہو جائے تو اسے ''فضل'' کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (جامع العلم والحکم: ابن رجب حنبلیؒ)

بندے پر لازم ہے وہ اپنی ریاضت اور عبادت کو اس قدر پوشیدہ رکھے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اسے اور کوئی نہ جانتا ہو کیونکہ چھپ کر عبادت کرنے سے انسان بہت جلد اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر لیتا ہے، ثواب و اجر بھی اسے زیادہ ملتا ہے۔ نور سلامت اسے آسانی سے حاصل ہو جاتا ہے۔ دشمن کی تمام تر تدابیر کمزور پڑ جاتی ہیں اور بندہ ہر قسم کی آفات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ عمل باطن ظاہری عمل سے ستر درجہ فضیلت رکھتا ہے۔

بندہ تنہائی میں چھپ کر کوئی اچھا عمل کرتا ہے جس کی بدولت شیطان اس سے بیس سال تک الگ ہو جاتا ہے مگر ایک وقت میں وہ خود شیطان کو بلاتا ہے یعنی لوگوں کو اپنی تنہائی کے عمل کو بتاتا ہے تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے ہے کہ اس کا وہ عمل دیوانِ السر (خلوت کے اعمال کا دفتر) سے دیوانِ علانیہ (جلوت کے عمل کا دیوان) کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ اس طرح اس عمل کا ثواب گھٹ جاتا ہے اور اس کی فضیلت بھی کم ہو جاتی ہے۔ وہ اکثر اپنی تنہائی میں کیئے ہوئے عمل دوسروں کو بتاتا ہے یہاں تک کہ وہ لوگوں میں عام ہو جاتے ہیں پھر وہ لوگوں سے اپنے اعمال کا تذکرہ سن کر خوشی محسوس کرتا ہے اور اس بندے کا سارا عمل ریا کاری بن جاتا ہے۔

اگر ایسی صورت حال درپیش ہو کہ بظاہر سچ بولنے میں کسی نقصان کا اندیشہ ہو تو اس حقیقت کو یاد رکھنا چاہیئے ہمیشہ سچائی کو پکڑے رکھنے میں ہی دونوں جہانوں

کی سلامتی اور عافیت ہے، جھوٹ بول کر انسان وقتی طور پر اپنی جان بچا سکتا ہے لیکن کبھی نہ کبھی یہی جھوٹ اس کے لئے دونوں جہانوں کے لئے ہلاکت و بربادی کا سبب بن سکتا ہے۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت کعب بن مالک ؓ کے مشہور واقعہ میں بھی رہتی دنیا کے لئے یہی پیغام ہے جس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سچ بول کر ایک بڑی آزمائش سے گزرے اور پھر اللہ تعالیٰ نے قرآنی آیات نازل کر کے ان کی برأت کا اعلان کیا جو قیامت تک کے لئے لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بن گیا اور اس " سچائی " کا راستہ اختیار کرنے میں ہی انسان کے لئے دنیا و آخرت کی فلاح و سلامتی کا راز پوشیدہ ہے۔

حضرت حکیم بن حزام ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! دو سودا کرنے والوں کو اس بات کا اختیار ہے جب تک وہ جدا نہ ہوں۔ وہ دونوں سچ بولیں اور چیز کی حقیقت صحیح صحیح بیان کریں تو ان کے سودے میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور اگر وہ چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو ان کے سودے سے برکت مٹا دی جاتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

تواضع اور انکساری

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

﴿ وَعِبَادُ الرَّحمٰنِ الَّذِینَ یَمشُونَ عَلَی الأَرضِ ھَونًا ﴾

(سورۃ الفرقان ۔ ۶۳)

اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر تواضع سے چلتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ ان کے مزاج میں اور تمام امور میں تواضع ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

وَاخفِض جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ المُؤمِنِینَ O

(سورۃ الشعراء ۔ ۲۱۵)

اور جو ایمان والے آپ (ﷺ) کے تابع ہیں ان کے ساتھ تواضع سے پیش آیئے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

یَا أَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا مَن یَرتَدَّ مِنکُم عَن دِینِہٖ فَسَوفَ یَأتِی اللّٰہُ بِقَومٍ یُحِبُّھُم وَیُحِبُّونَہٗ أَذِلَّۃٍ عَلَی المُؤمِنِینَ أَعِزَّۃٍ عَلَی الکَافِرِینَ یُجَاھِدُونَ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ وَلَا یَخَافُونَ لَومَۃَ لآئِمٍ ذٰلِکَ فَضلُ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَشَاءُ

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ O

(سورۃ المائدہ ۔ ۵۴)

اے ایمان والو! تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ بہت جلد ایسی قوم پیدا کر دے گا جن کو وہ دوست رکھتا ہوگا اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہوں گے، وہ مومنوں کے ساتھ نرم ہوں گے اور کافروں کے ساتھ سخت، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خیال نہ کریں گے، یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے عطا فرما دے اور اللہ بڑی وسعت والا اور بڑا علم والا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! من تواضع اللّٰہ رفعه اللّٰہ

یعنی جو شخص اللہ کے لئے تواضع اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو رفعت اور بلندی عطا کرے گا۔

تواضع کی حقیقت یہ ہے کہ اپنے کو حقیر سمجھے اور بڑائی اور تکبر سے بچے۔ اپنے کو سچ مچ مٹانے کا عزم کرے۔ اس کا اصل مجاہدہ نفس ہے۔

تواضع صرف اس کا نام نہیں کہ زبان سے اپنے آپ کو خاکسار، فقیر یا نیاز مند کہے بلکہ تواضع یہ ہے کہ اگر تم کو کوئی حقیر یا کمتر کہہ کر بُرا بھلا کہے اور ذلیل کرے تو تم جوشِ انتقام میں بھڑک نہ جاؤ اور نفس کو یوں کہہ کر سمجھاؤ کہ واقعی میں ایسا

ہی ہوں پھر غصہ کیوں کروں اور کسی شخص کو اپنی بُرائی کرتے ہوئے سن کر رنج وغم نہ ہو۔ تواضع کا اعلیٰ مقام یہ ہے کہ تعریف اور بُرائی کا ردعمل ایک جیسا ہو۔ تواضع میں جذب اور کشش کی خاصیت ہوتی ہے بشرطیکہ اخلاص کے ساتھ ہو۔

بعض اوقات شیطان تواضع میں بھی انسان کو گمراہ کر دیتا ہے اور اس کے اندر تکبر پیدا کر دیتا ہے۔ حضرت تھانوی ؒ نے فرمایا کہ بعض اوقات تواضع اس طرح کرتا ہے کہ لوگ اسے بڑا سمجھیں۔ اس کی علامت یہ ہے کہ تواضع کے بعد اگر لوگ اس کی عزت و تعظیم نہ کریں تو برا مناتا ہے۔ اصلی اللہ والے اپنے کو اس تعظیم کا مستحق نہیں سمجھتے۔

حضرت عیاض بن حمار ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ کوئی کسی کے مقابلہ میں فخر نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر زیادتی کرے۔

(صحیح مسلم ۔ کتاب الجنۃ)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! صدقہ کسی کے مال کو گھٹاتا نہیں ہے اور جو بندہ درگزر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ کرتا ہے اور جو کوئی اللہ کے لئے عاجزی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بلند فرماتا ہے۔ (صحیح مسلم ۔ کتاب البر)

عفو و درگزر

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ O

(سورۃ الاعراف ۔ ۱۹۹)

آپ ان سے درگزر کرتے رہئے اور ان کو اچھی باتوں کا حکم دیتے رہئے اور جاہلوں سے کنارہ کش رہئے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ O

(سورۃ الحجر ۔ ۸۵)

آپ ان سے خوبی کے ساتھ درگزر کیجئے

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَلَا يَأْتَلِ أُوْلُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُوْلِيْ الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِيْنَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّوْنَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ O

(سورۃ النور ۔ ۲۲)

اور تم میں جو بزرگی اور وسعت والے ہیں انہیں اپنے قرابت داروں

اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کی مدد نہ کرنے کی قسم نہیں کھانی چاہیئے بلکہ معاف کرنا اور درگزر کرنا چاہیئے، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کر دے اور اللہ بخشنے والا نہایت مہربان ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَلَمَن صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ O

(سورۃ الشوریٰ ۔ ۴۳)

اور جو صبر کرے اور معاف کر دے تو یقیناً یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

حضور اکرم ﷺ دعا فرماتے تھے!

اللّٰھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی

(صحیح البخاری)

اے باری تعالیٰ! تو عفو ہے اور عفو و درگزر کو پسند کرتا ہے، اس لئے تو مجھے معاف کر دے

ہم اپنی دعاؤں میں اللہ تعالیٰ سے اس کی صفت عفو کے واسطے سے اپنے لئے عفو و درگزر طلب کرتے ہیں۔ ہمیں بھی اپنے اندر لوگوں کو معاف کرنے کا جذبہ پیدا کرنا چاہیئے۔ جب ہم لوگوں کے قصوروں کو معاف کریں گے اور

عفوو درگزر سے کام لیں گے تو اللہ تعالیٰ بھی ہمارے ساتھ عفوو درگزر سے کام لے گا۔

اگر کسی پر کسی نے ظلم کیا ہو اور اس کو بدلہ لینے کا موقع ملا ہو تو اسلام اس کو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ جس حد تک اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اس کا بدلہ لے لے لیکن اسلام اس بات کی بھی تلقین کرتا ہے کہ اگر وہ اسے معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کا بہت بڑا انعام دیتا ہے۔ بعض اوقات انسان اس انعام کو دنیا میں بھی دیکھ لیتا ہے اور اگر اسے دنیا میں نہیں نظر آیا تو آخرت میں تو ضرور اس کے لئے ذخیرہ ہوگا۔

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کی چادر پکڑ کر جھٹکا دیا، چادر کا کنارہ آپ ﷺ کی گردن میں پھنس گیا اور اس سے نشان پڑ گیا۔ اس سخت رویہ کے بعد وہ اعرابی اپنا مدعا پیش کرتا ہے۔ میں دو اونٹ لایا ہوں اس پر سامان لا دو، اس لئے کہ جو مال و دولت تمہارے پاس ہے وہ نہ تمہارا ہے اور نہ تمہارے باپ کا۔

آپ ﷺ نے تھوڑی دیر خاموشی اختیار کی اور پھر فرمایا! مال اللہ کا ہے اور میں اس کا بندہ ہوں۔ پھر پوچھا کہ تم نے جو حرکت میرے ساتھ کی ہے تم اس سے ڈرتے نہیں ہو۔ اعرابی نے کہا! نہیں! آپ ﷺ نے پوچھا! کیوں؟ اس اعرابی نے کہا! مجھے معلوم ہے کہ آپ (ﷺ) برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے۔ آپ ﷺ مسکرانے لگے اور اس کو ایک اونٹ کھجور اور ایک اونٹ جو دینے کا حکم دے دیا۔ (صحیح البخاری)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی اپنے ہاتھ سے کسی عورت اور کسی خادم کو نہیں۔ مارا سوائے اس کے کہ اللہ کی راہ میں جہاد میں دشمن پر وار کیا۔ ایسا بھی نہیں ہوا کہ آپ کو کسی کی طرف سے تکلیف پہنچی اور آپ ﷺ نے اس کا بدلہ لیا ہو۔ ہاں مگر اللہ کی محترم چیزوں میں سے کسی کی توہین کی گئی تو پھر اللہ کے لئے انتقام لیتے تھے۔

(صحیح بخاری ۔ کتاب الحدود)

فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ناک کان اور کلیجہ تک چبانے والے موجود تھے، آپ ﷺ پر پتھر برسانے والے، راستے میں کانٹے بچھانے والے، قتل کی سازشیں کرنے والے سب موجود تھے۔ آپ ﷺ سے چھپنے کی ناکام کوشش کررہے تھے، ندامت سے سر جھکائے اپنے متعلق فیصلے کا انتظار کررہے تھے۔ انتقام سے بچنے کے لئے کوئی مکہ سے فرار کا سوچ رہا تھا اور کوئی اپنے دل پر ہاتھ رکھے آپ ﷺ کے حکم کا انتظار کررہا تھا۔ آپ ﷺ اس وقت اس پوزیشن میں تھے کہ جس سے چاہتے بدلہ لے سکتے تھے لیکن آپ ﷺ نے جرأت مندانہ اعلان کردیا کہ

﴿ لاتثریب علیکم الیوم و انتم الطلقاء ﴾

(صحیح البخاری)

آج کے دن تم سب آزاد ہو تم سے کوئی پوچھ گچھ نہیں ہوگی

آپ ﷺ کی ذات اقدس سے یہی امید کی جا سکتی تھی جو ہستی نبوت سے پہلے بھی اس قوم کی امین تھی۔

عفو و درگزر مؤمن کی خاص صفت اور نشانی ہے۔ قرآن وحدیث میں بے شمار جگہ اس کی تلقین وتاکید فرمائی گئی ہے اور اس صفت کے حامل لوگوں کی تعریف کی گئی ہے۔ جبکہ اس کے برعکس سنگدلی اور سخت مزاجی کی مذمت کی گئی ہے اور اس سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جس انسان کے دل میں خوف خدا ہو گا اس کے اندر رحمدلی ہو گی۔

اگر ہم اسلامی تاریخ کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ مسلمانوں کو جب بھی کسی دشمن پر فتح نصیب ہوتی تھی تو وہ ان کے ساتھ فراخدلی اور حسن سلوک کا معاملہ کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں مسلمانوں کے ساتھ کفار کے مظالم اور بدسلوکیاں اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی تھیں لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو وہ بڑے بڑے بدبخت آپ ﷺ کے سامنے مجبور بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ چاہتے تو ایک ایک ظلم کا بدلہ لے سکتے تھے لیکن آپ ﷺ نے عفو و درگزر سے کام لیتے ہوئے ان سب کو معاف کر دیا اور تاریخ میں ایک بہترین مثال قائم کر دی۔

مومن اللہ پر ایمان رکھتا ہے وہ رحیم وکریم ہے، جس نبی (ﷺ) پر ایمان ہے ان سے ہر مومن یہ تمنا کرتا ہے روز قیامت میری شفاعت کر دیں، جس قرآن پر ایمان رکھتا ہے اور اسے سینے سے لگا کر رکھتا ہے وہ سراسر رحمت ہے۔

جس جنت میں داخلے کی آرزو رکھتا ہے وہ بھی رحمت ہے اور ان سب کے باوجود بھی دل رحمت اور ہمدردی سے خالی ہو، یہ کیسے ممکن ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اب بھی (رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد) رسول اللہ ﷺ کو انبیاء کرام علیہم السلام میں سے ایک نبی کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے دیکھ رہا ہوں جسے اس کی قوم نے مار مار کر لہولہان کر دیا تھا اور وہ نبی اپنے چہرے سے خون صاف کرتے تھے اور فرماتے تھے!

اے اللہ میری قوم سے درگزر فرما کیونکہ یہ میرے مقام کو جانتے نہیں ہیں۔

(صحیح البخاری ۔کتاب الانبیاء)

ایثار اور ہمدردی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُوا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ
هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوْتُوا
وَيُؤْثِرُوْنَ عَلَى أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَن
يُوْقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ O

(سورۃ الحشر ۔ ۹)

اور (وہ مال) ان کے لئے بھی ہے جنہوں نے اس گھر (مدینہ) اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنائی جو ہجرت کر کے ان کے پاس آتا ہے وہ اس سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے اس سے اپنے دلوں میں تنگی نہیں پاتے اور ان کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ خود ان کو شدید ضرورت ہو اور جس نے اپنے نفس کو حرص سے بچا لیا، تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِيْناً وَيَتِيْماً وَأَسِيْراً O

(سورۃ الدھر ۔ ۸)

وہ اللہ کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ میں بھوک سے نڈھال ہوں ۔ آپ ﷺ نے اپنی ازواجِ مطہرات کی طرف باری باری پیغام بھیجا۔ انہوں نے جواب دیا! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں۔ آپ ﷺ نے دوسری بیوی کی طرف پیغام بھیجا وہاں سے بھی پہلے کی طرح جواب آیا۔ حتیٰ کے تمام ازواجِ مطہرات نے یہ کہا کہ ہمارے پاس سوائے پانی کے اور کچھ نہیں ہے، پھر نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ آج کی رات کون اس کی مہمانی کرے گا؟

ایک انصاری صحابی نے کہا! یارسول اللہ ﷺ! میں۔ پس وہ اسے اپنے ساتھ گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا! رسول اللہ ﷺ کے مہمان کی عزت کرنا اور کہا کہ تمہارے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا صرف بچوں کا کھانا ہے۔ صحابی نے کہا کہ بچوں کو کسی طرح سے بہلا پھسلا کر سلا دو۔ جب ہمارا مہمان گھر میں داخل ہو اور مہمان کے سامنے کھانا رکھا جائے تو تم چراغ بجھا دینا اور یہ ظاہر کرنا کہ ہم کھانا کھا رہے ہیں۔ چنانچہ وہ کھانے بیٹھ گئے اور مہمان نے کھانا کھایا اور دونوں میاں بیوی نے بھوکے رات گزاری۔ جب صبح ہوئی اور وہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا! تم نے آج کی رات اپنے مہمان کے ساتھ جو سلوک کیا اللہ تعالیٰ اس پر بڑا خوش ہوا ہے۔

(بخاری و مسلم)

عہد کی پابندی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے! اے ایمان والو! عہد کو پورا کرو۔ بے شک عہد کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ یعنی قیامت کے دن اس کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی کہ عہد پورا کیا تھا یا نہیں۔ عہد کا پورا نہ کرنا نفاق کی نشانی ہے۔

انسانی معاشرے میں روز مرہ کے ذاتی معاملات ہوں، تجارتی یا کاروباری لین دین ہو، کوئی سماجی مسئلہ یا قول وقرار ہو، خرید وفروخت کے عہد و پیمان ہوں، ان تمام معاملات میں آپس میں وعدوں اور معاہدوں پر انحصار کیا جاتا ہے۔ اگر ان تمام وعدوں اور معاہدوں پر پابندی سے عمل ہورہا ہو تو معاشرتی نظام بخیر وخوبی سے چلتا رہتا ہے اور اگر معاہدوں کی خلاف ورزی اور وعدوں سے انحراف ہو تو معاشرے کی بنیادیں ہلنے لگتی ہیں اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ پورا معاشرہ تباہ وبرباد ہو جاتا ہے۔ چنانچہ معاشرے کے استحکام کے لئے عہد کی پابندی اور ایمانداری بنیادی حیثیت رکھتی ہے اسی لئے قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں اس کی بار بار تاکید کی گئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

الَّذِيْنَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنقُضُونَ الْمِيْثَاقَ O

(سورۃ الرعد ـ ٢٠)

جو اللہ کے عہد و پیمان کو پورا کرتے ہیں اور قول وقرار کو توڑتے نہیں

جبکہ اس کے برعکس عہد شکنی یا وعدہ خلافی کو نفاق کی علامت اور فاسقوں کا شیوا بتایا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَمَا وَجَدْنَا لأَكْثَرِهِم مِّنْ عَهْدٍ وَإِن وَجَدْنَا أَكْثَرَهُمْ لَفَاسِقِينَ O

(سورۃ الاعراف ۔ ۱۰۲)

ان میں اکثر لوگوں میں ہم نے عہد کا پابند نہیں پایا اور ان میں سے اکثر لوگوں کو ہم نے نافرمان ہی پایا

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ أَوْفُواْ بِالْعُقُودِ ﴾

(سورۃ المائدہ ۔ ۱)

اے ایمان والو! عہد و پیماں پورے کیا کرو

وَأَوْفُواْ بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْؤُولاً O

(سورۃ بنی اسرائیل ۔ ۳۴)

اور پورے کرو وعدے کو، کیونکہ یقیناً وعدوں پر باز پرس ہوگی

جب کوئی معاہدہ اللہ کے نام پر کیا گیا ہو اور معاہدہ کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا

واسطہ دیا گیا ہو یا اللہ کی قسم کھائی گئی ہو تو ایسے حلفیہ معاہدے کی قدر و قیمت اور اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ اللہ کی قسم کھانے کا مطلب ہے کہ اللہ کے ساتھ معاہدہ کرنا ایسے معاہدے کی حفاظت اور اس کا لحاظ رکھنا انتہائی ضروری ہے کیونکہ اب وہ ایمان کا حصہ بن گیا اور اس کی خلاف ورزی انتہائی سنگین اور قابل گرفت جرم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

وَأَوْفُواْ بِعَهْدِ اللّهِ إِذَا عَاهَدتُّمْ وَلاَ تَنقُضُواْ الأَيْمَانَ
بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلاً
إِنَّ اللّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ O

(سورۃ النحل ۔ ۹۱)

اور اللہ کے وعدے کو پورا کرو جب تم آپس میں قول و قرار کرو اور قسموں کو ان کی پختگی کے بعد مت توڑو حالانکہ تم اللہ کو ضامن ٹھہرا چکے ہو، تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے بخوبی واقف ہے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے، اور جب اس کے پاس امانت رکھائی جائے تو وہ خیانت کرے۔

(صحیح بخاری و مسلم)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اگر بحرین سے مال آیا تو میں تم کو اس طرح اور اس طرح دوں گا۔ پس نبی کریم ﷺ کی زندگی میں بحرین سے مال نہیں آیا، حتیٰ کے آپ ﷺ کی وفات ہوگئی۔ (آپ ﷺ کے وصال کے بعد) جب بحرین سے مال آیا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اعلان کروایا کہ جس شخص سے رسول اللہ ﷺ نے کوئی عہد کیا ہو یا آپ ﷺ کا کسی کا قرض ہو تو وہ ہمارے پاس آئے۔ چنانچہ میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے ایسے ایسے فرمایا تھا۔ پس حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مجھے لپ بھر کر مال دیا، میں نے اسے گنا تو وہ پانچ سو سکہ تھے، پھر انہوں نے مجھ سے فرمایا اس سے دوگنا اور لے لو (تا کہ تین مرتبہ لپ بھر کر لینا ہو جائے)۔

(صحیح بخاری ومسلم)

قرآنِ پاک کی تلاوت

ہر مسلمان کو چاہیئے کہ قرآن پاک کی روز آنہ تلاوت کو معمول بنا لے۔ جب قرآن کریم کی تلاوت کا ارادہ ہوتو سوچے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے فرمائش کی ہے کہ ہمارا کلام پڑھ کرسناؤ۔ جب کوئی بڑا آپ سے قرآن پاک سنانے کی فرمائش کرے تو کوشش ہوتی ہے کہ صحیح اور عمدہ طریقہ سے اس کی تلاوت کی جائے۔ پھر یہ سوچے کہ ذاتِ باری تعالیٰ فرمائش کر رہی ہے تو کس قدر عمدہ تلاوت کرنی چاہیئے۔ تلاوت کرتے کرتے اگر دل میں غفلت آجائے تو پھر اسی خیال کو تازہ کر لیں۔ ایک مدت تک ایسا کرنے سے دل کی غفلت دور ہو جائے گی اور قرآن مجید کی تلاوت میں حلاوت محسوس ہوگی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

﴿ فَاقْرَؤُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ﴾

(سورۃ المزمل ۔ ۲۰)

قرآن کی تلاوت کرو جس قدر تم سے ہو سکے

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

الَّذِيْنَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ أُوْلَـئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَمن يَكْفُرْ بِهِ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ O

(سورۃ البقرہ ۔ ۱۲۱)

جن لوگوں کو ہم نے کتاب عنایت کی ہے وہ اس کو (ایسے) پڑھتے ہیں جیسا

اس کے پڑھنے کا حق ہے تو یہی لوگ اس پر ایمان رکھنے والے ہیں اور
جو لوگ اس کو نہیں مانتے وہ خسارہ پانے والے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ تمام امور کی جڑ ہے اور تلاوت قرآن اور ذکر کو لازم رکھو کیونکہ یہ آسمان میں تمہارے ذکر کا سبب ہے اور زمین میں تمہاری ہدایت کا۔

(جامع الصغیر ۔ طبرانی)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! دلوں پر زنگ لگ جاتا ہے جس طرح پانی لگنے سے لوہا زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ عرض کیا! یارسول اللہ ﷺ ان کو صاف کرنے کا طریقہ کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا موت کا ذکر کثرت سے کرو اور قرآن مجید کی تلاوت کرو۔

(شعب الایمان ۔ بیہقی)

حضرت ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھتا ہے اس کو اس کے بدلے میں دس نیکیاں ملتی ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ **الم** ایک لفظ ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔ (ترمذی)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جس شخص نے نماز میں کھڑے ہو کر

کلام پاک پڑھا اس کو ہر حرف پر سو نیکیاں ملتی ہیں اور جس نے نماز میں بیٹھ کر پڑھا اس کو پچاس نیکیاں ملتی ہیں جس نے نماز کے بغیر باوضو پڑھا اس کو پچیس نیکیاں ملتی ہیں اور جس نے نماز کے بغیر بلا وضو زبانی پڑھا اس کے لئے دس نیکیاں ہیں۔

بعض احادیث میں آتا ہے کہ ایک ہزار آیات پڑھنے کا ثواب ایک لاکھ بہتر ہزار آٹھ سو احد پہاڑوں کے برابر پہنچ جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص قرآن مجید کو اٹکتا ہوا پڑھتا ہے اس کو دوہرا اجر ہے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی اور ابوداؤد)

علامہ جلال الدین سیوطیؒ اپنی کتاب " لالی مصنوعہ " میں بزاز کی ایک روایت نقل کرتے ہیں۔

جب آدمی مرتا ہے تو اس کے گھر کے لوگ تجہیز و تکفین میں مشغول ہو جاتے ہیں اور اس کے سرہانے ایک نہایت حسین وجمیل صورت شخص ہوتا ہے۔ جب کفن دیا جاتا ہے تو وہ شخص کفن اور سینہ کے درمیان ہوتا ہے اور جب دفن کرنے کے بعد لوگ واپس لوٹتے ہیں اور منکر نکیر آتے ہیں تو وہ اس شخص کو علیحدہ کرنا چاہتے ہیں کہ سوال یکسوئی سے کرسکیں مگر یہ کہتا ہے کہ یہ میرا ساتھی ہے میرا دوست ہے میں کسی حال میں بھی اسے تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔ تم سوالات پر معمور ہو تم اپنا کام کرو۔ میں اس وقت تک اس سے جدا نہیں ہوں گا جب تک اسے جنت میں داخل نہ کروا لوں۔ اس کے بعد وہ مرنے والے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ میں وہ

قرآن ہوں جس کو تو کبھی بلند آواز میں پڑھتا تھا اور کبھی آہستہ، تو بے فکر ہو جا۔ منکر نکیر کے سوالات کے بعد تجھے کوئی غم نہیں ہے، اس کے بعد جب وہ اپنے سوالات سے فارغ ہو جاتے ہیں تو یہ ملاء اعلیٰ سے اس کے لئے ریشم کے بستر وغیرہ کا انتظام کرتا ہے جو خوشبو مشک سے بھرا ہوتا ہے۔

اس کے برعکس جو قرآن سے لا پرواہی برتتے ہیں ان کو جہنم میں گرانے کا باعث بھی بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کی تلاوت کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ کا ذکر

فرمانِ الٰہی ہے!

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْراً كَثِيْراً ○

(سورۃ الاحزاب ۔ ۴۱)

اے ایمان والو! کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہو۔

اللہ کے ذکر کرنے کے بہت سے معنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر زبان سے کیا جاتا ہے، دل سے کیا جاتا ہے اوراس کی فرمانبرداری اور اطاعت کو بھی ذکر کرنا کہتے ہیں۔ کسی انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد ہوگی تو وہ اس کے احکامات پر عمل کرے گا۔ اللہ کے خوف سے گناہ چھوڑ دینا بھی ذکر اللہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! بلاشبہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے۔ اگر اس نے مجھے تنہائی میں یاد کیا تو میں اسے تنہائی میں یاد کرتا ہوں، اگر وہ جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں (یعنی عالم بالا کے فرشتوں کے سامنے)۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جولوگ کسی جگہ بیٹھ کے اللہ کے ذکر میں مشغول ہوتے ہیں، ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اوران پر رحمت چھا جاتی ہے اوران پر اطمینان کا نزول ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنے درباریوں میں یاد فرماتا ہے۔ (صحیح مسلم)

زبان سے ذکر کرنے کو بھی ذکر کہا جاتا ہے کیونکہ یہ قلب کی ترجمان ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زبان سے ذکر وہی معتبر ہے جس کے ساتھ دل میں بھی اللہ کی یاد ہو۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ کوئی شخص زبان سے ذکر و تسبیح میں مشغول ہو مگر اس کا دل حاضر نہ ہو وہ بھی فائدے سے خالی نہیں ہے۔

حضرت ابوعثمان نہدیؒ سے کسی نے ایسی حالت کی شکایت کی کہ ہم زبان سے ذکر کرتے ہیں مگر قلوب میں اس کی کوئی حلاوت محسوس نہیں ہوتی، آپؒ نے فرمایا! اس پر بھی اللہ کا شکر کرو کہ تمہارا ایک عضو یعنی زبان کو اس نے اپنی اطاعت میں لے لیا۔ (قرطبی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی یعنی اس کے احکام، حلال وحرام کا اتباع کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا۔ اگرچہ اس کی نفل نماز و روزہ وغیرہ کم ہوں۔ اور جس نے احکامِ خداوندی کی خلاف ورزی کی اس نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا اگرچہ (بظاہر) اس کی نماز، روزہ اور تسبیحات وغیرہ زیادہ ہوں۔

حضرت ذوالنون مصریؒ نے فرمایا! جو شخص حقیقی طور پر اللہ کو یاد کرتا ہے اور اس کے مقابلہ میں ساری چیزوں کو بھول جاتا ہے۔ اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ خود اس کی ساری چیزوں کی حفاظت کرتا ہے اور تمام چیزوں کا بدل عطا فرماتا ہے۔

حضرت معاذؓ نے فرمایا! انسان کا کوئی عمل اس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات دلانے میں ذکر اللہ کے برابر نہیں ہے۔

ذکر سے انسان کے دل کی ظلمت دور ہو جاتی ہے اور اسے قلب سلیم عطا ہو جاتا ہے۔ رسول کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے!

﴿ لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةٌ وَ صِقَالَةُ الْقُلُوْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ ﴾

(مشکوۃ)

ہر چیز کا ایک صیقل ہوتا ہے اور دل کا صیقل (صفائی) اللہ کا ذکر ہے۔

جب دل صاف اور شفاف ہوگا تو عبادت میں لذت ملے گی اور نیکی کی ہر بات دل پر اثر کرے گی اور اگر دل ہی صاف نہیں ہوگا تو اس کے دل پر خیر کی کوئی بات اثر نہیں کرے گی اور نہ اس کا دل عبادت اور اطاعت کی طرف مائل ہوگا۔

حضرت ابو موسیٰ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔

(متفق علیہ)

یعنی ذکر کرنے والے کا دل زندہ ہے اور ذکر نہ کرنے والے کا دل مردہ ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

﴿ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبِ ﴾

(سورۃ الرعد ۔ ۲۸)

خبردار! دلوں کا اطمینان اللہ کے ذکر سے وابستہ ہے۔

جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد نہیں ہے وہ دنیاوی عیش و آرام کے باوجود بے سکون اور پریشان ہوتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اطمینان اسی وقت ملتا ہے جب اللہ کو یاد کیا جائے۔ آج دنیا میں جو لوگ دنیا کی تمام نعمتوں کے باوجود بے سکون ہیں اس کی وجہ یادِ الٰہی سے غفلت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا
وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى O

(سورۃ طٰہٰ ۔ ۱۲۴)

اور جو میرے ذکر سے منہ پھیرے گا اُس کی زندگی تنگ ہو جائے گی
اور قیامت کو ہم اُسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! شیطان آدمی کے دل پر جم کر بیٹھا ہوتا ہے جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو یہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب غافل ہوتا ہے تو یہ وسوسے ڈالنا شروع کر دیتا ہے۔

(بخاری)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں کن لوگوں کا درجہ سب سے زیادہ ہوگا تو فرمایا جو لوگ کثرت سے اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ (ترمذی و بیہقی)

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ کا ذکر ایمان کی علامت ہے اور نفاق سے نجات اور شیطان سے حفاظت ہے جہنم کی آگ سے بچاؤ ہے۔ حضرت معاذ بن جبل ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کسی آدمی کا عمل عذاب قبر سے نجات دلانے والا نہیں۔

(رواۃ احمد)

اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ غافل آدمی پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے اور شیطان کے ساتھ رہنے سے وہ شیطان کے گروہ میں شامل ہو جاتا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَمَن يُعۡرِضۡ عَن ذِكۡرِ رَبِّهِۦ يَسۡلُكۡهُ عَذَابٗا صَعَدٗا O

(سورۃ الجن ۔ ۱۷)

اور جو شخص اپنے پروردگار کے ذکر سے منہ پھیرے گا وہ اس کو سخت عذاب میں داخل کرے گا۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص ایک مجلس میں بیٹھے اور اس میں اللہ کو یاد نہ کرے، اس کا یہ بیٹھنا اللہ کی طرف سے افسوس اور نقصان ہو گا اور جو شخص اپنے بستر پر لیٹے اس طرح کہ اللہ کو یاد نہ کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے افسوس اور نقصان ہو گا۔

(ابوداؤد)

غفلت ایسی بُری چیز ہے کہ جنتیوں کو بھی ان لمحات پر افسوس ہوگا جن میں انہوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا تھا۔ حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو دنیا کی کسی چیز کا بھی دکھ اور افسوس نہیں ہوگا سوائے اس گھڑی کے جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر گزر گئی ہو۔ (طبرانی و بیہقی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں بندے کے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان کرتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے تو تو میں اس سے بہتر مجمع یعنی فرشتوں کے مجمع میں اس کا تذکرہ کرتا ہوں۔ اگر بندہ میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ کے برابر بڑھتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ بڑھتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَمَن يَعْشُ عَن ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَاناً فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ (36)

(سورۃ الزخرف ۔ ٣٦)

جو شخص اس رحم کرنے والے آقا کے ذکر سے اندھا ہو جاتا ہے تو ہم اس پر شیطان مقرر کر دیتے ہیں اور شیطان ہر وقت ان کے ساتھ لگا رہتا ہے۔

جو شخص اپنے دل کو ایک طرف لگا کر اور ادھر ادھر بھٹکنے کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہمیشہ لگا رہے اور کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر آرام نہ لے اور اس کے سوا اس کے دل کو چین نہ آئے۔ وہ ایسی دولت کو پاتا ہے جس میں کبھی نقصان نہیں ہوتا اور حقیقت میں یہی وہ ذکر ہے جو دل کے کاموں کو لذت اور ذوق بخشتا ہے۔ یہی ذکر ہے جو مفلسوں کی پونجی ہے اور عاشقوں کی جھونپڑی کا چراغ ہے۔ یہی ذکر ہے جو مردہ دلوں کو زندہ کرتا ہے اور طالبوں کو مطلوب تک پہنچاتا ہے۔ یہی ذکر ہے جو سالکوں کو ان کی ہستی سے الگ کرتا ہے اور حق تعالیٰ کے جمال کا مشاہدہ کرتا ہے۔

حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے بنی آدم! تو میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا میں تیری ضرورتوں کو پورا کروں گا۔ (مسند احمد)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! اللہ کے ذکر کے سوا بہت باتیں نہ کیا کرو، اس لئے کہ اللہ کے ذکر کے سوا کثرت سے باتیں کرنا دل کو سخت کر دیتا ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ سے بہت دور ہیں ان کے دل سخت ہیں۔ (مشکوٰۃ، ترمذی)

حضرت ابو سعید خدری ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ کا ذکر اس قدر کیا کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ سمجھنے لگیں۔

(الترغیب والترہیب)

حضرت انس ؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! گناہوں کو چھوڑ دو کیونکہ یہ افضل ترین ہجرت ہے۔ فرائض کی پکی پابندی کرو کیونکہ یہ افضل ترین جہاد ہے۔ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو کیونکہ کثرت ذکر سے بڑھ کر کوئی چیز اللہ کے نزدیک محبوب نہیں جسے لے کر تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو۔ (الترغیب والترہیب)

جس نے اپنی زبان کو کثرت ذکر میں لگا دیا، اس نے اپنی زبان کی قیمت پہچان لی اور صرف یہ کہ بہت سے گناہوں سے بچ گیا بلکہ آخرت کے بڑے بڑے درجات کا مستحق ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا

اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ شکر کرنے کی بھی تاکید فرمائی ہے۔ بندوں پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں جن کا شمار بھی بندے کے لئے ناممکن ہے، ان نعمتوں کا شکر کرنا انسان پر واجب ہے۔ نعمتوں کا اقرار کرنا بھی اس کا شکر ادا کرنے میں آتا ہے۔ اپنے قول و فعل سے نعمتوں کا اظہار کرنا چاہئے۔ ایک طریقہ شکر ادا کرنے کا یہ ہے کہ اس کی دی ہوئی نعمتوں کو نیک کاموں میں خرچ کریں۔ نعمتوں کا منکر ہونا ناقدری ہے اور ان کو گناہ کے کاموں میں خرچ کرنا ناشکری ہے۔ یہ کتنی بڑی حماقت ہے کہ نعمتیں اللہ تعالیٰ عطا فرمائے اور ہم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کریں اور نفس اور شیطان کی فرمانبرداری کریں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ انسان کے مزاج میں ناشکری کا عنصر غالب ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں سورۃ ابراہیم میں فرماتا ہے۔

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ O

(سورۃ ابراہیم ـ ۷)

اور جب تمہارے رب نے اعلان کر دیا کہ اگر تم شکر کرو گے تو تمہیں ضرور بالضرور اور زیادہ کروں گا اور ناشکری کرو گے تو بلاشبہ میرا عذاب سخت ہے۔

سورۃ الزخرف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

﴿ إِنَّ الْإِنسَانَ لَكَفُورٌ مُّبِينٌ ﴾

(سورۃ الزخرف ۔ ۱۵)

" بلاشبہ انسان کھلا ناشکرا ہے "

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ O

(سورۃ البقرہ ۔ ۱۵۲)

پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا، تم میرا شکرادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔

اور سورۃ ابراہیم میں فرمایا!

وَآتَاكُم مِّن كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا إِنَّ الْإِنسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ O

(سورۃ ابراہیم ۔ ۳۴)

اور اللہ تعالیٰ نے تم کو ان سب چیزوں میں سے دیا جن کا تم نے سوال کیا اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کرسکو گے۔ بلاشبہ انسان بڑا ظالم اور بڑا ناشکرا ہے۔

مسلمان کو چاہئے کہ نعمتوں کا شکر ادا کرتے رہا کریں اور اللہ کی نعمتوں کو یاد کرتے رہیں۔ جب انہیں استعمال کرے تو اللہ کی حمد وثنا کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ کی حمد کرنا اصل شکر ہے جو بندہ اللہ کی حمد بیان نہیں کرتا، اس نے اللہ کا شکرادا نہیں کیا۔ (بیہقی)

زبان کی آفتیں

۱۔ بے فائدہ کلام

۲۔ ضرورت سے زیادہ کلام

۳۔ نافرمان اور ظالموں کے بے ہودہ قصے بیان کرنا

۴۔ بحث مباحثہ کرنا

۵۔ لڑائی جھگڑا کرنا

۶۔ بناوٹ اور تصنع سے کلام کرنا

۷۔ گالیاں بکنا

۸۔ بدزبانی اور بدتمیزی کرنا

۹۔ لعنت کرنا

۱۰۔ گانا اور خلاف شرع اشعار پڑھنا

۱۱۔ بے ہودہ ہنسی مذاق کرنا

۱۲۔ دوسرے کی تحقیر کرنا

۱۳۔ رازوں کا ظاہر کرنا

۱۴۔ جھوٹا وعدہ کرنا

۱۵۔ جھوٹ بولنا

۱۶۔ غیبت کرنا

۱۷۔ چغلخوری کرنا

۱۸۔ خوشامد اور بے جا تعریف کرنا

۱۹۔ بے احتیاط کلام کرنا

۲۰۔ فضول گفتگو کرنا

۲۱۔ احسان جتلانا

۲۲۔ عبدالرحمان کو رحمان کہنا غلط ہے۔

خاموشی

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

﴿مَنْ صَمَتَ نَجَا﴾

جو خاموش رہا اس نے نجات پائی۔

خاموشی کو بے لگام بولنے کے مقابلہ میں افضل اس لئے کہا گیا ہے کہ بولنے میں بے شمار آفتیں ہیں، غلطی، جھوٹ، غیبت، چغلخوری، ریا کاری، نفاق، فحش گوئی، خودنمائی، لغوگوئی، دوسرے کی توہین کرنا، بات کو بڑھا یا گھٹا کر پیش کرنا، ایذارسانی جیسے عیوب زبان سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ زبان کو حرکت دینے میں نہ کوئی محنت درکار ہے اور نہ کوئی تکلیف ہوتی ہے بلکہ بولنے میں لذت ملتی ہے، طبیعت انسان کو بولنے پر اکساتی ہے۔ شیطان بھی اکساتا ہے کہ سچ یا جھوٹ کچھ بھی بولو۔

ہر ذمہ دار فرد کا فرض ہے کہ اپنی زبان کو ایسے کلام سے محفوظ رکھے جس میں کوئی مصلحت نہ ہو اور اگر بات کرنے اور نہ کرنے میں برابر کی مصلحت ہو تو بہتر ہے کہ خاموش رہا جائے کیونکہ اس موقعہ پر بات کرنا مباح ہے اور مباح کلام میں بعض مرتبہ حرام یا مکروہ کا ارتکاب ہو جاتا ہے بلکہ ایسا اکثر ہوتا ہے۔ لہٰذا خاموشی میں سلامتی ہے۔

قیس بن سعدؓ اور اکثم بن صیفیؓ کی ملاقات ہوئی تو ایک نے دوسرے

سے پوچھا آپ کے خیال میں انسان میں پائے جانے والے عیب کتنے ہو سکتے ہیں؟ دوسرے صاحب نے جواب دیا کہ بے شمار ہیں مگر میرے اندازے کے مطابق آٹھ ہزار ہیں، لیکن ایک خصلت ایسی ہے جو اسے اپنا لے تو وہ اس کے تمام عیبوں پر پردہ ڈال دیتی ہے۔ پوچھا کہ وہ کیا؟ فرمایا! خاموشی۔

(الاذکار للنووی)

حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ کے ذکر نے کے سوا زیادہ گفتگو نہ کیا کرو کیونکہ اللہ کے ذکر کے بغیر زیادہ بات چیت کرنا دل کو سخت کر دیتی ہے اور تمام لوگوں سے زیادہ دور اللہ تعالیٰ کے ہاں سخت دل والا ہوتا ہے۔ (جامع ترمذی)

حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذر ؓ سے فرمایا! اے ابوذر ؓ! میں تمہیں دو ایسی باتیں بتاتا ہوں جو نہایت ہلکی ہیں لیکن اعمال کے ترازو میں بہت بھاری ہیں۔ حضرت ابوذر ؓ نے عرض کیا! یارسول اللہ ﷺ! ضرور بتایئے، آپ نے فرمایا! طویل خاموشی اور خوش خلقی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مخلوق کے لئے ان دو خصلتوں سے بہتر اور کوئی کام نہیں ہے۔ (مشکٰوۃ شریف، بیہقی)

حضرت عمران بن حصین ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ایک آدمی کا خاموش رہنا ساٹھ سال کی نفلی عبادت سے بہتر ہے۔

(مشکٰوۃ شریف، بیہقی)

اعضاء کی گواہی

يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (24) يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ (25)

(سورۃ النور: ۲۵۔ ۲۴)

(یعنی قیامت کے روز) جس دن ان کی زبانیں، ہاتھ اور پاؤں سب ان کے کاموں کی گواہی دیں گے۔ اس دن اللہ ان کو ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا اور ان کو معلوم ہو جائے گا کہ اللہ حق کو ظاہر کرنے والا ہے۔

دنیا میں ہم اپنی زبان سے جو کچھ بولتے ہیں اور ہمارے اعضاء جو کچھ بھی کرتے ہیں قیامت کے دن زبان کے علاوہ دوسرے اعضاء کو قوت گویائی عطا کی جائے گی اور یہ سب گواہی دیں گے۔ جب ہمارے گناہ اور جرائم بتائے جائیں گے تو کچھ لوگ اس کا انکار کریں گے کہ یہ ہم نے نہیں کئے اس وقت اللہ تعالیٰ زبان کو بند کر دے گا اور جن اعضاء سے گناہ کئے ہوں گے وہ خود بولنے لگیں گے اور اس کی گناہ کی تصدیق کریں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ اس کے کئے کی سزا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے اقوال اور احادیث میں بار بار تنبیہ کی ہے کہ سدھر جاؤ اور توبہ کر لو اس سے پہلے کہ تمہاری مہلت ختم ہو جائے اور تمہارا

حساب کتاب شروع ہو جائے۔

وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاء اللَّهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ (19) حَتَّى إِذَا مَا جَاؤُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (20) وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدتُّمْ عَلَيْنَا قَالُوا أَنطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ 21)

(سورۃ فصلت: ۲۱۔۱۹)

اور جس وقت اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف لے جائے جائیں گے تو ترتیب وار لے جائے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جو وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے تو ان کے کان آنکھیں اور کھالیں (یعنی دوسرے اعضاء) ان کے خلاف ان کے اعمال کی شہادت دیں گے۔ اور وہ اپنی کھالیں (یعنی دوسرے اعضاء) سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی؟ وہ کہیں کہ کہ جب اللہ نے سب چیزوں کو بولنے کی طاقت دی ہے تو ہم کو بھی قوت گویائی دی ہے، اور اسی نے تم کو پہلی بار پیدا کیا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

دُروُد تنجینا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاِخْوَانِہٖ صَلٰوۃً تُنَجِّیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّاٰتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَکَ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَآ اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ ط اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ✦

یا قاضی الحاجات — یا مجیب الدعوات

یا شافی الامراض — یا دافع البلیّات

یا حل المشکلات — یا کافی المھمّات

یا رافع الدرجات — یا ارحم الرٰحمین

(آمین)

ترجمہ! اے اللہ! ہمارے سرداراورآقا حضرت محمد ﷺ اوران کی آل اوراصحابؓ اور پیغمبروں پر درود بھیج اوراس کے ذریعے تو ہمیں تمام خوف وہراس اور مصیبتوں سے نجات دیدے ہماری سب حاجتوں کو پورا فرمادے اور ہمیں تمام گناہوں سے پاک وصاف کردے ہمیں اپنے نزدیک اعلیٰ سے اعلیٰ درجات سے سرفراز فرمادے اور ہمیں زندگی میں اور موت کے بعد تمام بھلائیوں سے نوازدے۔ بے شک تو ہر شے پر قادر ہے۔

دعا برائے حفاظت

اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ وَزَيِّنْهُ فِيْ قُلُوْبِنَا

وَكَرِّهْ اِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ

وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِيْنَ.

اَللّٰھُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ

غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مَفْتُوْنِيْنَ

☆☆☆

يَا بَدِيْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَيْرِ يَا بَدِيْعُ

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

سکندر نقشبندی صاحب کی تصانیف

1- سیرتِ رسول اعظم ﷺ (ماہ و سال کے آئینہ میں)

2- ثانی اثنین ۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ

3- سیرتِ امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰؓ

4- دل کی اقسام (قرآن کی روشنی میں)

5- نفس کا بیان

6- بشر و شجر

7- تصوف (قرآن و سنتِ رسول کریم ﷺ کی روشنی میں)

8- غفلت اور جہالت

9- اخلاقِ مومن

10 سیرتِ امامِ اعظم ۔ ابوحنیفہؒ (حضرت نعمان بن ثابتؒ)

11- نفاق

12۔ سیرتِ سیدنا امیر معاویہؓ

13۔ خانوادہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

14۔ امتِ مسلمہ کی نامور شہداء خواتین

15۔ عظیم مسلمان مائیں

16۔ دجال، امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام

17۔ اولیاءِ کرام کے ایمان افروز واقعات اور حالات

18۔ تاریخ اسلام کی عظیم خواتین (جلد اول)

19۔ تاریخ اسلام کی عظیم خواتین (جلد دوم)

20۔ جہاد اور مجاہد

21۔ ائمہ حدیث کے مختصر حالات

22۔ زبان کا بیان

23۔ انتہائی ضروری بنیادی مسائل

24۔ آرٹیکلس

PUBLICATIONS OF SIKANDER NAQSHBANDI

1 - Biography of The Greatest Prophet (ﷺ)
(According to the Calendar)
2 - Al-Siddique (Syedna Abu Bakr Siddique RA)
3 - Seerat Amirul Mominin Syedna Ali Al-Murtaza (RA)
4 - HEARTS - In the light of the Quran
5 - What is Soul (Nafs)
6 - Historical Trees of Islam
7 - Hypocrisy
8 - Carelessness and Ignorance
9 - Muslim Protocols
10 - Biographies of Muhadeseen
11 - Biography of Imam-e-Azam
12 - Dajjal, Imam Mehdi and Hazrat Esa (AS)
13 - Great Women in Islamic History. V1 & 2
14 - Seerat Syedna Amir Muawiyah (RA)
15 - NAQSHBANDIA FAMILY
16 - STORIES OF AULIYA KARAM (ra)
17 - TASAWWUF
18 - Jihad and Mujahid
19 - Great Muslim Mothers
20 - Reputable Muslim Shaheed Ladies
21 - Speech Cautiousness
22 - Very Important Basic Masail
23 - Articles (English and Urdu)

سکندر نقشبندی صاحب کی تصانیف

1 سیرتِ رسول اعظم ﷺ (ماہ و سال کے آئینہ میں)

2 ثانی اثنین ۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

3 سیرتِ امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

4 دل کی اقسام (قرآن کی روشنی میں)

5 نفس کا بیان 6 بشر و شجر

7 تصوف (قرآن و سنتِ رسول کریم ﷺ کی روشنی میں)

8 غفلت اور جہالت 9 اخلاقِ مومن

10 سیرتِ امامِ اعظم ۔ ابو حنیفہ ؒ (حضرت نعمان بن ثابت ؒ)

11 نفاق

12۔ سیرتِ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

13۔ خانوادہ ٔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

14۔ امتِ مسلمہ کی نامور شہداء خواتین

15۔ عظیم مسلمان مائیں

16۔ دجال، امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام

17۔ اولیاء کرام کے ایمان افروز واقعات اور حالات

18۔ تاریخ اسلام کی عظیم خواتین (جلد اول)

19۔ تاریخ اسلام کی عظیم خواتین (جلد دوم)

20۔ جہاد اور مجاہد

21۔ ائمہ حدیث کے مختصر حالات

22۔ زبان کا بیان

23۔ انتہائی ضروری بنیادی مسائل

Link: https//archive.org/details/@sikander.naqshbandi

sikander.naqshbandi@gmail.com